تذکرہ

حضور محدثِ کبیر پاکستان

مصنف تفہیم البخاری



مرتب ایم طفیل

قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین

حضور محدثِ کبیر پاکستان

شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسولؒ قادری رضوی

مصنف

تفہیم البخاری

حالات زندگی و کرامات

مرتب: ایم طفیل

چمنستان حضور محدث کبیر پاکستان

دربار شریف روڈ اعظم آباد فیصل آباد پاکستان

دیباچہ

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں

پیشہ صحافت سے وابستگی کا آغاز میں نے روزنامہ کوہستان لاہور سے 1962ء میں کیا تھا، ابتداء میں مجھے رپورٹنگ کے شعبہ میں مذہبی تقریبات کی رپورٹنگ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس طرح کم وبیش تمام مذہبی مکاتب فکر کے علماء ومشائخ سے رابطوں کا آغاز ہوا۔ اس دور میں برکت علی ہال میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کے درس قرآن میں بھی شریک ہوتا رہا اور اسی دوران مولانا کوثر نیازی مرحوم سے بھی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اندرون بھاٹی گیٹ رہائش کے دوران جامعہ نظامیہ رضویہ کے سربراہ بانی وصدرو مہتمم حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ، مصنف تفہیم البخاری، جو اس ادارے کے سربراہ تھے ان سے بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں جو ان کی وفات تک جاری رہیں۔ مولانا محمد بخش مسلمؒ کے نام پر قائم مسلم مسجد لوہاری گیٹ لاہور میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے دوران ان سے بھی ملاقات رہی۔ اس کے علاوہ جماعت اسلامی کے چوہدری رحمت علی، عبدالوحید خاں، انور نیازی اور متعدد دوسرے اکابرین سے بھی ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔ جمعیت علمائے اسلام کے مولانا غلام غوث ہزاروی مرحوم اور مولانا مفتی محمود مرحوم اکثر لاہور آتے تو ان سے بھی ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی مرحوم کی رہائش لکشمی چوک بلڈنگ میں تھی جو دفتر کوہستان کے قریب تھی ان سے بھی اکثر ملاقات ہوتی رہی۔ اس طرح جامعہ نظامیہ رضویہ کے سربراہ بانی وصدر مہتمم حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ، مصنف تفہیم البخاری، سے دفتر آتے جاتے وقت کم وبیش روز ملاقات ہوتی تھی۔ مولانا عمر اچھروی مرحوم، سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم، نواب زادہ نصر اللہ مرحوم، مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم، مولانا ذکریا مرحوم، خواجہ قمر الدین سیالوی مرحوم، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم، مولانا عبد المصطفےٰ ازہری مرحوم، صاحبزادہ فیض الحسن الومہار شریف مرحوم، مولانا عبدالغفور ہزاروی مرحوم، قاضی مجید نبی کوکب مرحوم، مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل مرحوم، علامہ سید احمد سعید کاظمی مرحوم، جسٹس پیر کرم شاہ الازہری مرحوم، علامہ محمود احمد رضوی مرحوم حزب الاحناف لاہور سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ چنیوٹ میں ختم نبوت ﷺ کانفرنس کی رپورٹنگ کیلئے مجھے تین سال تک چنیوٹ جانا پڑا جہاں اس کانفرنس سے خطاب کرنیوالے ممتاز علمائے کرام سے ملاقاتیں ایک یادگار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لاہور میں جامعہ اشرفیہ کے مولانا عبدالرحمٰن اشرف، مولانا اکرم کاشمیری اور مولانا فضل رحیم سے آج بھی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس حوالے سے میں نے حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ، مصنف تفہیم البخاری، کی حیات مبارکہ پر قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے اور ان سے طویل ملاقاتوں کی یادیں تازہ کرنے اور ان کی دینی خدمات کو قلمبند کرنے سے میرا مقصد ان کی دینی خدمات کو اجاگر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کوشش کو کامیاب بنائے۔

ایم طفیل

فہرست

ابتدائیہ

از: حضرت علامہ مفتی محمد ظہور اللہ ہاشمی چشتی

سجادہ نشین بھوئی شریف، ضلع اٹک

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ برصغیر کے سومناتی معاشرے کو توحید الٰہی اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنیاد پر انسانی اخوت، اتحاد و یگانگت، عدل و انصاف اور باہمی تکریم کے فضائل سے آراستہ کر کے اسلامی معاشرے میں ڈھالنے کا عظیم انقلابی فریضہ مشائخ عظام نے ہی سر انجام دیا ہے۔ ان بندگانِ خدا کے دلوں میں اسلام کا نور اس طرح سمویا ہوا تھا کہ انگریز فتنہ انگیزیوں کے باوجود شمع اسلام کو بجھا نہ سکا بلکہ اس بدترین دورِ زوال میں اسلامی مملکت بھی برصغیر کے اُفق پر نمودار ہوئی جسے آج دنیا پاکستان کے نام سے پہچانتی ہے۔ اسلام اور پاکستان اس طرح لازم و ملزوم ہیں کہ پاکستان میں تیار ہونے والے ایٹم بم کو پاکستانی بم کی بجائے اسلامی بم کہا جاتا ہے۔ یہ اسلام اور پاکستان کے باہمی تلازم کا ہی اثر ہے کہ پاکستان کی ایٹمی قوت کے ظہور پر نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر تک ہر مسلمان ربِ قدوس کی بارگاہ میں جذباتِ تشکر کے ساتھ سربسجود ہو گیا۔ فیصل آباد پاکستان کا بڑا شہر ہے۔ مذہب سے لگاؤ، اسلام سے محبت اور مشائخ عظام سے عقیدت اس شہر کی پہچان ہے۔ فیصل آباد بے مثال قربانیاں دے کر سرفہرست شہروں میں رہا۔

وہ عظیم علمی روحانی شخصیت جنہوں نے فیصل آباد کے باسیوں میں اسلام کے ساتھ

یہ پختہ اور والہانہ وابستگی پیدا کی، فیصل آباد کی ایک خاص دینی شناخت ہے۔ اس نیک ہستی کو خراج تحسین پیش کرنا ہے۔ محترمی و مخدومی حضرت علامہ مفتی پیر سیّد محبوب الرحمٰن شاہ گیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے انتہائی لگن اور محنت شاقہ کے ساتھ شیخ العلماء حضور محدث کبیر پاکستان'' کے حالاتِ زندگی کو جمع کیا اور صرف نوکِ قلم سے ہی نہیں بلکہ خونِ جگر سے انہیں صفحہ قرطاس پر منتقل کیا۔ اس کتاب میں حضورر محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور حیات و خدمات کو اس قدر شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے کہ اب اسے ایک کتاب کی شکل میں شائع کرنے کی ضرورت و اہمیت محسوس کرتے ہوئے اہل ذوق کے علمی و فکری ذوق کی تسکین کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمت دین متین کی توفیق مرحمت فرمائے اور فاضل مؤلف کے علم و عمل میں مزید اضافہ اور برکت عطاء فرمائے۔ خدائے ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں التجا ہے کہ ہمیں اپنی محبوب ہستی حضور محدث کبیر پاکستان'' کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین متین کی خدمت سرانجام دینے اور ان کے چھوڑے ہوئے عظیم و دینی ورثے کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی محمد ظہور اللہ ہاشمی چشتی گولڑوی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھوئی شریف، ضلع اٹک

انبیاء علیہم السلام کے وارث

قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جسے سکون و اطمینانِ قلب درکار ہو اسے علم ہونا چاہئے کہ سکون و اطمینانِ قلب اللہ کے ذکر سے ملتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اللہ کا ذکر کرنے والے اور اللہ کے قانون پر عمل کرنے والے ہیں انہیں تو سکون ملتا ہی ہے لیکن ان کے پاس بیٹھنے والے بھی اس لازوال نعمت سے محروم نہیں رہتے۔ ان کے آستانوں پر بھی سکون ہی سکون ہوتا ہے۔ یہ سکون و اطمینان بھی ان کا جاری فیض ہی ہے۔

گر تو برا نہ مانے تو جہانِ رنگ و بو میں
میں سکونِ دل کی خاطر کوئی ڈھونڈ لوں سہارا

سکونِ دل کے اسی سہارے کی تلاش میں لاکھوں بے قرار ان فقیروں کے پاس جاتے ہیں جن کے آستانے اللہ اللہ کی صداؤں سے ہر وقت گونجتے رہتے ہیں۔

نیکی اور بدی بھی متعدی امراض کی طرح اپنا اثر رکھتی ہے جیسے تپ دق کے مرض سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر میں تپ دق کے مریض سے عام آدمیوں کو دور رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے اسی طرح برے لوگوں کی صحبت سے بچنے کی بھی نصیحت کی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے: علماء کے پاس بیٹھو گے تو اور کچھ نہ بھی حاصل ہوگا تو تمہارے کپڑوں سے خوشبو ضرور آئے گی۔ لوہار کے پاس بیٹھنے سے تمہارے کپڑے جلیں گے اور ہاتھ پاؤں کالے ہوں گے۔ جس طرح موروثی امراض ہوتے ہیں اسی طرح موروثی نیکیاں اور برائیاں بھی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے

ملاقات کا جو قصہ قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اس میں تین واقعات بیان فرمائے ہیں۔
کشتی کا توڑنا، لڑکے کا قتل اور دیوار کی تعمیر۔ حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ چل تو پڑے ہیں لیکن صبر نہیں کر پائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں میں صبر واستقامت کا مظاہرہ کروں گا۔ حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ ایک گاؤں میں گزرے، انہیں سخت بھوک لگ رہی تھی، گاؤں والوں نے انہیں کھانا نہ کھلایا۔ اسی گاؤں میں ایک گھر کی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔ حضرت خضرؑ نے دیوار مرمت کر دی۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ کا یہ عمل بھی بڑا عجیب ہے کہ جس گاؤں کے لوگوں نے ہمیں کھانا تک نہیں کھلایا آپ نے اس گاؤں کے ایک گھر کی دیوار بلا معاوضہ مرمت کر دی۔ حضرت خضرؑ نے کہا آپ نے ہر کام کے بارے میں بے صبری کا مظاہرہ کیا چنانچہ اب ہم ساتھ تو نہیں چل سکتے مگر یہ حقیقت آپ سن لیں یہ دیوار جو تھی دو یتیم لڑکوں کی تھی اور ان کا والد ایک صالح آدمی تھا، اس دیوار کی بنیاد میں وہ ان کے لئے کچھ خزانہ دفن کر گیا تھا، اب یہ دیوار اس وقت گرے گی جب یہ دونوں جوان ہو جائیں گے اور زمین ان کی امانت انہیں لوٹا دے گی۔ اگر یہ دیوار مرمت نہ کی جاتی تو ان کمزور یتیموں کی جمع دفن شدہ پونجی کسی اور کے ہاتھ لگ جاتی اور وہ محروم رہ جاتے۔ حفاظت اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی، امین زمین کا سینہ تھا، میرا کردار اس میں صرف اتنا تھا کہ دیوار مرمت کر دوں۔ یہ قرآنی حوالہ دیا گیا کہ ان یتیموں کی امانت کی حفاظت کے لئے یہ سارا انتظام ان کے باپ کی صالحیت کی وجہ سے کیا گیا۔ یہ وہ نظام ہے جسے چلانے والی ہستی تو نظر نہیں آتی مگر اس کی قدرت کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ کوئی جگہ ایسی نہیں، کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز ایسی نہیں جو اس کی قدرت کا مظہر نہیں اور جو اس کے قبضہ قدرت میں نہیں۔ اس کی مخلوق اس کے خودکار نظام کو چلانے میں کیا کردار ادا کرتی ہے، انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس سے کیا کام لیا جاتا ہے اور جب وہ وہی کام کرتا ہے جو اس کے مالک نے اس کے ذمے لگایا ہے تو وہ صالحین میں شامل ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ اعمال ممنوعہ سے اپنے آپ کو روکے۔ اس کے اعمال صائب کا اجر ایک

چشمہ فیض کی صورت جاری ہو جاتا ہے جو طلب کرے وہ فیض یاب ہوتا ہے۔ اس کی اولاد کو اس فیض سے حصہ ملتا ہے لیکن اولاد بھی وہ جو طلب صادق رکھتی ہو اور باپ کی پیروکار ہو۔ نافرمان اولاد اپنا حصہ کھو دیتی ہے۔ صالحین میں ایک گروہ وہ بھی ہے جو خود کار نظام خداوندی کے انسانی معاشروں میں اطلاق پر مامور ہوتا ہے اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد بھی صالحیت کی جزا اور شیطانیت کی سزا کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ بھی طالبانِ حق کی راہ نمائی کا ایک ذریعہ ہے۔

ایک روشنی ہے جسے عقل کہا جاتا ہے جو ماحول میں موجود اشیاء دکھا تو سکتی ہے مگر بتا نہیں سکتی کہ یہ کیا ہے۔ ان اشیاء کو بتانے والی چیز علم ہے۔ گویا عقل کو بتانے کے قابل بنانے کے لئے علم کی روشنی درکار ہے۔ عقل ہر کسی کو عطا کی گئی ہے اور علم حاصل کرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ عقل ایک مشین ہے جو علم سے چلتی ہے۔ انسان کو چونکہ دو رُخ پر پیدا کیا گیا ہے اس لئے اس کی ہر مشین دونوں رُخ پر چلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ ایک رُخ مثبت ہے دوسرا منفی۔ مشین مثبت رُخ پر چلے گی تو مثبت نتیجہ حاصل ہوگا، منفی رُخ پر چلنے سے منفی نتیجہ ملے گا۔ علم بھی دونوں طرح کے ہیں مثبت بھی اور منفی بھی۔ علم عطا کرنے والی ذات وہی ذاتِ کبریا ہے جس کے پاس علم کے کل خزانے ہیں جو سب خزانوں کا مالک ومختار اور قادر مطلق ہے جو ہر شے کا خالق اور ہر مخلوق کا حاجت روا ہے۔ اس نے ہمیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ مثبت علم کون سا ہے اور منفی کونسا۔ مثبت علم نفع بخش علم ہے۔ نفع بخش علم پر عمل کیا جائے تو وہ منزل سے قریب کرتا ہے منفی علم گھاٹے کا علم ہے اس پر عمل کیا جائے تو وہ منزلِ مقصود سے دور لے جاتا ہے۔ منزل کی طرف سفر معراج ہے اور منزل سے دوری زوال۔ معراج اوپر کی طرف سفر ہے اور زوال نیچے کی طرف۔ معراج و زوال ایک دوسرے کی ضد ہیں اور دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ دونوں کے درمیان وہ نقطۂ آغاز ہے جس سے ہم اپنے عروج یا زوال کا سفر شروع کرتے ہیں۔ جو زوال کا سفر شروع کرتے ہیں وہ مقام انسانیت سے نیچے گر جاتے ہیں

اور جو اوپر یعنی عروج کا سفر شروع کرتے ہیں وہ کاملیت یعنی عروج انسانیت کا سفر کرتے ہیں۔ زوال اسفل سافلین اور عروج احسن تقویم کی تکمیل کے لئے ہے۔ تکمیل ہوتی ہے یا نہیں، اس کو ہم ابھی زیر بحث نہیں لا رہے ہیں سردست ہم یہیں تک محدود ہیں کہ کونسی راہ کس منزل پر پہنچاتی ہے۔ کس منزل پر پہنچنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

عشق کا چرچا ہم بہت سنتے ہیں۔ اگر کسی کو ذات باری تعالٰی کے سوا کسی سے عشق ہو جائے تو اسے عشق مجازی کہا جاتا ہے اور ذات باری تعالٰی سے عشق کو عشق حقیقی کہا جاتا ہے مگر ہم یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ عشق کسے کہتے ہیں۔ عام مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ عشق شاید بے عملی کو کہتے ہیں۔ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ عشق اگر کوئی بہت بڑا مقام ہے تو اللہ سبحانہٗ وتعالٰی کے قانون کے مطابق کسی بے عمل شخص کو بڑا تو کیا چھوٹا مقام بھی نہیں مل سکتا بلکہ بے عملی تو بد عملی ہی کی ایک قسم ہے۔ اصل میں عقل جب علم سے مزین ہوتی ہے تو منزل کا تعین کرتی ہے، پھر اس منزل کے حصول کا سفر شروع کرتی ہے۔ منزل دل و نگاہ ہوتی ہے۔ منزل کے حصول کی لگن جب اتنی شدید ہو کہ اس کے علاوہ نہ تو کسی چیز کا ہوش رہے اور نہ ہی کوئی خوف، کوئی لالچ بندے کا راستہ روک سکے۔ ایک لمحے کے لئے بھی منزل مقصود نگاہوں سے اوجھل ہو جائے تو جان پر بن جائے۔ وصل کی ہر ممکن کوشش کی جائے اللہ تعالٰی کو پانا چونکہ مقصد حیات اور منزل مراد ہے اس لئے یہ جذبہ اگر اس مقصد کے لئے ہو تو عشق حقیقی ہے۔ اس کو اس کے قانون پر اس کے محبوب رسول کی سنت کے مطابق عمل کئے بغیر پانا ممکن نہیں۔ وہ علم جس پر عمل کئے بغیر منزل مراد نہیں ملتی ان سے سیکھا جاتا ہے جو جانتے ہیں اور منزل مراد مقصد حیات کو پا چکے ہیں۔ دنیا ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ ارشاد باری تعالٰی ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے بڑی سخت آزمائش ہیں۔ ان آزمائشوں سے گزرنے کا جذبۂ صادق عشق ہے۔ طلب کا ایسا جذبہ جسے عشق کہا جائے خال خال ہی نظر آتا ہے مگر لفظ عشق کا استعمال اس قدر عام ہے گویا زمانے میں عشاق کا سمانا ممکن نہیں رہا اس لئے عام لوگوں کے ذہنوں میں اب یہ

سوال پیدا ہونے لگا ہے کہ عشق کیا ہے۔ ویسے بھی یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے ایسے ادوار میں جذبے سرد اور رشتے کمزور پڑ جاتے ہیں اس لئے کہ انسان انسانوں کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ اسی بات کو حضرت علامہ اقبالؒ نے بہت پہلے اس طرح فرمایا تھا۔

ہے دل کے لئے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات

عشق کے افسانے کو اگر طول دیا جائے تو یہ کبھی ختم نہ ہونے والی کہانی ہے۔ جس طرح چھوٹی چھوٹی پہاڑی ندیاں بڑے بڑے نالوں میں، نالے دریاؤں میں اور دریا سمندر میں شامل ہوتے ہیں اسی طرح عشق کی کہانی بھی پھیلتی جاتی ہے اور بحرِ قرطاس میں سمانہیں سکتی۔ زمین و آسمانوں کی وسعتیں کم پڑ سکتی ہیں کیونکہ جیسے جیسے یہ کہانی آگے بڑھے گی مزید پھیلے گی۔ ایک ہی جملے میں سمجھنے کی کوشش کی جائے تو عشق وہ جذبہ ہے جو حصولِ مقصد کے لئے دم بہ دم اور قدم سرگرمِ عمل رکھتا ہے۔ یہ جذبہ منفی بھی ہوتا ہے۔ دنیا کے پیچھے بھاگنے والوں کو اللہ والے پاگل سمجھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مقصدِ حیات کو بھلا کر دنیا کے حصول کے لئے زندگی ضائع کر دینا پاگل پن نہیں تو اور کیا ہے۔ قیامت کے دن یہ تو نہیں پوچھا جائے گا کہ کس نے کتنی دولت جمع کی تھی، کتنی جائیداد بنائی تھی، اولاد کے لئے کیا چھوڑا تھا۔ دنیا دار اللہ والوں کو پاگل کہتے ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ چار دن کی زندگی بھی یہ لوگ فقر و فاقے کی نذر کر دیتے ہیں، دنیا کی نعمتوں سے منہ موڑ لیتے ہیں یہ پاگل نہیں تو پھر اور کیا ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کے راستے میں اس طرح ٹوٹ کر آؤ کہ لوگ تمہیں پاگل کہیں۔ انہیں تو جب کوئی پاگل کہے گا تو ان کا کام بن جائے گا۔ محبوب خدا کی طرف سے انہیں سند مل جائے گی۔ ان کا کیا بنے گا جو دنیا کے پیچھے پاگل ہوئے پھرتے ہیں۔ یہ تو محض دھوکا ہے جو شیطان کی طرف سے دیا جاتا ہے اور اولادِ آدم اتنا بھی نہیں سمجھتی کہ دھوکا دینے کے لئے تو اس نے قیامت تک

مہلت مانگی تھی۔ بنی آدم کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت عطا فرما دی تھی۔
دراصل وہ انسان کا دشمن نہیں ہے وہ شرف انسانی کا دشمن ہے اور انسان کو شرف انسانی سے محروم کرنا اس کی کامیابی ہے۔ انسانیت کا شکار کرنے کے لئے انسانی حاجات وخواہشات کو وہ چارے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ رزق فراہم کرنا ربّ کائنات کے ذمے اور رزقِ حلال عین عبادت ہے۔ ظاہر ہے پھر اس کا اجر بھی ہے۔ جس عمل کا اجر ہے اس کی آزمائش بھی ہے۔ جس کی آزمائش ہے اس میں شیطان کی مداخلت بھی ہے تاکہ ناکامی سے دوچار کر سکے۔ جب آزمائش میں ناکام ہو گیا تو رزقِ حرام کھائے گا۔ رزق حرام کھانے سے منفی سوچ پیدا ہوگی، منفی سوچ منفی کردار کا سبب بنے گی، منفی کردار سے معاشرے میں فتنہ فساد پیدا ہوگا۔ یہی شیطان کی منشاء ہے اور اسی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فتنہ قتل سے بڑا جرم ہے۔ قتل سے دو خاندان متاثر ہوتے ہیں جبکہ فتنے سے پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ مثبت سوچ مثبت عمل اسلام ہے اور اس سے خیر برآمد ہوتی ہے۔ اسلام امن وسکون اور بھلائی کا سرچشمہ ہے ہر قسم کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ اسی فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن حکیم میں دو مقام پاک پر ارشاد فرمایا ہے اور فتنہ گروں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ روئے زمین پر سے فتنہ مکمل طور پر ختم ہو جائے اور اللہ کا دین کاملاً انسانی معاشروں میں غالب ونافذ ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو ظالموں کے سوا کسی کا مواخذہ نہ کرو۔ فتنہ گری ظلم ہے اور ظلم زوال ہے۔ عروج وزوال میں بعد المشرقین ہے۔ بہ ظاہر ظالم اور ظلم کو روکنے والے اسی زمین پر رہتے ہیں مگر روحانی طور پر ان کی الگ الگ دنیا ہے۔ ایک اس دُنیا میں رہتا ہے جہاں ہر طرف ہر لمحہ امن وسکون ہے اس کی دنیا اللہ کے نور سے روشن ہے دوسرا اس دنیا میں رہتا ہے جو ظلم کی ظلمت سے تاریک وویران ہے۔ ہر طرف خوف ہے، بدامنی ہے، مایوسی ہے، یہ دل کی دنیا ہے۔ جن لوگوں کی دنیا روشن ہے جب ان سے کوئی معاشرہ تشکیل پاتا ہے تو وہ پُرامن اور پُرسکون معاشرہ ہوتا ہے اس میں ہر کسی کو ہر قسم کے تحفظ کی ضمانت ہوتی ہے۔ جن کے دل

کی دنیا تاریک ہوتی ہے جب ان سے کوئی معاشرہ تشکیل پاتا ہے تو ہر طرف ظلم کا راج ہوتا ہے، افراتفری اور بے سکونی ہوتی ہے، ہر کوئی خوف میں مبتلا ہوتا ہے، انسان اپنے ہی جیسے انسانوں سے ڈرتا ہے کسی کی عزت کسی کی جان کسی کا مال محفوظ نہیں ہوتا۔ مگر روشن ضمیر لوگوں کو کم ہی معاشرہ تشکیل دینے کا موقع ملتا ہے۔

ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومت عشق

سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں

منفی رویوں کا تو خیر ذکر ہی کیا، ان کا نتیجہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ مسلمان خیر کے داعی ہیں اور خیر مثبت رویوں سے برآمد ہوتی ہے۔ اسلامی قوانین و فرامین پر عمل کرنے سے مثبت رویے انسان کے اندر پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی کتنا بڑا عالم ہو، مبلغ ہو اخلاص و عمل کے بغیر اس میں مثبت رویئے پیدا نہیں ہو سکتے۔ مثبت رویوں کے بغیر اسلام کا دعویٰ بے معنی ہے۔ منفی رویوں کا ذکر تو محض آگاہی کے لئے کیا گیا تا کہ شیطانی حربوں سے بچا جا سکے ورنہ یہ سلسلہ صرف اور صرف خیر کے پرچار کے لئے ہے تا کہ طالبان حق و معرفت راہ پائیں۔ یہی علم ہے اور علم کا حصول حدیث مبارک کی روشنی میں ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ عقل کی مشین علم سے چلتی ہے اور علم کی روشنی میں فیصلے کرتی ہے جیسا علم ہو گا ویسے ہی فیصلے ہوں گے۔ دنیا سے محبت اور اس کے حصول کے علوم کتنے مہنگے ہیں پھر بھی ان کے حصول کے لئے لوگ پاگل ہوئے پھرتے ہیں، تعلیمی اداروں میں داخلے حاصل کرنے کے لئے سفارشیں ڈھونڈتے ہیں، رشوت دیتے ہیں، جعلی تعلیمی اسناد خریدتے ہیں، نقل کرتے ہیں اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ ہم قطعاً اس پر شرمندہ نہیں ہیں۔ شرمندہ وہ ہیں جن کے پاس رشوت دینے کو پیسے نہیں کوئی سفارش نہیں اس کے برعکس صراطِ مستقیم کی تعلیم مفت دی جاتی ہے، رہائش اور خوراک کا طلباء کے لئے مفت انتظام کیا جاتا ہے مگر کوئی ان اداروں کا رخ کرنے کو تیار نہیں۔ اس سے میرا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ان اداروں میں مثالی انسانی کردار سازی کی جاتی ہے یہ اسی وقت ممکن ہے جب

کیمبرج اور آکسفورڈ میں تعلیم حاصل کرنے والے ان اداروں کا رخ کریں گے۔
معاشرے میں دین جس شکل میں بھی موجود ہے یہ انہی اداروں کی وجہ سے ہے جنہیں بے وسیلہ، بوریا نشین لوگ چلا رہے ہیں۔ اعتراضات بھی ان کی عظمت اور دین کی عظمت کا اعتراف ہے کہ یہ لوگ عظیم دین سے وابستہ ہیں اس لئے انہیں عظیم انسانی کردار کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور کوئی پست حرکت نہیں کرنی چاہئے۔ آکسفورڈ اور کیمبرج والے تو بے چارے معذور ہیں اس لئے اخلاق و کردار کی حدود و قیود سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ بھی عرض کردوں کہ یہ صرف دو گروہوں کی وضاحت کے لئے ہے ورنہ تعلیمی اداروں کی تکریم و تقدیس مسلمہ ہے۔ نوع انسانی کو محترم بنانے کا تمام تعلیمی ادارے اپنے اپنے انداز میں فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ مختصر یہ کہ دنیا میں رہتے ہوئے متاع دنیا کی ضرورت تو ہے اس کے لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے وسائل بھی پیدا فرمائے، ان پر سب کا یکساں حق ہے۔
حلال طریقے سے حصول رزق عبادت ہے دوسروں کو محروم کر کے مال جمع کرنا حرام ہے۔
انتہائی دکھ اور شرم کی بات یہ ہے کہ اس حرام فعل میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو لوگوں کو صبر اور توکل کا درس دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ عقل کا بالکل غلط استعمال ہے۔ عقل کا ایسا استعمال جو دوزخ میں لے جائے پاگل پن ہے۔ ایسا علم نافع نہیں ہے جو علم حرص وہوا کے بتوں کو نہ توڑ سکے، جو عقل اپنے نفس کو مغلوب کرنے کے بجائے اس کے سامنے جھک جائے اس کا کیا فائدہ۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں ۔

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم
کیا ہے جس کو خدا نے دل و نظر کا ندیم
وہ علم کم بصری جس میں ہم کنار نہیں
تجلیات کلیم و مشاہدات حکیم

اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لئے بعض نشانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس میں مؤمنین کے لئے نشانیاں ہیں، اس میں متقین کے لئے نشانیاں ہیں، اس میں علم والوں

کے لئے نشانیاں ہیں، اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں، علم والے علم والوں کے لئے بیان کی گئی نشانیوں کو دیکھ کر ذاتِ باری تعالیٰ کو نہ پہچانیں تو وہ علم والے نہیں ہیں محض علم والے ہونے کے وہم میں مبتلا ہیں۔ عقل والوں کے لئے بیان کی گئی نشانیوں سے عقل والے اگر اللہ العالمین کو نہ پہچانیں تو وہ عقل کے اندھے صرف عقل والے ہونے کے وہم میں مبتلا ہیں۔ وہم ایک نفسیاتی مرض ہے جس کا علاج کیا جانا بہت ضروری ہے لیکن کوئی بھی نفسیاتی مریض کبھی بھی اپنے آپ کو نفسیاتی مریض نہیں سمجھا کرتا اس کی نظروں میں تو ان کے علاوہ ہر شخص ہی پاگل ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جس نے اپنے اللہ کو پہچان لیا کیا اس کی بھی کوئی پہچان ہے۔ جی ہاں، اس کی پہچان بہت آسان اور سادہ ہے۔ جس نے اللہ کی پاک ذات کو پہچان لیا وہ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں مانتا۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

وہ اللہ سے کیئے گئے عہد کو پورا کرتا ہے اور اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اس کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی معاملہ اپنی مرضی سے طے نہیں کرتا۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

ہم دیکھتے ہیں کہ جرائم کی دنیا میں مجرم ایسے ایسے محیر العقول طریقے اختیار کرتے ہیں کہ عام آدمی جن کے بارے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا حالانکہ انہیں اس بارے میں کوئی مدد حاصل نہیں ہوتی۔ وہ شیطان کے ساتھی ہوتے ہیں اور شیطان صرف دھوکا دے سکتا ہے اور کچھ نہیں۔ اسے آپ مجرم کی کرامت کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ وہ شیطان کا ولی ہے اور اس کا دھوکا دہی کا قانون جانتا ہے۔ جو اللہ کا ولی ہے جسے اللہ نے اپنا نور عطا فرمایا ہے جو اللہ کا قانون جانتا ہے اگر اس سے کوئی کرامت ظہور پذیر ہوتی ہے تو اس میں

حیرت کی کون سی بات ہے جبکہ اللہ کی مدد اس کے ساتھ ہے۔ سوال یہ ہے کہ جو کچھ میں جانتا ہوں علم اتنا ہی ہے، اگر کسی چیز کو میں نہیں جانتا کسی بات کو میں نہیں جانتا تو کیا یہ اس کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اگر کوئی بات میری عقل میں سما نہیں سکتی تو میری عقل ناقص ہے یا وہ علم جو مجھے سمجھ نہیں آتا۔ اگر کسی طالب علم نے ریاضی کا سوال غلط حل کیا ہے تو ڈنڈے اس طالب علم کو پڑیں گے یا ریاضی کا اصول بدل دیا جائے گا۔ کسی بھی چیز کی نفی کرنے سے پہلے ان سوالات کا جواب اپنے آپ سے پوچھ لینا چاہیے تا کہ فضول قسم کی بحث سے بچا جا سکے۔ پھر اگر کسی کو یہ دعویٰ ہو کہ وہ کائنات کے تمام علوم جانتا ہے اور کوئی چیز اس کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے تو اسے واقعی یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بات کی نفی کر دے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ ایسا دعویٰ کسی کے بس کی بات نہیں ہے تو پھر اللہ پاک کے اس ارشاد پاک کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہر جاننے والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے۔

ارشاد خداوندی کے مطابق وجہ تخلیق کائنات ختم المرسلین خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو قرار دیا گیا ہے اور فرمانِ الٰہی ہے کہ اے محمدؐ! اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو اس کائنات کے معرضِ وجود میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تخلیق کائنات کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور بعثت کو نوع انسانی کی رشد و ہدایت کا ذریعہ قرار دیا گیا اس لئے کہ محض ذاتی عقل و شعور کی بنیاد پر ایک عام انسان کے لئے تخلیق کائنات کے اغراض و مقاصد کا ادراک اور توحید باری تعالیٰ کا فہم و شعور ممکن ہی نہیں تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی انسانی رشد و ہدایت کے لئے انبیاءؑ و مرسلینؑ کو مبعوث فرمانے کا آغاز کیا جس کی ابتدا بھی حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور یہ سلسلہ ختم المرسلین خاتم النبیین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچا۔ احادیث مبارکہ کے مطابق بنی نوع انسان کی ہدایت بالخصوص انسانوں کو توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد کفر و شرک سے دامن بچانے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ 24 ہزار انبیاءؑ و مرسلینؑ کو مبعوث فرمایا۔ کوئی ایسا خطہ اور کوئی ایسی قوم نہیں

جس کی رشد و ہدایت کے لئے وہاں انبیاءؑ و مرسلینؑ کو مبعوث نہ کیا گیا ہو۔ گویا ذات خداوندی کی طرف سے انسانوں کی رشد و ہدایت کے حوالے سے یہ اتمام حجت تھا کہ کوئی گمراہ اور خدا کی گرفت میں آنے والا شخص یہ نہ کہہ سکے کہ اسے توحید باری تعالیٰ پر قائم رہنے اور کفر و شرک سے خود کو بچائے رکھنے کے لئے کسی شخصیت کی رہنمائی حاصل نہ ہوئی جو اللہ تعالیٰ کا پیغام اس تک پہنچاتی۔ ظاہر ہے کہ روزِ اوّل سے لے کر ختم المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کا سلسلہ قائم رہا۔ پھر جب انبیاءؑ و مرسلینؑ کی بعثت کا سلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور ختم نبوت پر اپنے انجام کو پہنچا تو قیامت تک نوع انسانی کی رشد و ہدایت اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا اہتمام بھی فرمایا گیا۔ اوّل یہ کہ قرآنِ حکیم وہ آخری آسمانی کتاب ہے جس میں قیامت تک نوع انسانی کو پیش آنے والے مسائل کا موثر اور پائیدار حل موجود ہے اور قرآنِ حکیم کے ارشاد گرامی کے مطابق خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری قبول فرمائی اس لئے کہ اس سے پہلے جتنے بھی آسمانی صحائف اور کتابیں اتاری گئیں ان میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کے پیروکاروں نے اس طرح ردوبدل کیا کہ ان کی ہیئت بدل گئی اور آسمانی صحیفہ ہونے کی حیثیت اور تقدس برقرار نہ رہ سکا۔ چنانچہ انبیاءؑ و مرسلینؑ پر نازل ہونے والے کتابوں میں کئے جانے والے ردوبدل نے ہی مزید انبیاءؑ و مرسلینؑ کی بعثت اور ان پر وحی کی صورت میں کتابوں کے نزول کا جواز پیدا کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ساتھ ساتھ جہاں قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے آخری کتاب کی صورت میں نازل ہوا وہاں ذاتِ باری تعالیٰ نے یہ کہہ کر قیامت تک اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا کہ ہم نے قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے جب انبیاءؑ و مرسلینؑ کی بعثت اور وحی الٰہی کے نزول کا سلسلہ اپنے انجام کو پہنچا تو انسانی ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ اب قیامت تک دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داری کون نبھائے گا

اور کون بے راہ رو اور گمراہ انسانوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے گا اور کفر و شرک کا مقابلہ کون کرے گا۔ انبیاء و مرسلینؑ کی آمد اور بعثت کا سلسلہ ختم ہو جانے کے بعد اس اہم ترین ذمہ داری کو پورا کیے بغیر لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں انسانوں کو صراط مستقیم کی طرف لے جانے اور آتش دوزخ سے بچانے کا فریضہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ کسی ایک ملک، نسل یا کسی ایک خطے کا نہیں بلکہ قیامت تک پوری انسانیت اور پوری دنیا کا مسئلہ ہے۔ چنانچہ جہاں ذات باری تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن مجید کے بعد انبیاءؑ و مرسلینؑ کو مبعوث کرنے اور نزولِ وحی کا سلسلہ بند کیا وہاں قیامت تک قرآنِ حکیم کی حفاظت کی ذمہ داری کا اعلان کرتے ہوئے رشد و ہدایت کے دروازے کھول دیئے اور اس کے ساتھ ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی نے ہر طرف امید کی شمعیں روشن کیں کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر پیغمبر کو ایک مخصوص خطے اور اس کے عوام کی رشد و ہدایت کا فریضہ سونپا جاتا رہا تو جب سلسلہ نبوت ختم ہوا تو دین کی تبلیغ و اشاعت کی ذمہ داری قیامت تک محفوظ و مامون رہنے والی کتاب قرآنِ حکیم کی روشنی میں امت محمدیہ کے علماء کو سونپی گئی اور اس کے ساتھ ہی ہر مسلمان کو لوگوں کو بدی سے روکنے اور نیکی کی ہدایت کرنے کا فریضہ بھی سونپا گیا۔ گویا اب قرآنِ حکیم کی تعلیمات کو پوری نوعِ انسانی تک پہنچانا، انہیں اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنا اور ضلالت و گمراہی سے بچانے کا فریضہ امت مسلمہ کے علمائے کرام، مشائخ عظام اور امت کے ہر فرد کی ذمہ داری کے زمرے میں آتا ہے اور یہ ذمہ داری بھی ختم نبوت کی صداقت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ ایک مدلل اور مسلمہ حقیقت اور امت مسلمہ کی تاریخ کا جزو لاینفک ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں اس سلسلے کا آغاز کر دیا تھا چنانچہ ہر مسلمان دوسروں تک اسلامی تعلیمات پہنچانے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ اصحاب صفہ کی صورت میں تاریخ میں پہلی مرتبہ مبلغین اسلام کی ایک ایسی جماعت تیار کی گئی جسے غیر مسلموں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے بھیجا جاتا رہا۔

چنانچہ ایک یہودی بستی کے مکینوں نے جب اصحاب صفہ پر مشتمل ایک جماعت اسلام کو تبلیغ واشاعت کے لئے بھیجنے کی درخواست کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت وہاں بھیج دی لیکن یہ یہودی منافقین کا گروہ تھا جس نے ان غیر مسلح مبلغین کو شہید کرڈالا جس کا انتقام ان سے لیا گیا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اسلام کی تبلیغ واشاعت تلوار سے نہیں بلکہ امن وسلامتی کے ذریعے ہوئی۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے تمام مسلمانوں بالخصوص علمائے کرام کو جو ذمہ داری سونپی گئی تھی اس کا دائرہ وقت کے ساتھ ساتھ وسیع تر ہوتا چلا گیا اور خلافت راشدہ کے بعد نظام ملوکیت قائم ہونے کے باوجود بھی یہ سلسلہ جاری رہا اور مسلمان فاتح کی حیثیت سے جہاں اور جس ملک میں پہنچے انہوں نے وہاں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے طاقت اور قوت کا قطعی استعمال نہیں کیا بلکہ یہ ذمہ داری علمائے کرام کو سونپی گئی اور اسی کے نتیجے میں تمام مسلمان ممالک میں دینی مدارس کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس کا باقاعدہ آغاز عراق کے دارالحکومت بغداد سے ہوا جہاں پہلا دینی مدرسہ درس نظامی کے نام سے شروع کیا گیا اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء نے اپنے آپ کو نہ صرف تبلیغ اسلام کے لئے وقف کردیا بلکہ حکومت کی طرف سے انہیں اہم ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں بالخصوص اسلامی عدالتوں میں اہم مناصب پر ان کی تعیناتی نے ان کے معاشرتی اور سماجی وقار میں زبردست اضافہ کیا۔ یہ سلسلہ پورے عالم اسلام میں پھیلتا چلا گیا یہاں تک کہ برصغیر میں 1857ء کی جنگ آزادی سے قبل دینی مدارس کی تعداد 35000 سے زائد تھی جن کے اخراجات وقف املاک سے ہونے والی آمدن سے پورے کئے جاتے تھے۔ یہ مدارس اپنے مالی معاملات میں کسی کے محتاج اور دست نگر نہ تھے۔ یہی مالیاتی پہلو ان کے وقار واحترام کا بڑا ذریعہ تھا اور ان مدارس سے فارغ ہونے والے علمائے کرام تلاش روزگار کے لئے مساجد کا رخ نہیں کرتے تھے بلکہ مختلف شعبوں سے وابستہ ہوکر اپنے لئے ذرائع معاش پیدا کرتے تھے۔ ان کا یہ کردار ان کے معاشرتی وقار و احترام کا بڑا ذریعہ تھا اور برطانوی استعمار نے جب اسلام اور

مسلمانوں کو ہدف بنانے کا پروگرام بنایا تو ان مدارس کے نام وقف املاک کو سرکاری تحویل میں لے کر انہیں معاشرے کا محتاج بنا دیا۔ اس کے بعد کئی مدارس بند ہو گئے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ چلتا رہا اور آج تک نہ صرف پاکستان بلکہ پوری اسلامی دنیا اور تمام مسلمان ممالک میں دینی مدارس کا یہ سلسلہ اپنے عروج پر ہے اور یہاں سے فارغ ہونے والے طلباء میں عالمی شہرت کے حامل علمائے کرام، سیاستدان، ماہرین معاشیات، ماہرین عمرانیات، اساتذہ کرام، مذہبی عدالتوں کے قاضی، امور مذہبیہ کی وزارتوں کے وزراء اور محکمہ اوقاف کے اعلیٰ حکام کی بڑی تعداد بھی شامل ہے۔ اس طرح علمائے کرام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح اپنے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروفِ عمل ہیں۔

برصغیر کی آزادی اور تحریک پاکستان کو آگے بڑھانے میں بھی علمائے کرام کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی یہ جدوجہد تحریک آزادی کا ایک سنہری باب ہے جسے قوم کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے اس حقیقت کو سامنے لانا بھی ضروری ہے کہ بریلوی مکتبِ فکر کے علمائے کرام نے اجتماعی طور پر تحریک پاکستان کی بھرپور تائید وحمایت کی اور قیام پاکستان کے لئے جدوجہد کرنے والی قوتوں کا بھرپور ساتھ دیا اس لئے کہ ایک نظریاتی ریاست کا قیام اسلامی تعلیمات کا جزو لاینفک ہے اور پوری امت مسلمہ کا وجود نظریاتی مسلک کے حوالے سے باقی تمام مذاہب پر نہ صرف فوقیت اور برتری رکھتا ہے بلکہ اس کا نظریاتی مسلک ہی اس کی پہچان ہے اور اس بنیاد پر پوری امت مسلمہ جسد واحد کی مانند ہے۔ یہ نظریاتی مسلک ہی امت مسلمہ کے تمام نسلی، لسانی، گروہی، علاقائی اور جغرافیائی تفریق وامتیاز کو نقش بر آب بنا کر رکھ دیتا ہے۔ مختلف مکاتب فکر اور مسالک کے درمیان اختلاف رائے بھی اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے بشرطیکہ یہ اختلاف خلوص و نیک نیتی اور وسیع تر اسلامی مفادات سے مطابقت رکھتے ہوں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ”میری امت میں

اختلاف رائے رحمت ہے"۔

اسے صرف امت کے وسیع تر مفادات، خلوص اور نیک نیتی کی بنیاد پر ہی رحمت قرار دیا گیا ہے چنانچہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں بھی بعض معاملات پر صحابہ کرامؓ کے مشوروں اور تجاویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان پر عملدرآمد کا حکم دیا۔ جنگ بدر کے موقع پر اسلامی لشکر کا قیام ایسی جگہ تھا جہاں لشکر کے لئے پینے کے پانی کی فراہمی کی سہولت میسر نہ تھی کچھ فاصلے پر ایک چشمہ آب تھا چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر لشکر اس چشمہ آب کے قریب پڑاؤ ڈال لے تو پینے کا پانی آسانی کے ساتھ میسر آجائے گا۔ آپؐ نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور تمام صحابہ کرامؓ کو اس چشمہ آب کے قریب منتقل ہونے کا حکم دیا چنانچہ اسلامی لشکر کو نہ صرف خود پینے کے پانی کی سہولت میسر آگئی بلکہ کفار کو بھی اس چشمے سے پانی لینے کی اجازت دے دی گئی۔ اسی طرح جنگ خندق کے موقع پر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ کے دفاع کو یقینی اور موثر بنانے اور دشمن کی پیش قدمی روکنے کے لئے خندق کھودنے کی تجویز پیش کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا دلی خیر مقدم کرتے ہوئے خندق کھودنے کی ہدایت کی اور خود آپؐ بھی خندق کھودنے میں صحابہ کبارؓ کے شانہ بشانہ مشقت برداشت کرتے رہے۔

میرا مقصد کسی دوسرے مکتبِ فکر کو ہدف تنقید بنانا نہیں بلکہ یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام میں خلوص اور نیک نیتی کی بنیاد پر اختلاف رائے کی مکمل گنجائش موجود ہے۔ بہرحال تحریکِ پاکستان میں بریلوی مکتبِ فکر کے علمائے کرام کا بھرپور اور تعمیری کردار ہماری سیاسی تاریخ کا ایک روشن باب اور قابل تقلید مثال ہے۔

عظیم روحانی اور مذہبی شخصیت، برصغیر کے ممتاز عالم دین اور زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر دینے والی شخصیت حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کے حالات

زندگی پر حرفِ آغاز کی جسارت کرنا چاہتا ہوں جو نہ صرف بریلوی مسلک بلکہ برصغیر کے تمام مذہبی مکاتبِ فکر میں بے حد عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھی جاتی رہی اور دیکھی جاتی رہے گی اور جس نے دین کی تبلیغ واشاعت کو زندگی کا محور ومرکز بنا کر اپنی حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ اس عظیم مقصد کے لئے وقف کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے آپ کو بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح دین الٰہی کی تبلیغ واشاعت کو اپنا ہدف قرار دے کر اپنے مشن کو آگے بڑھایا۔

حضور محدثِ کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسولؒ قادری رضوی

علم کے سمندر اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے پیکر فکر وعمل کی ذات بابرکات کا ذکر کرتے ہوئے میں بارگاہِ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ میرا قلم ان کے اوصاف حمیدہ کو بیان کرنے میں اس طرح سرخرو ہو کہ میرے لئے فکر وعمل کے راستے روشن کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا اور آخرت کی نجات کا ذریعہ بھی ثابت ہو سکے اور میں اس عظیم ہستی اور ان کی دینی و ملی خدمات کو کماحقہ نہ صرف 18 کروڑ پاکستانی عوام بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے سامنے لانے کا اعزاز حاصل کرسکوں۔

مقام پیدائش

حضور محدث کبیر پاکستان ؒشیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے 20 ویں صدی کے اوائل یعنی 1906ء میں مشرقی پنجاب کے شہر امرتسر کے ایک نواحی گاؤں موضع سینہ میں برصغیر کے معروف دینی وعلمی گھرانے میں حضرت پیر نبی بخش چشتیؒ کے گھر جنم لیا۔ آپ کا گھرانہ پورے علاقے میں نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام دینی اور دنیوی نعمتوں اور برکتوں سے بہرہ ور کیا تھا۔ آپ کے والد محترم علاقے کے ایک ممتاز زمیندار تھے اور پورے علاقے میں نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ دین اسلام سے گہری وابستگی کے

ساتھ ساتھ دنیائے تصوف کی بھی ایک ممتاز شخصیت تھے۔ آفتاب اولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے سلسلہ سے منسلک ہونے کے علاوہ اس سلسلے کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ وہ سراپا علم وعمل تھے اور ہر شخص انہیں نہ صرف عزت ووقار کی نگاہوں سے دیکھتا تھا بلکہ ان کا بے حد احترام بھی کرتا تھا۔ وہ ہر غریب ومفلس اور بے سہارا شخص کی دادرسی کو اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔ ان کے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ واپس نہ جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی دولت وعزت کو انہوں نے کبھی ذاتی شہرت کے لئے استعمال نہ کیا بلکہ ہمیشہ خدمت خلق کو اپنا وطیرہ بنایا۔ لوگ اپنے مسائل ان کے سامنے پیش کرنا باعث فخر سمجھتے تھے اور وہ خاندانی عداوتوں، اختلافات، محاذ آرائی اور تصادم سے لوگوں کو بچنے کی نہ صرف تلقین کرتے بلکہ ان کے مسائل اور اختلافات کو دور کرنے اور مل بیٹھ کر انہیں حل کرنے سے اپنے حلقے میں امن وسلامتی کو یقینی بنانے کی پالیسی پر گامزن رہتے۔ اکثر لوگ اپنے مسائل حل کرانے کے لئے ان سے رجوع کرتے اور وہ انہیں عدالتوں اور کچہریوں کا رخ کرنے سے باز رکھتے ہوئے پنچایت کی بنیاد پر مسائل کے حل کا نہ صرف مشورہ دیتے بلکہ ہر مظلوم کی دادرسی کرتے ہوئے ظالم کا ہاتھ روک دینے کا فریضہ بھی انجام دیتے۔

اس طرح انہوں نے اپنے حلقہ میں معاشرتی امن وسکون اور سلامتی کو یقینی بنانے اور مسلمانوں میں جذبہ اخوت کو فروغ دینے کے لئے اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنا فریضہ کمال حسن وخوبی سے انجام دیا جس سے علاقے کے عوام کی نگاہوں میں ان کی قدرو منزلت میں قابل ذکر اضافہ ہوا اور لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے ان کے درِ دولت پر دستک دیتے اور وہ ان کی دادرسی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے حلقے میں اسلامی اقدار کے فروغ اور غیر اسلامی رسومات کے خاتمے کی طرف خصوصی توجہ دی۔

وہ چاہتے تھے کہ اس مخلوط معاشرے میں جن غیر اسلامی اقدار اور رسومات کو فروغ حاصل ہوا ہے عقل وفہم اور دینی تعلیم کے ادراک کی بنیاد پر انہیں ختم کیا جائے اور مسلمانوں میں اسلامی روایات اور اقدار کی قدرومنزلت کے تصور کو اس طرح اجاگر کیا جائے، وہ اسلامی

تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کر سکیں جس سے دوسروں کو بھی فائدہ اٹھانے اور اسلامی تعلیمات کے ادراک کا موقع مل سکے۔ ان کا یہ کردار ان کی عملی زندگی، اسلامی تعلیمات سے گہری وابستگی اور اسلامی اقدار کو فروغ دے کر ایک اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے کی جانے والی کوششوں کی بھرپور غمازی کرتا ہے۔ ان کے اس کردار کی بدولت سینکڑوں ہزاروں افراد نے رہنمائی حاصل کی اور ان کی ان کوششوں کے نتیجے میں اسلامی اقدار کو زبردست فروغ حاصل ہوا۔ دنیائے تصوف کی ایک عظیم ہستی سے ان کی وابستگی کی بدولت علاقے میں تصوف کے رجحان کو بھی زبردست فروغ حاصل ہوا۔ لوگ جوق در جوق سلسلہ تصوف سے منسلک ہونے لگے۔ گویا یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس نے اسلامی اقدار کے فروغ کی راہ ہموار کی۔ ان کی ان مخلصانہ کوششوں کے نتیجے میں لوگوں کی عملی زندگی میں اسلام سے گہری وابستگی کے تصور کو تقویت ملی اور فکر و عمل کا ایک قابل رشک اور قابل تقلید نمونہ اجاگر ہوا۔ اس طرح قول و فعل کے تضاد کو ختم کرنے اور ان کے درمیان مطابقت پیدا کرنے میں بڑی مدد ملی جو اسلامی تعلیمات کی روح رواں تھی۔ ان کا یہ عملی کردار اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ اسلامی حلقے کے فروغ میں بھی بڑا مددگار ثابت ہوا اور ان کے کردار سے متاثر ہو کر کئی غیر مسلم خاندان حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ اسلام اپنی تعلیمات اور خود مسلمانوں کے عملی کردار کی بدولت پھیلا اور اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کے عملی کردار نے غیر مسلموں کو اس طرح متاثر کیا کہ وہ کسی دباؤ کے بغیر حلقہ بگوش اسلام ہوتے چلے گئے۔

حصول تعلیم

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سینہ ہی سے حاصل کی۔ پانچویں اور مڈل کا امتحان امتیازی پوزیشن سے پاس کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن حکیم اور صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم

امرتسر کی مسجد خیر الدین میں واقع مدرسہ نعمانیہ سے حاصل کی۔ آپؒ کے والد محترم کو اللہ تعالیٰ نے وسیع مالی وسائل سے نواز تھا۔ ان کے پاس کسی چیز کی کمی نہ تھی وہ اگر چاہتے تو اپنے فرزند ارجمند کو ملک کے اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں میں حصولِ تعلیم کے مواقع فراہم کرنے کے علاوہ بیرونِ ملک بھی اعلیٰ تعلیم کے لئے بھیجنے کی صلاحیت سے بہرہ ور تھے لیکن ان کی خواہش تھی کہ ان کا بیٹا عالم دین بن کر دین اسلام کی خدمت کرے۔ حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی طبیعت بھی دینی تعلیمات کی طرف راغب تھی چنانچہ اپنے آبائی گاؤں سینہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ساری توجہ درس نظامی کی تکمیل پر صرف کر دی۔ یہ صرف حضور محدثِ کبیر پاکستان علامہ غلام رسول قادری کی ذاتی خواہش ہی نہ تھی بلکہ ان کے والد محترم بھی چاہتے تھے کہ ان کا لخت جگر کسی ممتاز دینی مدرسے سے درس نظامی میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ایک ممتاز عالم دین کی صورت میں ملک وقوم کی خدمات انجام دیتے ہوئے اسلام کی تبلیغ واشاعت کا وہ فریضہ انجام دے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان مبارک کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاءؑ کی طرح ہیں، کی صداقت کا ایک روشن باب ثابت ہو اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کی صداقت وحقانیت کا منہ بولتا ثبوت بن کر سامنے آئے۔ آپؒ کے والد محترم اس امر میں کوشاں رہے کہ ان کے لئے دینی تعلیم کے حصول کے لئے ایک معیاری دینی درسگاہ کا انتخاب کیا جائے۔ وہ برصغیر کے تمام دینی مدارس خاص طور پر بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام اور مدارس سے خوب آگاہ تھے چنانچہ ابتدائی تعلیم کے بعد اُن کی نگاہ آج کے پاکستان کے دل شہر لاہور کے علاقہ اچھرہ میں واقع ایک دینی مدرسے پر پڑی جس نے انہیں اس درسگاہ کی حسن کارکردگی اور معیار کے پیش نظر اپنے لخت جگر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کو اس درسگاہ کے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے پر آمادہ وتیار کر لیا۔ اس درسگاہ کا نام نامی جامعہ فتحیہ تھا۔ آپ نے درسگاہ

میں اپنی صلاحیت، قابلیت اور دینی علوم میں گہری دلچسپی کا ایسا تاثر پیدا کیا کہ درسگاہ کے تمام اساتذہ ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کرنے لگے اور آپ ان کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی بھی تعلیمی ادارے میں جب کوئی طالب علم اساتذہ کی خصوصی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے تو پھر اس کی خفیہ صلاحیتیں بھی ایک روشن چراغ کی صورت میں سامنے آتی ہیں اور یہ صلاحیتیں اسے خصوصی مقام و مرتبہ عطا کرتی ہیں چنانچہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کا یہ کردار بھی اس دینی درسگاہ میں کھل کر سامنے آیا۔ اس درسگاہ کے ایک ممتاز استاد اور عالم دین مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر خصوصی توجہ دی اور حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک طالب علم کی حیثیت سے اپنے استاد کی توقعات پر پورے اترے۔ وہ ہمیشہ ان کی شاگردی پر فخر کرتے رہے۔ انہوں نے اسی درسگاہ سے مولانا مہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں دورۂ حدیث کا آغاز کیا اور شاندار کامیابی کے بعد سندِ فراغت اور دستارِ فضیلت حاصل کی۔ صحاح ستہ کے اعادہ اور تکرار کی خاطر آپ لاہور سے بریلی شریف تشریف لے گئے۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بریلی شریف بھی ان کی عقیدت و احترام کا مرکز و محور تھا چنانچہ بریلی شریف میں آپ نے مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی کا اعزاز حاصل کرتے ہوئے ان کی نگرانی میں دورہ حدیث کا آغاز کیا اور درس نظامی میں شامل تمام کتب احادیث ازسرِ نو حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے بعد دورۂ حدیث کو دوسری مرتبہ مکمل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو اس دور کے ممتاز علمائے کرام کی شاگردی کا فخر حاصل تھا اور اس شاگردی نے ان کی صلاحیتوں کو پوری طرح اجاگر کیا۔ بلاشبہ ان کی ذات کے لئے یہ امر باعث صد افتخار ہے کہ انہیں اس دور کے ممتاز علمائے کرام اور عظیم علمی شخصیات سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے پندرہ

سال کی عمر میں ہی علوم نقلیہ و عقلیہ سے فراغت حاصل کر لی اور دوسروں کو درس دینا شروع کر دیا۔ آپ اکثر دعا مانگا کرتے اے اللہ! مجھے اس قابل بنا دے کہ تیرے عطا کردہ علم کو دوسروں تک پہنچا سکوں اور جتنی میری استطاعت اور وسعت ہے میں تیرے بندوں کو علوم سے مالا مال کر دوں اور ایک بہتے چشمے کی طرح علم کے پیاسوں کو سیراب کرتا رہوں۔

تدریسی زندگی کا آغاز

جامعہ رضویہ مظہر العلوم بریلی شریف میں اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور اس درسگاہ کی ممتاز علمی شخصیات سے استفادہ کرنے کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور اس دور کی عظیم روحانی شخصیت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ تشریف آوری کے بعد حضرت شیر ربانیؒ کے درس سے تدریسی سلسلہ کا آغاز کیا۔ اب آپؒ ایک طالب علم کے بجائے ایک استاد کا مقام و مرتبہ حاصل کر چکے تھے۔ یہ بات بطور خاص قابل ذکر ہے کہ آپؒ نے کم و بیش چھ سال تک حضرت شیر ربانیؒ کے اس دینی مدرسے سے درس و تدریس کے ذریعے اسلامی علوم کا فیضان جاری رکھا۔ اس درسگاہ سے ان کا تعلق اس قدر گہرا تھا کہ وہ زندگی بھر اسے فراموش نہ کر پائے۔ میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے متعدد خلفاء بھی عوام کو روحانیت سے فیض یاب کرتے رہے اور ان کے متعدد خلفاء نے تصوف کی دنیا میں شہرت و ناموری حاصل کی۔ حضور محدث کبیر پاکستان کا تعلق شرقپور شریف سے بہت گہرا اور اٹوٹ تھا اور تدریس علوم اسلامی سے ان کی وابستگی کا عالم یہ تھا کہ وہ زندگی بھر احادیث مبارکہ کے دل آویز نغمے الاپتے اور روح کی تسکین کا سامان فراہم کرتے رہے۔ شرقپور میں چھ سال کے قیام کا عرصہ آپ کی حیات مبارکہ کا وہ دور تھا جسے آپ کبھی فراموش نہ کر پائے۔ آپ کی روحانی تربیت اور ترقی میں اس چھ سالہ قیام نے بنیادی کردار ادا کیا۔ شرقپور شریف میں قیام اور درس و تدریس کے

چھ سال گزارنے کے بعد آپ نے پنجاب کے متعدد شہروں میں تعلیمی خدمات انجام دیں چنانچہ بصیر پور، لاہور، فیصل آباد، بوریوالہ اور ہارون آباد میں بھی آپ نے مختلف دینی مدارس میں تدریسی فریضہ نبھایا اور تشنگان علم وحکمت کو سیراب کیا۔ ممتاز ومعروف دینی درسگاہوں کے منتظمین کی یہ خواہش رہی کہ وہ اپنے مدارس میں درس وتدریس کے لئے آپؒ کی خدمات سے استفادہ کریں۔ یہ اعزاز بہت کم علمائے دین کو حاصل ہوا جنہوں نے پنجاب کی اہم دینی درسگاہوں میں خدمات انجام دینے کا اعزاز حاصل کیا ہو۔ لاہور کی ایک قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم حزب الاحناف میں بھی آپ نے 4 سال کا عرصہ درس وتدریس میں گزارا اور علم کی بے شمار شمعیں اور چراغ روشن کئے۔ آپ کے متعدد شاگردوں نے دینی خدمات کے حوالے سے عالمی شہرت حاصل کی اور دنیا کے متعدد بیرونی ممالک میں دینی خدمات انجام دینے کے علاوہ اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ بھی انجام دیا۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

آپؒ کے گرد طلباء کی بھیڑ لگ گئی جن میں بہت سے نادار طلباء تھے۔ کچھ تو اتنے نادار اور مفلس تھے کہ انہیں دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے میسر آتی تھی۔ آپؒ نے محسوس کیا کہ طلباء میں کچھ لڑکے ایسے بھی ہیں جو ذہین تو بہت ہیں مگر کثرت سے غیر حاضریاں کرتے ہیں۔ پہلے تو آپؒ ان کی غیر حاضریاں برداشت کرتے رہے لیکن جب پیمانہ صبر لبریز ہوا تو آپؒ نے مناظر اسلام علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مبلغ یورپ علامہ عبدالوہاب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، جو آپؒ کے شاگرد تھے کو حکم دیا کہ جو طلباء غیر حاضریاں کرتے ہیں انہیں کسی خاص وقت میرے سامنے لاؤ۔ چنانچہ علامہ مولانا عبدالوہاب صدیقیؒ نے حکم کی تعمیل کی اور تمام غیر حاضر رہنے والے طلباء کو آپ کے سامنے لا کھڑا کیا۔ سب طلباء حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے حجرے میں داخل ہوئے تو قبلہ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے نوجوان طالب علموں سے فرمایا کہ کبھی کسی کام سے نہ گھبرانا، کبھی ہمت نہ ہارنا اور کسی نیک کام میں کبھی نہ شرمانا۔ طالب علموں نے اس عہد پر

قائم رہنے کا وعدہ کیا کہ وہ تکمیل علم سے پہلے کہیں نہیں جائیں گے۔ ان طالب علموں میں سے ایک طالب علم آگے بڑھا اور حضور محدث کبیرؒ پاکستان سے کہنے لگا "حضرت، میں اپنے دوسرے طالب علم ساتھیوں کے بارے میں تو نہیں کہہ سکتا مگر اپنی بابت یہ ضرور کہوں گا کہ میں اب آپ سے مزید نہیں پڑھ سکتا"۔ آپؒ نے پوچھا "تو مجھ سے کیوں نہیں پڑھنا چاہتا۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"۔ علامہ عبدالوہاب صدیقی فرماتے ہیں اس طالب علم لڑکے نے کہا کہ "حضرت، صاف صاف بات یہ ہے کہ میں اپنے 9 بہن بھائیوں کا واحد کفیل ہوں اگر میں ادھر پڑھنے آ گیا تو ان کی کفالت کون کرے گا"۔ آپؒ نے کہا کہ میں ان کی مدد کر سکتا ہوں تو مجھے ان کے مہینے کا حساب بتا دے۔ طالب علم لڑکے نے سارا حساب کتاب بتا دیا۔ آپ نے تمام اخراجات کا حساب لگا کر فرمایا اب تیرے گھر والوں کی ذمہ داری اس فقیر بندہ ناچیز (یعنی مجھ پر) ہے میں ان کی کفالت کروں گا تو سکون سے اپنی تعلیم جاری رکھ۔ علامہ عبدالوہاب صدیقی فرماتے ہیں کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے محلہ خراسیاں لاہور میں اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ کچھ طلباء غریب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں آپؒ سے تعاون کی ضرورت ہے اور پھر مجھے حکم فرمایا کہ آپ اعلان کریں کہ جو طلباء اپنے خاندان کی کفالت کے ذمہ دار ہیں وہ آکر اپنے گھریلو اخراجات کی تفصیل پیش کریں تاکہ حضور محدث کبیرؒ پاکستان ان کا ماہانہ مقرر کر دیں اور تمام طالب علم یکسوئی کے ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھیں۔ علامہ عبدالوہاب صدیقی" فرماتے ہیں کہ میرا یہ اعلان سن کر تقریباً ساٹھ ستر طالب علم میرے پاس آئے اور میں انہیں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے پاس لے گیا، تمام طلباء نے اپنے اپنے گھریلو اخراجات کی تفصیل آپؒ کی خدمت میں پیش کی اور حضور محدث کبیرؒ پاکستان نے تمام طلباء کی تفصیل اپنے پاس رکھ لی اور اگلے دن تفصیل کے مطابق طلباء کو رقوم ادا کر دیں۔ پھر تمام طالب علم انتہائی انہماک کے ساتھ اپنی تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان طلباء میں وہ طالب علم پاکستان کے بہت مشہور علماء اور شیخ

الحدیث بنے۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی بنیاد

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا مطمع نظر یہ بھی رہا کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ دینی مدارس قائم کئے جائیں تاکہ دینی تعلیم کو فروغ حاصل ہو سکے اور اسلام کی تبلیغ واشاعت میں دلچسپی رکھنے والے افراد کو تربیتی سہولتیں میسر آسکیں چنانچہ آپ کی اس خواہش کا ایک عملی ثبوت اس وقت سامنے آیا جب آپ نے لاہور میں دارالعلوم حزب الاحناف میں درس و تدریس کی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ لاہور کے ایک معروف رہائشی علاقے لوہاری دروازہ میں واقع جامع مسجد خراساں میں خطابت کی خدمات انجام دیتے ہوئے اس علاقے میں ایک دینی درسگاہ کے قیام کا منصوبہ بنایا۔ اس مسجد سے ملحقہ ایک چھوٹا سا باغ تھا جو "باغیچی نہال چند" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ آپ نے اس میں ایک ایک اسلامی درسگاہ بنانے کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت لاہور کے ایسے اکثر چھوٹے چھوٹے باغات میں شہری اپنے فارغ اوقات گزارتے تھے اور یہاں لوگوں کی مجالس جمتی تھیں، بوڑھے اور بزرگ افراد اپنے فارغ اوقات میں ان باغوں کا رخ کرتے تھے۔ بعض تاش کھیلنے اور بعض حقہ نوشی میں مصروف نظر آتے۔ اس وقت یہ باغیچی بھی شراب اور چرس و بھنگ پینے والوں کا اڈا تھا۔ بدمعاش اور آوارہ قسم کے نوجوان یہاں بیٹھے رہتے تھے۔ معاشرے کے آوارہ منش، بدکردار اور طرح طرح کی برائیوں میں ملوث افراد کی ایک بڑی تعداد آج بھی ان باغات میں ٹولیوں اور گروپوں کی صورت میں نظر آتی ہے۔ بے روزگار، آوارہ منش نوجوانوں نے ان باغات کو مستقل مسکن بنا رکھا ہے۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کو اپنی حیات مستعار کا سب سے اہم مشن قرار دے رکھا تھا اس کے لئے وہ ذاتی طور پر دینی علوم کی ترویج واشاعت اور درس و تدریس کے علاوہ شدت سے اس امر کا بھی

احساس رکھتے تھے کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ دینی مدارس اور درسگاہیں قائم کر کے مغربی تعلیم کے باعث معاشرے میں پھیلنے والی غیر اسلامی اقدار اور سماجی و معاشرتی رجحانات کا مؤثر اور نتیجہ خیز انداز میں مقابلہ کر کے عوام کو اسلام کی طرف مائل کیا جائے اور انبیاء کے اس مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ یہ امر باعث اطمینان و مسرت ہے کہ برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت کے قیام کے بعد یہاں فارسی زبان کو زبردست فروغ حاصل ہوا کیونکہ اکثر مسلمان حکمران ان علاقوں سے تعلق رکھتے تھے جہاں پر فارسی زبان بولی جاتی تھی اور اسے زبردست مقبولیت حاصل تھی اور دینی مدارس کے قیام کے ساتھ ہی عربی زبان کو بھی فروغ حاصل ہونا شروع ہوا۔ عربی اور فارسی زبان کے درمیان قریبی رابطوں کے باعث ان دونوں زبانوں کے بطن سے اردو زبان نے بھی جنم لیا۔ اس طرح برصغیر میں فارسی، عربی اور اردو زبان کی مقبولیت میں بے پناہ اضافے کے باعث اسلامی تعلیمات کی ترویج اشاعت میں بھی بڑی مدد ملی۔ اکثر مسلمان حکمرانوں کے دور اقتدار میں برصغیر میں فارسی کو سرکاری اور دفتری زبان کی حیثیت حاصل تھی۔ انگریز نے برصغیر پر قبضہ کرنے کے بعد انگریزی زبان کے فروغ اور فارسی و عربی کو ثانوی حیثیت دینے کا جو منصوبہ بنایا اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو اسلام کی روح سے بیگانہ کر دیا جائے اور اسلامی علوم و فنون کو نقش بر آب بنا دیا جائے تاکہ ان کی اہمیت ختم ہو جائے اور وہ مکمل طور پر اخلاقی، سماجی اور معاشرتی اعتبار سے مغربی اخلاقی اقدار کی گرفت میں آ جائیں لیکن حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ہو کو دوسرے علمائے کرام کی طرح اپنی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی کی بنیاد پر اسلام دشمن قوتوں کے ان عزائم کا گہرا ادراک اور احساس تھا۔ عوام یہ توقع رکھتے تھے کہ تحریک پاکستان کے کامیاب ہونے اور برصغیر کی تقسیم کے نتیجے میں قیام پاکستان کے بعد اس صورتحال میں ایک انقلابی تبدیلی رونما ہو گی اور برصغیر کے مسلمان اپنے اسلامی ورثے کی حفاظت کے لئے میدان عمل میں اتریں گے۔ انہیں حکومت اور حکمرانوں اور معاشرے کے بااثر افراد اور طبقوں کی بھرپور تائید و حمایت

حاصل ہو گی۔ لیکن افسوس کہ یہ خواب پورا نہ ہو سکا بلکہ اس کی تار پود بکھر کر رہ گئی۔

لیکن اس ساری صورت حال کے باوجود علمائے کرام اور مشائخ عظام بالخصوص اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل اور نتیجہ خیز جدوجہد اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے فروغ کے لئے دینی مدارس کے قیام کے مشن کو جاری رکھا اور معاشرے کے کئی مخیر اور دین کا رجحان رکھنے والے افراد نے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی مالی معاونت سے اس مشن کو آگے بڑھانے میں مدد ملی۔ چنانچہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول قادریؒ نے بھی اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے مشن کی خشت اوّل کے طور پر لاہور میں لوہاری دروازہ کے اندر 1956ء میں ''جامعہ نظامیہ رضویہ'' کے نام سے ایک ایسے اسلامی ادارہ اور دینی مدرسے کی بنیاد رکھی جہاں سے اب تک ہزاروں علماء فارغ التحصیل ہونے کے بعد نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک میں دینی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔ وہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے ممنون احسان ہیں کہ ان کی کاوشوں کی بدولت وہ اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں مدرسین، مبلغین اور علماء و مشائخ اس درسگاہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اس مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہیں۔ دین اسلام کی یہ ایسی عظیم خدمت ہے جس کا اعتراف ہر سطح پر کیا جا رہا ہے۔ اس طرح شہر لاہور کی ایک ممتاز اور معروف دینی درسگاہ کے قیام کا سہرا حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے سر بندھا اور ملک بھر کے دینی و مذہبی حلقوں کے علاوہ عوامی سطح پر بھی ان کی اس بے مثال اور قابل تقلید خدمت کا اعتراف کیا گیا۔

دراصل حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو یہ قابل تعریف رجحان اپنے بزرگوں سے ورثے میں ملا تھا اور پھر دینی تعلیم کے حصول اور ممتاز علمائے کرام اور مشائخ عظام کی صحبت اور استفادہ نے اس رجحان کو مزید تقویت دی اور اس کا عملی مظاہرہ

آپ کی طرف سے لاہور میں ایک عظیم دینی درسگاہ کے قیام کی صورت میں سامنے آیا جو انشاء اللہ آنے والے سالوں میں نہ صرف اپنی عظیم روایات کو برقرار رکھے گا بلکہ ان میں مزید اضافہ کرے گا۔ اس طرح اس مشن کو آگے بڑھانے میں مدد ملے گی۔ آپ نے نہ صرف لاہور شہر کو ایک عظیم دینی درسگاہ کا تحفہ دیا بلکہ اس کی ترقی اور اسے زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کے لئے کم و بیش چھ سال تک اس ادارے کے سربراہ کے طور پر خدمات انجام دیں اور اس دوران عوامی اور مذہبی حلقوں کی طرف سے انہیں بھرپور تعاون حاصل رہا۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کی دینی خدمات، خلوص اور فکری صلاحیتوں کی بدولت اس دور کی عظیم علمی شخصیت محدث اعظم حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ نے انہیں اپنا داماد ہونے کا شرف بخشا اور اپنی نورِ نظر ایک بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ اس طرح دو عظیم مذہبی شخصیات اور خاندانوں کے درمیان قربت کے رشتوں کو زبردست تقویت ملی جو دونوں خاندانوں خاص طور پر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے لئے باعث صد افتخار تھی۔ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ مدرسہ اپنے شاگرد مولانا مفتی عبدالقیوم ہزارویؒ اور مولانا محمد انوار الاسلامؒ کے سپرد کر کے فیصل آباد تشریف لے گئے۔ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمدؒ نے فیصل آباد میں جامعہ رضویہ ایسی عظیم دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی اس طرح اس دور کے اس پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ شہر اور علاقے میں دینی تعلیم کے فروغ کو زبردست تقویت حاصل ہوئی اور شہر اور گردونواح کے علاقوں کے طلباء دینی تعلیم کے حصول کے لئے دوسرے شہروں کا رخ کرنے کی بجائے فیصل آباد کا رخ کرنے لگے جس نے ان کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کیں اور اس درسگاہ کی بدولت علاقے میں اسلامی اقدار اور مذہبی رجحانات کے فروغ میں بھی بڑی مدد ملی۔

چنانچہ 1962ء میں جب محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو اس سے اس پورے علاقے میں ایک زبردست خلا پیدا

ہوا چنانچہ آپ نے بھی محسوس کیا کہ اب اس خلا کو پُر کرنے کی ذمہ داری بالواسطہ اور بلاواسطہ ان پر عائد ہوتی ہے۔ ادھر حالت یہ تھی کہ آپ کی قائم کی گئی دینی درسگاہ کی مقبولیت میں دن بدن تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا اور آپ کی ذات بابرکات سے عوام کی عقیدت و محبت کا عالم یہ تھا کہ اہالیان لاہور نہیں چاہتے تھے کہ آپ اس شہر بے مثال بالخصوص جامعہ نظامیہ رضویہ کو داغ جدائی دے کر یہاں سے چلے جائیں۔ اگرچہ آپ نے 6 سال کے لگ بھگ اس ادارے کی سربراہی اور قیادت کے دوران اہلیت اور صلاحیت کی بنیاد پر اپنے متعدد جانشین پیدا کیے تھے جو اس ادارے کے نظم و نسق کو چلانے کی صلاحیت سے پوری طرح بہرہ ور تھے لیکن عملی صورت حال یہ تھی کہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال کے بعد اب فیصل آباد میں ان کی طرف سے قائم کردہ دینی درسگاہ کو سنبھالنا اور اس کا نظم و نسق برقرار رکھنا بھی ایک اہم ذمہ داری تھی اور یہ خلا صرف آپ کی ذات بابرکات کے ذریعے ہی پُر ہو سکتا تھا بالخصوص آپ کو ان کے داماد ہونے کا جو شرف حاصل تھا وہ اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ ان کی جانشینی کے فرائض انجام دینے کے لئے اس درسگاہ کی قیادت سنبھالیں۔ سب سے اہم بات یہ بھی تھی کہ آپ کی دینی خدمات اور علمی شہرت نے آپ کو وہ عظیم مقام عطا کیا تھا کہ اس کی موجودگی میں کسی دوسری شخصیت کو اس دینی درسگاہ کی قیادت زیب نہیں دیتی تھی اور عوام کی نظریں بھی آپ کی ذات پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ ان کی دلی خواہش یہ تھی کہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فیصل آباد میں اس عظیم دینی درسگاہ کے ذریعے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے جس مشن کا آغاز کیا ہے اسے مزید آگے بڑھایا جائے اور ان تمام تقاضوں سے قطع نظر خود محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے دوران ہی یہ امر واضح کرتے ہوئے اپنے تمام ساتھیوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ میری رحلت کے بعد اس درسگاہ میں دورہ حدیث شریف صرف حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول رضویؒ ہی پڑھائیں گے۔ اس

درسگاہ کے باقی تمام اساتذہ بھی حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کی علمی صلاحیتوں کے معترف تھے۔ یہ وہ حالات و واقعات تھے جن کے باعث حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کو لاہور سے ترک سکونت کے بعد اپنے آبائی شہر فیصل آباد کا رخ کرنا پڑا اور فیصل آباد منتقل ہونے کے بعد آپ نے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں دورہ حدیث شریف کا آغاز کرتے ہوئے محدث کا منصب سنبھالا۔ آپ نے جامعہ نظامیہ رضویہ کی سربراہی اپنے شاگرد مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم اور مولانا انوار الاسلام مرحوم کے سپرد کی اور خود فیصل آباد چلے گئے۔ جنہوں نے آپ کی توقعات اور فیصلے کی صداقت وحقانیت پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے وہ مشن جاری رکھا جس کا آغاز حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ نے کیا تھا۔ اس طرح وہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے دیگر اساتذہ اور طلباء کی توقعات پر نہ صرف پورے اترے بلکہ عوامی حلقوں نے بھی ان کی خدمات اور حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کے فیصلے کو بنظر تحسین دیکھتے ہوئے اسے سراہا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آج بھی جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور اپنی خدمات کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے اور ہزاروں کی تعداد میں یہاں سے طلباء فارغ التحصیل ہونے کے بعد ملک اور بیرونی ممالک میں دینی خدمات انجام دینے اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں۔ بلاشبہ آپ کی یہ دینی خدمات نہ صرف قرب الٰہی کا ذریعہ ثابت ہوئیں بلکہ انشاءاللہ آپ کی نجات اخروی میں بھی مددگار ثابت ہوں گی۔ اس جہان فانی سے رحلت کر جانے کے بعد آج بھی آپ کی ان بے مثال خدمات کا اعتراف کیا جا رہا ہے اور بفضل خدا اعتراف کا یہ سلسلہ روز قیامت تک جاری رہے گا اس لئے کہ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے مشن کو آگے بڑھانا بلاشبہ انبیاءؑ کے مشن کو آگے بڑھانے اور اسے پورا کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ فیصل آباد منتقل ہونے کے بعد آپ نے جامعہ رضویہ میں 1963ء سے 1993ء تک کم وبیش 30 سال تک درس حدیث کی خدمات انجام دیں۔ اس طویل عرصے کے دوران کتنی بڑی تعداد میں طلباء کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا ہوگا اور

انہوں نے آپ کی صلاحیتوں سے استفادہ کرتے ہوئے علوم حدیث میں مہارت حاصل کی ہوگی اس کا اندازہ لگانا ممکن نہیں البتہ عام الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دوران ہزاروں کی تعداد میں طلباء نے اکتساب علم کرتے ہوئے آپ کے تلامذہ ہونے کا شرف حاصل کیا اور آج نہ صرف پاکستان بلکہ کئی بیرونی ممالک کے دینی مدارس میں بھی آپ کے شاگرد درس وتدریس کی خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔

بیعت وخلافت

امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی، ان کے لختِ جگر مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور اس مسلک کے زعمائے کرام، علماء ومشائخ نے کسی عصبیت کے بغیر برصغیر میں دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ ہماری مذہبی وسیاسی تاریخ کا وہ روشن اور سنہرا باب ہے جو قیامت تک اپنی اہمیت کو برقرار رکھے گا۔ چنانچہ برصغیر میں دینی تعلیم کے حصول بالخصوص درس نظامی سے فارغ التحصیل ہونے کے لئے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں طلباء بریلی شریف کا رخ کرتے اور اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلویؒ اور ان کے بعد ان کے لختِ جگر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے بعد جب تربیت کا عرصہ مکمل کر لیتے تو پھر دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں مصروف ہو جاتے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو بریلی میں دورۂ حدیث کے دوران مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہوا، یہ ایسا اعزاز تھا جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ شاگردی کا یہ تعلق عقیدت ومحبت میں ڈھلتا گیا اور یہ تعلق محض شاگردی تک محدود نہ رہا بلکہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سراپا علم وعمل کو دیکھتے ہوئے ان کے دست حق پرست پر بیعت کے دائرے تک لے گیا۔ اس

طرح سلسلہ قادریہ رضویہ کے ساتھ آپ کے روحانی تعلق اور رشتے کی جڑیں گہری ہوتی چلی گئیں اور اس سلسلے کے ساتھ تعلق ایک مثالی کردار کی صورت اختیار کر گیا۔ آپ بفضل خدا خود بھی سراپا علم وعمل تھے اور آپ کے اس کردار کا مشاہدہ کرتے ہوئے مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ نے آپ کی صلاحیتوں کی بنیاد پر آپ کو اپنی خلافت سے بھی بہرہ مند فرمایا۔ اس طرح آپ کو ایک ایسا ممتاز اور منفرد مقام حاصل ہو گیا جو بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے ہر عالم دین کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکا تھا اور اسے ہر بریلویؒ عالم دین اپنے لئے باعث صدر افتخار تصور کرتا تھا۔ آپ کا کہنا تھا کہ یہ سب کچھ میرے والد حضرت قبلہ پیر نبی بخش چشتیؒ اور پیر ومرشد مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان میں پہلے خلیفہ تھے۔ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عالم دین ہونے اور مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ کا خلیفہ ہونے کے حوالے سے اپنے آپ کو محض دینی علوم کی تدریس تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ زندگی کے تمام اہم شعبوں بالخصوص قومی اور مذہبی مفادات کے حوالے سے زبردست سرگرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک متحرک شخصیت کے طور پر اپنے آپ کو متعارف کرایا۔ وہ اہم قومی معاملات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے بالخصوص بریلوی مسلک کے فروغ اور اس کی حقانیت سے عوام کو متعارف کرانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہتے اس لئے کہ آپ نے جن عظیم علمی و روحانی شخصیتوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا اس کا تقاضا یہ تھا کہ اس مسلک کی تبلیغ و اشاعت اور فروغ کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔ ان اجتماعی کوششوں ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ برصغیر میں اور آج کے پاکستان میں بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور ملک میں بریلوی مسلک کے دینی مدارس بھی باقی تمام مسالک کے مدارس پر عددی برتری

رکھتے ہیں اور ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بھی بھاری اکثریت کی حامل ہے۔ یہ بریلوی مسلک سے تعلق رکھنے والے علماء و مشائخ کی کوششوں اور کاوشوں کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ مسلک اپنی انفرادیت اور برتری کو آج بھی برقرار رکھے ہوئے ہے اور تصوف کی دنیا میں بھی اس کی اہمیت کسی سے کم نہیں۔ آپ ہمیشہ محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کا داماد ہونے پر فخر کرتے تھے اور اسے اپنے لئے باعث اعزاز خیال کرتے تھے کیونکہ خود محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سردار احمد نے اپنی دختر نیک اختر کے لئے آپ کا انتخاب کیا تھا اس طرح آپ کو ایک عظیم روحانی شخصیت اور ممتاز عالم دین کا داماد ہونے کا جو شرف حاصل ہوا وہ بلاشبہ قابل رشک اور قابل فخر تھا۔ آپ نے اس تعلق کو اس حسن و خوبی کے ساتھ نبھایا کہ دونوں خاندانوں کے افراد اس پر فخر و مسرت کا اظہار کرتے رہے اس لئے کہ آپ نے اس تعلق کے تمام تقاضوں کو بہ احسن وجوہ مکمل کر دکھایا اور کسی بھی مرحلے پر اس میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دی۔ یہ خوشگوار تعلقات آپ کے حسن کردار کا مظہر تھے اور اس سے دونوں خاندانوں کی عزت و وقار میں زبردست اضافہ ہوا۔ لوگ ان تعلقات کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے اور اس پر اطمینان و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے دوسرے خاندانوں کے لئے بھی اسے ایک رہنما اصول کا درجہ دیتے تھے کیونکہ یہ خوشگوار تعلقات ہی نسل نو کی بہتر تربیت کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں۔

تدریسی زندگی

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کی زندگی کا محور و مرکز درس و تدریس تھا۔ انہوں نے اپنے دور کے انتہائی ممتاز علمائے دین سے تعلیم حاصل کی اور عظیم روحانی شخصیات سے بھی اکتساب فیض کیا۔ وہ درس و تدریس کی اہمیت و ضرورت اور اس کے تمام تقاضوں کو اچھی طرح سمجھتے اور ان کا گہرا ادراک رکھتے تھے۔ انہیں اس امر کا گہرا احساس تھا کہ جب ان تقاضوں کے عوامل کو اچھی طرح سمجھا نہ جائے، ان کا ادراک حاصل نہ کیا

جائے اس وقت تک اس مقدس پیشے کے تقاضوں کو نہ پورا کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا حق ادا کیا جا سکتا ہے۔ جب کسی بھی پیشے سے منسلک کوئی شخص اس پیشے کی ضرورت، اہمیت اور تقاضوں کو سمجھ نہ پائے اسے اس پیشے سے منسلک رہنے کا بھی کوئی حق حاصل نہیں ہوتا نہ وہ اس کے تقاضوں سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کر سکتا ہے کیونکہ درس و تدریس ایسے مقدس پیشے سے منسلک ہونے والے ہر شخص کے لئے اس پیشے کے تقاضوں کا ادراک کرنا ناگزیر ہے۔

جب پیشے کے تقدس کا ہی ادراک و احساس نہ ہو تو وہ محض پیٹ بھرنے کا ذریعہ تو ثابت ہو سکتا ہے اس کے بنیادی اغراض و مقاصد کا حصول اور تکمیل ممکن نہیں رہتی اور یہ محرومی خاص طور پر تدریس کے پیشے کے حق کو ادا نہیں کر پاتی۔ اس لئے یہ امر انتہائی ناگزیر ہے کہ آج کے دور میں جب پوری دنیا نے ایک گلوبل ولیج کی شکل اختیار کر لی ہے اور پورا انسانی معاشرہ ایک خاندان کی شکل اختیار کرتا جا رہا ہے، تیز رفتار ذرائع آمد و رفت بالخصوص میڈیا نے تمام ملکوں کے درمیان جغرافیائی سرحدوں اور فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے، دنیا کے کسی بھی خطے میں کوئی اہم واقعہ رونما ہو تو چند لمحوں میں عالمی سطح پر اس کی تشہیر ہو جاتی ہے علم کے دائرے میں تیزی کے ساتھ وسعت آ رہی ہے، نئے نئے علوم و فنون کا تذکرہ زور پکڑ رہا ہے، علوم و فنون کی اس ترقی نے نئے نئے رجحانات کو فروغ دیا ہے، انسانی فکر و عمل کا نقشہ تیزی سے بدل رہا ہے، عالمی اور علاقائی سطح پر مختلف علوم کی تحاریک کا سلسلہ جاری ہے اور آئے روز نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں لہٰذا درس و تدریس کے پیشے سے منسلک ہر شخص کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ ان حالات و واقعات، علمی ترقی اور فروغ اور اس کے لئے کی جانے والی انسانی کاوشوں پر گہری نظر رکھے اور اپنے مطالعہ کا دائرہ بھی وسیع کرے۔ صرف درسی کتب اور نصاب کا مطالعہ ہی اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا۔ اگر اس پہلو کو نظر انداز کر دیا جائے تو اس سے درس و تدریس کے پیشے سے منسلک افراد کا وقار بھی مجروح ہوتا ہے اور طلباء کی نگاہوں میں ایسے استاد کا ایک ایسا کمزور پہلو سامنے آتا ہے جو ان کے اعتماد کو بھی متزلزل کر کے رکھ دیتا ہے لہٰذا اس پیشے سے منسلک ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ ان عصری

تقاضوں کو سمجھے، طلباء کے رجحانات کا بھی جائزہ لے اور اپنے روزمرہ کے مطالعہ میں کمی نہ آنے دے۔ جب تک کسی طالب علم کے رجحان کو نہ سمجھا جائے اس کی صحیح تربیت اور مستقبل کے لئے اسے تیار کرنے کی کوئی کوشش بارآور نہیں ہو سکتی۔ یہ ایسی سائنٹفک سوچ اور فکر ہے کہ اس کی حقیقت و صداقت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

یہ امر بطور خاص قابل ذکر ہے کہ حضور محدث کبیرؒ پاکستان نے پیشہ تدریس کے ان تقاضوں کا گہرا ادراک کرتے ہوئے انہیں بہر طور پورا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ انہیں تعلیم و تدریس کے ان تمام تقاضوں کا ادراک اور انہیں پورا کرنے کا ولولہ اور جوش و جذبہ ورثے میں ملا تھا اور خود ان کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ وہ ان میں سے کسی ایک پہلو کو بھی نظر انداز یا فراموش کرنے کے لئے تیار نہ تھے نہ اس راہ میں کوئی رکاوٹ دیکھنا چاہتے تھے۔ انہیں درس حدیث سے گہرا تعلق تھا اور وہ محدث ہونے کے حوالے سے اس کے تقاضوں کو بھی خوب سمجھتے تھے۔

دورۂ حدیث شریف کے آداب

احادیث مبارکہ کی تدریس جن آداب و احترام کا تقاضا کرتی ہے وہ ان سے پوری طرح آشنا تھے اور ان میں سے کسی ایک پہلو کو بھی نظر انداز کرنا گناہ کبیرہ خیال کرتے تھے۔ انہیں درس حدیث کے آداب و احترام سے مکمل آشنائی تھی اور یہ خوبی اور صلاحیت انہیں ورثے میں ملی تھی۔ انہوں نے جن عظیم اساتذہ سے تعلیم حاصل کی وہ بھی درس حدیث کے احترام اور تقاضوں سے مکمل آشنا اور سراپا عمل تھے لہٰذا ان کا یہی عمل حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی زندگی کا جزو لاینفک بن گیا اس لئے درس حدیث کے دوران کسی بھی مرحلے پر وہ احترام و تقدس کے کسی ایک پہلو کو بھی نظر انداز نہ کرتے۔ درس حدیث کے دوران طلباء کی پوری توجہ اور فکر کو مرکز و محور بنائے رکھنے کے لئے یہ امر ناگزیر تھا کہ تدریس کے دوران کوئی بیرونی مداخلت کی شکل پیدا نہ ہونے پائے اور کوئی

ملاقاتی تدریس کے تسلسل پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ اس کا بہترین طریقہ یہی تھا کہ درس حدیث کے دوران کسی ملنے والے کو ملاقات کا موقع فراہم نہ کیا جائے تاکہ تدریس کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے اور جب درس کا وقت ختم ہو تو پھر ملاقات کے لئے آنے والوں کو شرف پذیرائی بخشا جائے۔ اس طرح انہیں بھی یہ احساس ہوگا کہ درس حدیث کے دوران ملاقات کے لئے جانا مناسب نہیں اس سے درس کے تسلسل میں رکاوٹ تدریس کے آداب واحترام کی نفی کرتی ہے اس سے بہر طور دامن بچانا ضروری ہے۔ اس حوالے سے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کا کردار تمام اساتذہ کے لئے ایک رہنما اصول کا درجہ رکھتا ہے اس لئے کہ ایک موقع پر اس دور کے گورنر مغربی پاکستان ملک محمد امیر خاں نواب آف کالاباغ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور اپنی آمد کی اطلاع دی لیکن حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے درس حدیث کے تقدس واحترام اور تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی آمد اور ملاقات کی خواہش کو کوئی اہمیت نہ دی اور آمد کی اطلاع کو درس حدیث پر فوقیت دینے سے انکار کرتے ہوئے سنی ان سنی کر دی گویا کہ انہیں ان کی آمد کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ گورنر مغربی پاکستان ملک محمد امیر خاں نواب آف کالاباغ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد واپس لوٹ گئے۔ درس میں شامل آپ کے شاگردوں نے نواب آف کالاباغ کی آمد اور واپسی کا تھوڑا بہت ذکر کیا اور کہا کہ گورنر صاحب آپ سے ملاقات کے لئے آئے تھے لیکن وہ بے نیل ومرام واپس لوٹ گئے۔ آپ کو طلباء کے احساسات کا ادراک تھا آپ نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ نواب آف کالاباغ ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے لیکن ان کی آمد اور ملاقات کو میں ذات خداوندی کے کلام کی تعلیم وتدریس کی راہ میں حائل ہونے کی اجازت کیسے دے سکتا تھا۔ ان کی آمد درس حدیث سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی تھی اگر میں درس حدیث کو چھوڑ کر ان سے ملاقات کے لئے تیار ہو جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ میں ایک دنیوی شخصیت سے ملاقات کو حدیث مبارکہ کی درس وتدریس پر ترجیح دینے کا مرتکب

ٹھہرنا حالانکہ ہمیں یہ امر ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ ہم قرآن حکیم اور حدیث مبارکہ کی تعلیم و تدریس کے زیادہ پابند ہیں اس کے مقابلے میں کسی دنیوی شخصیت کی ملاقات کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس قسم کی ملاقات کے لئے درس قرآن و حدیث کو چھوڑنا میرے نزدیک کسی بھی طرح جائز اور مناسب نہیں۔ کسی بڑی سے بڑی دنیوی شخصیت کے لئے ہم قرآن و حدیث کی تدریس و تعلیم کو تعطل میں نہیں ڈال سکتے۔ آپ کا یہ کردار اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ درس کے دوران بھی طلباء میں عقیدہ و عمل اور ان کے تقدس کے تقاضوں کی ترغیب و تعلیم کی ضرورت و اہمیت کو پوری طرح اجاگر کرنے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے اور یہی کردار اس پیشے کے تقدس کا تقاضا ہے۔

عبادت و ریاضت ان کی زندگی کا محور تھا

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس گھرانے میں جنم لیا اور جن علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے بعد عظیم صوفیائے کرام کی صحبت، محبت و عقیدت سے فیضیاب ہوتے رہے اور جس عظیم ہستی کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کے علاوہ فیصل آباد کے جس ممتاز عالم دین کی نور نظر سے ازدواجی رشتہ میں منسلک ہوئے ان تمام امور و معاملات کا تقاضا یہ تھا کہ صرف عبادت و ریاضت ہی ان کی حیات مبارکہ کا محور و مرکز قرار پاتا اور امر واقع یہ ہے کہ آپ کی ذات بابرکات نے یہ ثبوت ایسی ٹھوس بنیادوں پر فراہم کیا کہ آج تک کسی کو اس سے مجال انکار نہیں اور اسی کی بدولت آپ عوام کی عقیدت و محبت کا محور بن کر اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے اور ہر لمحہ آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ایک دینی گھرانے میں آنکھ کھولنے کی بدولت اور اسلامی شعائر پر سختی سے پابند والدین کی گود میں پرورش پانے کا نتیجہ تھا کہ عبادت و ریاضت آپ کی زندگی کا حصہ بن گئی۔ آپ کا ہر عمل قرآن و سنت کی

منہ بولتی تصویر تھا اور قرآن وسنت کی روشنی میں ہی آپ نے زندگی کا ہر مرحلہ خود طے کیا اور دوسروں کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عہد طفولیت میں ہی شعائر اسلامی کا پابند ہونے کا شرف بخشا یہاں تک کہ عہد شباب کی حدوں کو چھونے کے بعد یعنی 17 سال کی عمر کے لگ بھگ آپ نے نماز تہجد و اشراق کو بھی معمول بنالیا۔ قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ میں نماز تہجد کی جو شان و عظمت بیان کی گئی ہے اور اسی طرح نماز اشراق کی تعریف و توصیف میں احادیث مبارکہ کی تصدیق سے ان ہر دو اعمال کی عظمت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں بالخصوص نماز تہجد کے اوقات میں ذات باری تعالیٰ پہلے آسمان پر نزول اجلال فرما کر پکارتی ہے کہ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ اسے بخش دیا جائے۔ غرض اس نماز کی ادائیگی کرنے والے خوش نصیب انسان کی تمام جائز خواہشات کی تکمیل اور گناہوں کی معافی فرمان خداوندی کا ایک حصہ ہے جس پر شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں بلکہ ان ہر دو عظیم عبادتوں کی سعادت حاصل کرنے والے ہر شعبہ زندگی میں اپنی بے مثال کامیابی اور کامرانی کا منہ بولتا ثبوت بن کر سامنے آتے ہیں بالخصوص نماز تہجد کی ایک خصوصی سعادت یہ ہے کہ اس میں نام ونمود کا کوئی پہلو سامنے نہیں آتا۔ جس وقت لوگوں کی اکثریت گہری نیند کے مزے لے رہی ہوتی ہے تو نماز تہجد ادا کرنے والے بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر رحمت خداوندی کے دامن میں پناہ لئے ہوتے ہیں۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کا معمول یہ تھا کہ وہ نماز فجر کی امامت کی سعادت خود حاصل کرتے اور نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مسجد میں تلاوت قرآن پاک میں مصروف ہو جاتے۔ ان کے اوقات کا بڑا حصہ عبادت و ریاضت میں گزرتا، تلاوت قرآن حکیم کی سعادت کے ساتھ ساتھ وہ اپنے مرشد کامل کے بتائے ہوئے وظائف میں محو و مصروف نظر آتے۔ آپ اشراق کے وقت تک وظائف میں مصروف رہتے اور نماز اشراق کی ادائیگی کے بعد آپ درس و تدریس کے لئے مدرسہ میں تشریف فرما ہوتے اور کم از کم

نمازِ ظہر تک درس و تدریس میں مصروف رہتے۔ یہ آپ کی زندگی کا ایک مستقل معمول تھا۔ عبادت و ریاضت اور قرآن و حدیث کی درس و تدریس آپ کی حیاتِ مبارکہ کا محور و مرکز تھا۔ آپ نے زندگی بھر اپنے ان معمولات میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔

جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کا قیام

دین کی تبلیغ و اشاعت کا دائرہ وسیع کرنے اور عوام میں اسلامی اقدار کو فروغ دینے کے لئے آپ نے فیصل آباد شہر میں ایک نئی دینی درسگاہ کے قیام کا بھی فیصلہ کیا۔ مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ طلباء کو دینی تعلیم کے حصول کا موقع فراہم کیا جائے اور علماء کے لئے تربیت اور حصول تعلیم کے مواقع پیدا کر کے معاشرے میں ان کی تعداد اور معاشرتی وقار میں اضافہ کیا جائے۔ آپ اس وقت جامعہ رضویہ میں دورۂ حدیث شریف کی تدریس کے فرائض بھی انجام دے رہے تھے چنانچہ ایک نئی دینی درسگاہ کے قیام کے لئے آپ نے رضا آباد کے نواح میں اعظم آباد کی آبادی میں 16 ستمبر 1985ء کو کم و بیش دو کنال زمین کے رقبے پر ایک نئی دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی اور جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کے نام سے اس درسگاہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپ نے اپنی تمام تر کوششوں اور صلاحیتوں کو اس دینی درسگاہ کی ترقی کے لئے وقف کر دیا اور شہر بھر کے لوگ آپ کی ان کاوشوں کو بنظر تحسین دیکھتے اور سراہتے تھے۔ آپ نے اس درسگاہ کو عظیم شہرت عطا کی اور عمر کے آخری حصے میں آپ خود بھی اسی دار العلوم میں منتقل ہو گئے جہاں سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں شاگرد آپ سے فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ نے اتنی بڑی تعداد میں تشنگان علم کی سرپرستی کی ان کے علم کی پیاس بجھائی کہ آپ کی ذات والا صفات عوامی عقیدت کا محور و مرکز بن گئی۔ آپ زندگی کے آخری دنوں تک اسی درسگاہ میں مقیم رہے اور رحلت کے بعد آپ کو اسی درسگاہ میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ کی مرقد مبارک آج بھی عوام کی عقیدت و محبت کا مرکز ہے اور بڑی تعداد میں لوگ آپ کی مرقد مبارک پر حاضری دینے کو اپنے لئے باعث شرف

خیال کرتے ہیں۔

خلق خدا کی خدمت

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے محض ریاضت وعبادت تک ہی اپنی ذات کو محدود نہیں رکھا تھا بلکہ نوع انسانی کی خدمت ایسی عظیم عبادت بھی آپؒ کی زندگی کا مرکز ومحور تھی اس لئے کہ انسانیت کی خدمت، دکھی انسانوں کی امداد اور ان کے مسائل کا حل یہ ایسے اقدامات ہیں جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عظیم عبادت کا درجہ دیا ہے بالخصوص ایک اسلامی معاشرے میں کسی بھی مسلمان کو پہنچنے والی تکلیف یا اس کو درپیش کسی بھی مسئلے کا ازالہ پورے اسلامی معاشرے کی ذمہ داری کے زمرے میں آتا ہے۔ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ اسلامی معاشرے میں رہنے والے غیر مسلموں کے مسائل ومشکلات کا ازالہ کرنا بھی اسلامی حکومت اور معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ اس کی مثال خلافت راشدہ کے دور میں اس وقت سامنے آئی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک بوڑھے یہودی گداگر کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ مناسب نہیں کہ ہم اس کی جوانی سے تو فائدہ اٹھاتے رہے یعنی یہودی ہونے کی بنا پر اس سے فدیہ وصول کرتے رہے لیکن اب جب یہ بوڑھا ہو چکا ہے تو اسے حالات کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں۔ آپؓ نے یہ کہہ کر اس کا روزینہ مقرر کر دیا تا کہ وہ گداگری ترک کر کے روح اور جسم کا رشتہ قائم رکھ سکے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے بھی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہی طرز عمل اختیار کیا اور خدمت خلق کو اپنا شعار بنا لیا۔ چنانچہ جو شخص بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ اس کی گفتگو سے اس کے حالات ومعاملات کا ادراک کرتے، اس کے مسائل کو جاننے کے بعد اس کی ضروریات کو بھانپ لیتے پھر متعلقہ شخص کی طرف سے کسی استدعا کے بغیر ہی اس کی مدد فرماتے لیکن کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہونے دیتے تا کہ اس کے معاشرتی وقار پر آنچ نہ آنے پائے اور وہ طعن وتشنیع کا

نشانہ بننے سے بچ جائے۔ اس طرح آپ عوامی خدمت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے دوسروں کے لئے ایک رہنما اصول کا کردار ادا کرتے رہے۔

اسلام نے معاشرے کے بے سہارا غریب اور مستحق افراد کی مدد کو ہر صاحب ثروت اور صاحب حیثیت مسلمان کا لازمی فریضہ قرار دیا ہے اور ایسے افراد کی مدد بلاشبہ انسان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتی ہے۔ میں اپنے ایک قریبی دوست کے حوالے سے یہاں ایک ایسے ہی ایمان افروز واقعہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ ان کے گھر کے قریب ایک شخص سڑک کے کنارے جوتیاں مرمت کرنے کا کام کرتا تھا اور اس کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ کسی سے بھی زائد پیسوں کا مطالبہ نہ کرتا بلکہ اپنے کام، محنت اور جوتی کی مرمت کے مطابق معاوضہ طلب کرتا۔ اس کی اس شہرت کا عالم یہ تھا کہ جو بھی شخص اس کے پاس جوتی مرمت کرانے کے لئے آتا وہ بعض اوقات اجرت پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کرتا اور اپنی جوتی واپس لیتے وقت وہ موچی جتنی اجرت کا مطالبہ کرتا وہ اس کے حوالے کر دیتا۔ وہ اکثر اپنے پاس بیٹھنے والوں کے ساتھ حج بیت اللہ کی خواہش کا ذکر کرتا اور کہتا کہ وہ اس کے لئے کوشاں ہے اور حلال کی کمائی سے رقم جمع کرنے میں مصروف ہے۔ بہر حال وقت گزرتا گیا اور ایک موقع پر اسی محلے کا ایک شخص حج بیت اللہ کا شرف حاصل کرنے کے بعد جب واپس لوٹا تو وہ اس موچی کو سڑک کے کنارے جوتیاں مرمت کرتے دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا کہ بھائی تم حج سے کب واپس لوٹے ہو۔ اس نے کہا کہ بھائی میں تو حج کے لئے گیا ہی نہیں تمہیں شاید غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ یہ کیسے ممکن ہے، میں نے تو خود تمہیں طواف اور سعی کرتے ہوئے دیکھا اور ایک دن تو پانچوں نمازیں تم نے میرے ساتھ کھڑے ہو کر ادا کیں۔ تم نے مجھے اپنی رہائش کا پتہ بھی بتایا لیکن میں وہاں نہ جا سکا، اب تم کہتے ہو کہ تم حج کے لئے گئے ہی نہیں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس پر وہ شخص خاموش ہو گیا لیکن اس کے چہرے پر نور برسنے لگا۔ چند روز گزرنے کے بعد میں نے بھی اس موچی سے اس واقعے کا

جب ذکر کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ وہ کہنے لگا میں آپ کو صحیح صحیح بات بتا دیتا ہوں لیکن اسے دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ میں نے کہا کہ ہاں آپ بتائیں کیا بات ہے۔ وہ بولا کہ میں نے کئی سال تک جوتیاں مرمت کرتے ہوئے اس محنت کے ساتھ جو رقم جمع کی تھی میں اسے حج اخراجات کے لئے وقف کر چکا تھا اور میرا ارادہ بھی یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے حج ادا کرنے کی توفیق دے اور میرے پاس حج اخراجات کے لئے رقم جمع ہو جائے تو میں ضرور فریضہ حج ادا کروں گا۔ چنانچہ رقم اخراجات کے مطابق جمع ہو چکی تھی کہ ایک دن ایک غریب اور فاقہ کشی کا شکار خاندان کا سربراہ میرے پاس آیا اور اپنی حالت زار بیان کرتے ہوئے رو پڑا۔ میں نے حج کے لئے جمع کی گئی ساری رقم اس کے حوالے کر دی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ میری اس مدد کو قبول فرمائے اور مجھے حج کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہونے کا موقع عنایت کرے لہٰذا ان حالات میں میرا سفر حج کے لئے روانہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اگر آپ نے مجھے حج کے دوران بیت اللہ شریف میں نماز کی ادائیگی کرتے ہوئے دیکھا تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سعادت مجھے کس طرح نصیب ہوئی۔ میں بہرحال آپ کی بات کو جھٹلا نہیں سکتا لیکن آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے گھر میں حاضری کا موقع عطا فرمائے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معاشرے کے مستحق افراد کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا مستحسن اقدام اور کتنی عظیم نیکی ہے۔

اس حوالے سے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کا ایک واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔ ایک روز آپؒ درس و تدریس میں مصروف تھے کہ ایک شخص ملاقات کی غرض سے حاضر خدمت ہوا۔ چونکہ آپ درس و تدریس کے دوران ملاقات سے مکمل اجتناب فرماتے تھے اس لئے آپ نے اپنے لخت جگر حضرت قائد مشائخ (پیر محمد فضل حق صاحب) کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ بیٹا باہر ایک مہمان کھڑا ہے اس کی خوب خاطر تواضع کرو اور مہمان نوازی کا حق ادا کرو پھر جہاں تک ہو سکے اس کی مالی امداد کرو تا کہ

اسے آمد پر شرمندگی اور ندامت کا احساس نہ ہونے پائے۔ والد محترم کا حکم پا کر بیٹے نے نہ صرف مہمان نوازی کا حق ادا کیا بلکہ اس کی بھرپور مالی معاونت بھی کی۔ یہ شخص درگاہ اجمیر شریف جانے کا عزم لئے ہوئے وہاں آیا تھا کیونکہ سفر کے اخراجات کا وہ متحمل نہیں ہوسکتا تھا لیکن اس کی حسرت اور امید اسے آپؒ کے در دولت پر لے آئی جہاں سے وہ توقع سے بڑھ کر مالی معاونت حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔ بہر حال وہ سراپا تشکر و امتنان بن کر واپس لوٹا اور اپنے سفر پر روانہ ہوگیا۔ جب وہ اجمیر شریف پہنچا تو وہاں اس نے ایک حیران کن اور بظاہر ناقابل یقین منظر دیکھا کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ مکمل مجسم شکل وصورت میں درگاہ اجمیر شریف میں موجود اور محو ذکر الٰہی ہیں۔ اس نے آپ سے بات کرنے یا تعارف کرانے کی جسارت نہ کی کیونکہ اس مشاہدہ نے اسے ایسی کیفیت سے دوچار کر دیا تھا کہ وہ آپ سے ملاقات اور بات چیت کا اس حالت میں متحمل ہی نہیں ہوسکتا تھا جبکہ آپ انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ جب وہ زیارت اجمیر شریف سے واپس آیا تو وہ اسے بات کو اخفا میں نہ رکھ سکا کیونکہ اس واقعہ نے اس کے ایمان و یقین کو ایک نیا رخ اور زبردست تقویت دی تھی چنانچہ اس نے آپ کے بعض مریدین اور عقیدت مندوں کے سامنے اس ایمان افروز واقعے کا ذکر کیا اور اس پر حیرانگی کا اظہار کیا۔ آپؒ کے عقیدت مند اور مریدین حیران و ششدر رہ گئے۔ وہ کہنے لگے کہ جن دنوں تم حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کی اجمیر شریف میں موجودگی کا ذکر کر رہے ہو ہمیں خوب یاد ہے کہ ان دنوں تو اعلیٰ حضرت ہمارے درمیان موجود تھے اور ہم ان کی امامت میں نمازیں ادا کرتے رہے تھے لیکن تم جو کچھ کہہ رہے ہو ہم اس پر بھی شک وشبہ کا اظہار نہیں کر سکتے چنانچہ اس شخص کے توسط سے آپ کی یہ کرامت تمام عقیدت مندوں اور مریدین کے حلقوں میں زبان زد عام ہوگئی اور آپ کی روحانی قوت اور شہرت کے اعتراف کا دائرہ مزید وسعت اختیار کرتا چلا گیا۔

بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے

عبادت و ریاضت، مجاہدہ اور اپنے آپ کو عبادت الٰہی اور فرمان الٰہی کی پابندی اور بندگان خدا کی خدمت اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر دینے کوئی ایک مثال نہیں بلکہ اس کے لئے مختلف راستے اور طریقے اختیار کئے جاتے ہیں لیکن سب کی منزل ایک ہوتی ہے۔ راہ خداوندی میں مجاہدہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور قرآن وحدیث کی درس و تدریس کو لائحہ عمل کے طور پر اختیار کر لیا جائے یعنی قرآن وحدیث کی درس و تدریس کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختم المرسلین ہونے کے حوالے سے قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب اور احادیث مبارکہ اسلامی تعلیمات کی تشریح اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار و عمل کا وہ مظہر ہے جس کی مثال نہ پہلے تھی نہ آئندہ کسی کی طرف سے سامنے آئے گی۔ چنانچہ بارگاہِ ایزدی میں قربت کا درجہ حاصل کرنے والی ہر روحانی شخصیت کا نمایاں پہلو مجاہدہ قرآن وحدیث کی درس و تدریس ہی قرار پایا اور اسی کو ہر پہلو سے فوقیت اور برتری حاصل رہے گی کوئی دوسرا عمل اس کی برابری یا مقابلے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس طرز عمل کی فوقیت و برتری کی تصدیق و تعریف خود خاتم الانبیاء حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہہ کر فرمائی کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن حکیم کے علوم خود بھی سیکھے اور دوسرے کو بھی سکھائے۔ اس فرمانِ نبویؐ کا ایک خصوصی پہلو یہ ہے کہ جو شخص خود قرآنی علوم سے لاعلم ہو وہ دوسروں کو ان کی تعلیم کس طرح دے سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بے حد جامع فرمان دین کی تعلیم و اشاعت اور درس و تدریس کو ایک مستقل سلسلہ دینے کی ہدایت و خوشخبری پر مشتمل ہے اور اسی کی روشنی میں دینی مدارس اور درسگاہوں کے قیام کا وہ ٹھوس جواز سامنے آتا ہے جو دین الٰہی کا ایک جزو لاینفک قرار پاتا ہے۔ تمام دینی مدارس میں درس و تدریس کے

فرائض انجام دینے والے اساتذہ اور علمائے کرام اسی فرمان کے زمرے میں آتے ہیں اور پھر ان دینی مدارس کے طلباء بھی اسی شرف سے بہرہ ور قرار پاتے ہیں کیونکہ ان کا شمار قرآنی علوم حاصل کرنے والوں میں ہوتا ہے۔ اب یہ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے قول وفعل سے اس فرمان نبوی کی صداقت واہمیت کا ثبوت پیش کریں۔ ان کا یہی کردار اسلام کے حلقے میں وسعت کا ایک موثر ذریعہ ثابت ہوسکتا ہے جس پر کسی کو کسی قسم کے اعتراض کی بھی جرأت نہیں ہوسکتی اور نہ ہی تبلیغ اسلام اور عالمی سطح پر اسلام کی وسعت کے علاوہ امت مسلمہ کے کردار پر کسی کو انگشت نمائی کا موقع مل سکتا ہے کیونکہ یہ پورا عمل قول و فعل میں مکمل مطابقت کا ثبوت ہے۔ آج پاکستان میں دینی مدارس بالخصوص بریلوی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مذہبی حلقے اور مدارس یہی کردار ادا کر رہے ہیں۔ کاش پوری قوم بلکہ پوری امت مسلمہ ان اصول وضوابط کو اپنی زندگی کا لائحہ عمل بنا کر قرآن وسنت اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت میں ایک ٹھوس اور مثبت کردار ادا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی قرآن و سنت کا عملی نمونہ تھی۔ آپ نے قرآن وسنت کی تعلیمات کو ہی اپنی زندگی کا محور ومرکز قرار دے رکھا تھا اور ہر ہر قدم پر اس کا عملی مظاہرہ ان کی زندگی کا جزولاینفک تھا۔ آپ کے اسی کردار نے آپ کے عقیدت مندوں کے حلقے کو بے پناہ وسعت سے نوازا اور لوگ ہر قدم پر آپ کے کردار کا ذکر کرتے اور اس کو اختیار کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی کو قرآنی تعلیمات اور سنت رسول ؐ کے مطابق بسر کرنے اور گزارنے کو اپنا مقصد اوّل قرار دیتے ہوئے اس کی عملی صداقت کا ثبوت فراہم کیا۔ انہوں نے اس قول کی عملی صداقت کو تقویت دی کہ کسی دوسرے شخص کو دعوتِ عمل دینے سے پہلے خود اس کے سامنے عملی کردار کا مظاہرہ کرو یعنی پہلے خود عمل کرو پھر دوسروں کو عمل کرنے کی دعوت دو صرف اسی طرح تمہاری کہی ہوئی بات بااثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوسکتی ہے۔ دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے علماء ومشائخ اور دینی حلقوں کے لئے یہ بات خصوصی اہمیت رکھتی

ہے کہ وہ دوسروں کو عمل کرنے کی دعوت دینے سے پہلے خود عملی کردار کا ثبوت فراہم کریں تاکہ ان کی کہی ہوئی بات دوسروں کو بھی متاثر کر سکے۔ اس پہلو کو اجاگر کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ علماء کرام پر قوم کی رہنمائی کا فریضہ عائد ہوتا ہے اور قرآن و حدیث کی تعلیمات کا محور و مرکز ہی یہ نقطہ ہے کہ پہلے خود عمل کرو پھر دوسروں کو عمل کی دعوت دو۔ چنانچہ تمام انبیاءؑ و مرسلینؑ کا یہی لائحہ عمل رہا ہے کہ وہ حکم الٰہی کے مطابق دوسروں کو دعوت دینے سے پہلے خود سراپا عمل ہونے کا ثبوت فراہم کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کو اسلام کی دعوت دی تو ان کی طرف سے شدید مخالفت اور مخاصمت کے باوجود وہ آپؐ کے صادق و امین ہونے کا کھل کر اعتراف کرتے رہے اور جب آپؐ نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر کفار مکہ کو بلایا اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو کفار مکہ نے اس کی مخالفت کی اور اسے مسترد کرنے کے باوجود کہا کہ

کہا کہ تیری ہر بات کا یاں یقیں ہے
کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی کردار ہمارے لئے ایک رہنما اصول ہے کہ دوسروں کو کسی اچھے کام کی دعوت دینے سے پہلے خود اس پر عمل کریں تاکہ یہ کردار دوسروں کے لئے قابل تقلید ثابت ہو سکے۔

سنتِ رسول ﷺ کی پیروی

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی تعلیمات کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اپنی پوری زندگی درس و تدریس کے لئے اس طرح وقف کر دی کہ آپ کی ذات مجسم فکر و عمل تھی۔ زندگی بھر کسی بھی مرحلے پر آپ کے قول و فعل میں کوئی تضاد دیکھنے میں نہیں آیا۔ آپ کی ذات اسی خوبی کی بنا پر لوگوں کی نگاہ میں عزت و احترام کا مرکز تھی اور آپ کے عقیدت مند آپ کی پیروی کر

اپنے لئے باعث صد افتخار تصور کرتے تھے جو آپ کے پیکر عمل ہونے کا نا قابل تردید اور قابل رشک ثبوت تھا۔ آپ نے زندگی کے کسی بھی مرحلے پر قرآن وسنت سے ہٹ کر کوئی کام نہیں کیا اور سنت نبوی کی پیروی ان کی زندگی کا محور و مرکز تھا چنانچہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ واپڈا کے سابق چیئرمین کے منصب پر فائز رہنے والی اور پھر منصب صدارت تک پہنچنے والی ایک اہم سیاسی شخصیت غلام اسحاق خاں نے جنہیں بلاشبہ دین اسلام سے گہری رغبت اور علمائے کرام کا ان کے دل میں بے حد احترام تھا اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی جب کانفرنس کے وقفے کے دوران کھانے کا وقفہ آیا اور کھانا میزوں پر لگا دیا گیا تو کانفرنس کے شرکاء کی اکثریت نے کھڑے ہو کر کھانا شروع کر دیا۔

اسلام نے کھڑے ہو کر کھانا کھانے اور پانی پینے سے منع فرمایا ہے اور جدید سائنسی تحقیق کے مطابق اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی پیتا ہے تو اسے پیٹ کا ایک شدید مرض لاحق ہو سکتا ہے جسے استسقا یعنی پیٹ میں پانی بھر جانے کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ اتنا تکلیف دہ مرض ہے کہ اس میں مبتلا مریض کے لئے چلنا پھرنا بھی ممکن نہیں رہتا۔ چنانچہ آپ نے پوری محفل کے اس طرز عمل سے ہٹ کر کھانے کی پلیٹ لی اور ایک طرف کونے میں جا کر بیٹھ گئے اور سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ ہمارے معاشرے میں اسلامی اقدار کی پامالی اور مغربی کلچر کا تسلط اور غلبہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ایک عالم نے جو شریک مجلس تھے، آپ سے پوچھا کہ حضرت قبلہ آپ یہاں ایک گوشے میں دروازہ کے قریب بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے بھائی یہ درست ہے کہ ہال میں کافی جگہ موجود ہے اور بڑی تعداد میں شرکاء کھانا کھا رہے ہیں لیکن کھڑے ہو کر نہیں بلکہ بیٹھ کر کھانا کھانا ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور میں اس کی خلاف ورزی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ آخر بیٹھ کر کھانا کھانے میں

یہاں کونسی رکاوٹ ہے اس وسیع وعریض ہال میں تو تمام شرکاء آرام واطمینان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔

لوگوں نے آپ کی یہ بات سنی اور آپ کا یہ عمل دیکھا تو بڑی اکثریت جو اس وقت کھانا کھانے میں مصروف تھی بیٹھ کر کھانا کھانے لگی اور ہر نگاہ نے آپ کو عزت واحترام سے دیکھا اور آپ کے کردار کی تعریف کی۔ آپ کا یہی کردار دوسروں کے لئے بھی قابل تقلید ثابت ہوا اور جسے ایک مرتبہ آپ کی صحبت نصیب ہوئی اس نے آپ کو سراپا عمل دیکھ کر اپنی زندگی کو بھی اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی۔

ہمارے دینی حلقوں میں بعض مسائل پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان اختلافات کا دائرہ جب وسعت اختیار کرتا ہے تو پھر مختلف مکاتب فکر کے درمیان تصادم اور محاذ آرائی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس سے امت مسلمہ کے اندرونی محاذ کو زبردست نقصان پہنچتا ہے۔ مختلف طبقہ ہائے فکر کے علماء کے درمیان کیمرے سے تصویر بنوانے کا مسئلہ بھی ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث بھی تصویر بنوانے کے مخالف تھے اور اس کی ممانعت کے قائل تھے اس لئے آپ نے زندگی بھر تصویر بنوانے سے اجتناب کیا۔ اس وقت ہمارے معاشرے میں میڈیا نے جو اہمیت اختیار کر لی ہے خصوصاً مختلف چینلز اور اخبارات وجرائد کی تعداد میں جو اضافہ ہوا ہے اور خبروں کی اشاعت کے ساتھ ساتھ تصویر کی اشاعت کو بھی ناگزیر خیال کیا جاتا ہے اس نے صورت حال کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ اب مردوں کا تو ذکر ہی کیا خواتین کی تصاویر سب سے زیادہ اخبارات وجرائد کی زینت بنتی ہیں لیکن آپ نے اس کی ممانعت کی بنا پر ایک مرتبہ ایک اہم دینی تقریب میں ویڈیو فلم بنائے جانے پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا۔ اسے ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیتے ہوئے اپنے بڑے لخت جگر قائد مشائخ حضرت قبلہ پیر محمد فضل حق صاحب پر سخت ناراض ہوئے۔ اس حوالے سے راقم نے بھی ایک مرتبہ آپ کی ایسی ہی ناراضگی کا عملی مشاہدہ کیا۔ آپ اس وقت لاہور میں جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری گیٹ لاہور میں دینی خدمات

انجام دے رہے تھے۔ میری رہائش بھی اندرون بھاٹی گیٹ اونچی مسجد کے سامنے محلہ تھاں میں تھی۔ میں روزنامہ کوہستان سے وابستہ تھا اور روزنامہ کوہستان کا دفتر میکلوڈ روڈ پر لکشمی چوک کے قریب تھا۔ جامعہ نظامیہ رضویہ میں اکثر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ سے شرف ملاقات سے بہرہ یاب ہوتا اور اکثر قدم بوسی کے لئے جامعہ نظامیہ رضویہ میں حاضر ہوتا۔ میں نے ایک مرتبہ آپؒ کا انٹرویو لینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ آپؒ نے فرمایا کہ میں کچھ سوچ کر آپ کو اس کا جواب دوں گا۔ دو تین روز گزر جانے کے بعد جب ایک مرتبہ پھر یہی استدعا کی اور کہا کہ حضرت مجھے آپ کی تصویر بنوانے کے لئے کیمرہ مین کو بھی ساتھ لانا پڑے گا تو آپؒ نے انٹرویو دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بیٹے میری بات کا برا نہ منانا میں تصویر کشی کو اسلامی تعلیمات کے منافی خیال کرتا ہوں، آپ کو میری تصویر کہیں بھی دکھائی نہ دے گی، اس لئے آپ انٹرویو کا ارادہ بھی ترک کر دیں۔ آپؒ جس چیز کو اسلامی تعلیمات کے منافی خیال کرتے اس پر سختی سے قائم رہتے اور کبھی سرمو انحراف نہ کرتے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ قول و فعل کے اعتبار سے اسلامی تعلیمات کا پیکر تھے۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے چند مشہور تلامذہ

اگرچہ آپ نے ساری زندگی قرآن و حدیث کے درس و تدریس اور اسلامی تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر دی تھی اور سینکڑوں نہیں ہزاروں طلبا نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کے بعد ان کی شاگردی کا شرف حاصل کیا اور حصول تعلیم کے بعد وہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہو گئے لیکن ان میں ایسی کئی نامور مذہبی شخصیات بھی تھیں جنہوں نے قرآن و حدیث کی تعلیم کو فروغ دیتے ہوئے نہ صرف ملک گیر سطح پر بلکہ عالمی سطح پر بھی شہرت حاصل کی۔ ان میں سے بعض ہستیاں آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں اور جو اس دنیا سے رحلت کر گئے وہ اپنی خدمات اور

شہرت کے حوالے سے زندہ جاوید ہیں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے برصغیر کے متعدد دینی مدارس میں طویل عرصہ تک دینی خدمات انجام دیں، کئی دینی درسگاہوں کی بنیاد رکھی اور ان کی سرپرستی بھی فرمائی اس طرح ہزاروں کی تعداد میں طلبا نے ان سے اکتساب علم کیا۔ ملک میں آج بھی بڑی تعداد میں دینی و روحانی شخصیات کے علاوہ ممتاز علماء و مشائخ کو آپ کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ملک بھر کے ہر شہر اور بڑے قصبے میں آپ کو ایسے علماء و مشائخ اور دینی درسگاہوں میں درس و تدریس میں مصروف شخصیات نظر آئیں گی جنہیں آپ ؒ کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو دینی خدمات کے لئے وقف کر دیا۔

وہ عظیم روحانی اور علمی شخصیات جنہیں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی شاگردی اور ان سے فیضیاب ہونے کا شرف حاصل ہوا ان میں چند ایک برگزیدہ ہستیوں کے اسمائے گرامی قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف میرے لئے باعث صد افتخار ہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان کے اسمائے گرامی کو تحریر میں لانے کے لئے کئی کتابیں درکار ہیں۔ دنیا کے اکثر ممالک اور خاص طور پر یورپی ممالک میں ان کے شاگردانِ رشید آج اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ یوں تو پورے ملک میں ہر چھوٹے بڑے شہر ہی نہیں بلکہ قصبہ جات میں بھی آپؒ کی ذات سے بالواسطہ یا بلاواسطہ استفادہ حاصل کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے لیکن درج ذیل شخصیات بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

1۔ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدری رضوی، سجادہ نشین محدث اعظم پاکستان، فیصل آباد

2۔ حضرت پیر سید عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف

3۔ حضرت قائد مشائخ پیر محمد فضل حق، سجادہ نشین حضور محدث کبیر پاکستان، فیصل آباد

4- حضرت علامہ مولانا عبدالتواب صدیقی اچھروی، شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

5- مفتی منیب الرحمٰن، رویت ہلال کمیٹی پاکستان

6- حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ، جامعہ امینیہ رضویہ فیصل آباد

7- حضرت مولانا حافظ محمد احسان الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آباد

8- حضرت مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

9- حضرت مولانا عبدالقادر احمد آباد رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ قادریہ فیصل آباد

10- حضرت مولانا محمد معین الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ قادریہ فیصل آباد

11- حضرت مولانا محمد عبدالحکیم اشرف قادری رحمۃ اللہ علیہ، لاہور

12- حضرت مولانا گل احمد عتیقی، شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

13- حضرت مولانا علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ رسولیہ شیرازیہ، لاہور

14- حضرت مولانا سید مزمل حسین شاہ، لاہور

15- حضرت علامہ مولانا محمد یوسف نگینہ رحمۃ اللہ علیہ، فیصل آباد

16- حضرت مولانا غلام محمد سیالوی، تنظیم المدارس کراچی

17- علامہ صائم چشتی مرحوم، فیصل آباد

18- حضرت پیر صاحبزادہ محمد نقشبندی مرحوم، پاک پتن شریف

19- حضرت صاحبزادہ خیر محمد، بھور شریف

20- حضرت مولانا عبدالمالک، میانوالی

21- حضرت علامہ مولانا عبدالوہاب مرحوم، لندن

بھی حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردانِ رشید میں شامل ہیں۔

کراماتِ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ

• اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے آپ کو لاعلاج مریضوں کے لئے شفا و صحت مندی ایسی روحانی قوت سے بھی نوازا تھا۔ کئی لاعلاج مریض آپ کی دعاؤں اور شفقت سے حیاتِ نو حاصل کر کے بقیہ زندگی نہایت سکون و اطمینان سے گزارتے رہے۔ اس حوالے سے یوں تو بے شمار واقعات موجود ہیں لیکن مختصر الفاظ میں ایک ایمان افروز واقعے کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس قسم کے روحانی واقعات ایمان کی تقویت میں اضافہ کرتے ہیں اور تصوف میں گہری دلچسپی اور ذاتی کردار کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ایک مرتبہ کسی دیہات سے تعلق رکھنے والے خاندان کے بعض افراد اپنے ایک نوجوان مریض کو جو چلنے پھرنے کی استطاعت و طاقت سے بھی محروم تھا ایک چارپائی پر ڈال کر اسے اٹھائے آستانہ عالیہ اعظم آباد پر حاضر ہوئے۔ اس نوجوان مریض کے مرض کی تشخیص نہ ہو سکی تھی اور تمام ڈاکٹرز، طبیب اور شعبہ طب سے تعلق رکھنے والے کئی ماہرین اس کا علاج کرنے کے بعد مایوسی کا اظہار کر چکے تھے۔ جب مرض شدت اختیار کرتا تو وہ نوجوان بے بسی کا مجسمہ بن کر آہ و بکا شروع کر دیتا۔ زار و قطار رونے سے اسے کچھ سکون ملتا تھا۔ اس مریض کے لواحقین بڑی توقعات اور امیدیں لئے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے تھے۔ اگرچہ آپ بہت کم فیصل آباد سے باہر جاتے تھے لیکن حسن اتفاق ہے کہ اس روز آپ اپنے ایک عقیدت مند کے اصرار اور دعوت پر چکوال تشریف لے جا چکے تھے۔ آپ کی عدم موجودگی سے مریض کے لواحقین کی پریشانی میں اضافہ ہوا وہ سوچنے لگے کہ ہم جن توقعات اور امیدوں کے ساتھ یہاں آئے تھے وہ دم توڑتی نظر آ رہی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے ان کی ناامیدیوں اور مایوسیوں کو امیدوں میں بدل دیا۔ تھوڑی ہی دیر گزری کہ آپ ہوا کے خوشگوار جھونکے کے ساتھ تشریف لے آئے۔ آپؒ نے مریض کے لواحقین کی پریشانی پر انہیں تسلی دی اور

پھر اپنا دست مبارک مریض کے سر اور سینے پر رکھا۔ ہاتھ کا رکھنا تھا کہ مریض کا درد گویا پورے جسم سے غائب ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اسے گویا کبھی جسم کے کسی حصے میں درد ہوا ہی نہیں تھا۔ چند لمحات آپ نے زیر لب کچھ کلمات پڑھے اور مریض کے لئے پانی پر پھونک مار کر فرمایا کہ تین مرتبہ یہ پانی مریض کو پلاتے رہنا اس کے ساتھ ہی آپ نے انہیں وہیں پر شب بسری کی بھی ہدایت کی۔ گویا وہ آپؒ کے مہمان اور آپؒ ان کے میزبان تھے۔ چکوال سے واپسی پر مریدین اور عقیدت مندوں کی ایک بڑی تعداد نے اس ایمان افروز واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مذکورہ شام حضور محدث کبیر پاکستانؒ چکوال سے جھامرہ جاتے ہوئے اڈہ جیانی پر کچھ دیر کے لئے رُکے اور اپنے رفقا سے کہا کہ آپ یہیں نماز عصر ادا کریں کیونکہ میں ایک نہایت اہم اور ضروری کام سے جا رہا ہوں لیکن میری واپسی تک آپ سب کو یہیں پر رہنا ہوگا۔ چنانچہ آپ کے اس فرمان کی روشنی میں کسی ایک مرید نے بھی وہاں سے جانے کی جسارت نہ کی اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد سب کے سب وہاں ٹھہرے رہے اور آپ کی آمد کے منتظر رہے۔ جس مسجد میں ان کا قیام تھا اس کا نام مسجد موراں والی تھا ان سب رفقاء کے وہاں بیٹھے بیٹھے نمازِ مغرب کا وقت قریب آن پہنچا۔ جب نماز باجماعت کا آغاز ہونے لگا تو آپ کے عقیدت مندوں اور رفقاء نے دیکھا کہ آپ نمازیوں کی پہلی صف میں کھڑے ہیں اس پر انہیں بے حد حیرانگی ہوئی کہ کسی نے بھی آپ کو واپس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ادھر وہ نوجوان مریض آپ کی واپسی تک تین مرتبہ دم شدہ پانی پی چکا تھا اور پانی پینے کے ساتھ ہی گویا اس کا مرض بھی غائب ہو گیا اور وہ مکمل طور پر شفایاب اور صحت مند دکھائی دیتا تھا۔ وہ نہ صرف جسمانی طور پر تندرست تھا بلکہ اس پر آپ کی روحانی طاقت کے سائے بھی لہراتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ اس کی دلی کیفیت میں ایک انقلاب رونما ہو چکا تھا۔ اس کی بیماری سے پہلے کی کیفیت اور شفایاب ہونے کے بعد کی کیفیت میں زمین و آسمان کا فرق دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ شفایافتہ نوجوان اس قدر متاثر ہوا

اور اس کی کیفیت اس حد تک بدل گئی کہ اس نے اپنے لواحقین کے ساتھ واپس جانے سے صاف انکار کر دیا۔ وہ اس عزم صمیم کا مظاہرہ کر رہا تھا کہ وہ اپنی ساری حیاتِ مستعار حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے آستانہ عالیہ پر گزارے گا۔ وہ اپنے عہد پر قائم رہا اور دو سال ہوئے وہ انتقال کر گیا۔ ایسے واقعات کا ظہور ان ہستیوں سے وابستگی ظاہر کرتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص نگاہ کرم ہوتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو دین اسلام کی خدمت اور احکام الٰہی کی پابندی کے لئے زندگی بھر کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ یہ اس ذاتِ باری کی خصوصی نوازش اور کرم کی غمازی کرتی ہے۔

● علامہ مولانا مفتی حبیب اللہ نیازی شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ گیلانیہ افغانستان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ قاضی اور حمد اللہ کا سبق پڑھا رہے تھے، ہماری موجودگی میں ایک شخص جس کا نام فیروز الدین تھا، حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضرت میرا نوکر بھاگ گیا ہے اور میں نے ہر جگہ اسے تلاش کیا مگر وہ کہیں نہ ملا میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپؒ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا نوکر مجھے مل جائے۔ آپؒ نے فیروز الدین نامی شخص کو کہا کہ تم اٹک چلے جاؤ اور وہاں جا کر اپنے نوکر کو تلاش کرو۔ اس شخص نے کہا کہ میں اٹک سے کتنی ہی مرتبہ ناکام و نامراد واپس لوٹا ہوں۔ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس وقت تم اپنی مرضی سے وہاں گئے تھے اب تم خدا کے حکم اور اس کی مرضی سے وہاں جاؤ۔ فیروز الدین حضرتؒ کے حکم پر اٹک گیا۔ ابھی اٹک شہر میں قدم رکھا ہی تھا کہ اس نے دیکھا اس کا نوکر مرتضیٰ سر پر چاول کی بوری اٹھائے کھڑا ہے۔ فیروز الدین نے اپنے نوکر مرتضیٰ کو فوراً پکڑ لیا اور پوچھا اے مرتضیٰ تو اب تک کہاں تھا۔ میں نے تجھے پنجاب کے مختلف اضلاع میں بہت تلاش کیا مگر تو مجھے نہ مل سکا۔ نوکر مرتضیٰ نے کہا کہ صاحب جی میں ایک روز آپ کے گھر سے نکل رہا تھا کہ ایک شخص مجھے ملا اور نشہ آور دوائی مٹھائی میں ملا کر مجھے کھلائی۔ مٹھائی کھاتے ہی میں بے ہوش ہو گیا اور وہ مجھے لنڈی کوتل لے گیا اور ایک پٹھان کے ہاتھ

فروخت کر دیا۔ میں لنڈی کوتل میں اپنے نئے صاحب کے لئے چاول کی بوری لا رہا تھا کہ اچانک آپ کو سامنے دیکھا اور اب حیران ہوں کہ میں لنڈی کوتل سے اٹک کیسے پہنچ گیا۔ فیروز الدین اپنے نوکر مرتضٰی سمیت حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث قطب الاولیاء علامہ مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضور محدث کبیرؒ پاکستان اسباق پڑھا رہے تھے اور ہماری موجودگی میں پورا واقعہ سنایا۔ حضرتؒ نے فیروز الدین کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا اے فیروز اب تیرے لئے یہی بہتر ہے کہ تو اس نوکر کو آزاد کر کے دین کی تعلیم دلا۔ فیروز الدین نے آپؒ کے حکم کو تسلیم کیا اور اسے آزاد کر دیا۔ حضور محدث کبیرؒ پاکستان نے اپنی نگاہ بصیرت سے اسے ایک ایسا عالم بنا دیا جو آج کل جامعہ ازہر مصر میں پروفیسر کے منصب پر فائز ہیں۔

● مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حسن عموماً دو قسم کا ہوتا ہے یعنی جسمانی اور روحانی۔ ہمارے استاذ الکرم حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت دونوں قسم کے حسن سے مزین تھی۔ آپؒ کی آنکھوں میں روحانیت کی ایک خاص چمک تھی جو دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ آپ ایک جامع خصوصیات ہستی تھے۔ آپ جب درس دیتے تھے تو آپ کا انداز اتنا دل نشین ہوتا کہ آپؒ کے کلام پر ہر دل یقین کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ آپ کو بھاری بھرکم بات بھی ہلکے پھلکے انداز میں بیان کرنے پر ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے فیضانِ علم و معرفت سے لاکھوں علماء و ملت سیراب ہوئے۔ علم و روحانیت میں آپ کے علماء اور شاگردوں کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ کی پوری زندگی عشق رسولؐ، محبت الٰہی اور اطاعت واتباع کا عملی نمونہ بنی رہی۔ آپ کی طبیعت سادہ مگر باوقار تھی۔ آپ اپنی باتوں اور محبت سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتے تھے۔ آپ ایک سچے اور کھرے باعمل مومن کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی سے بلا مبالغہ ہزاروں علماء اور مشائخ عظام کے سینے نور ایمان سے منور ہوئے۔ آپ گفتار و کردار کے غازی تھے آپ کی گفتار و کردار، نشست و برخاست، منکسر المزاجی، تواضع اور

عفو وحلم میں قرونِ اولیٰ کے درخشاں چہروں کا عکس جمیل ضوفشاں تھا۔

● حضرت مولانا حاجی محمد علی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور فرماتے ہیں ایک دفعہ میں اپنے استاذ المکرم، استاذ العلماء حضور محدث کبیر پاکستان علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ لیاقت پور ریاست کے ایک گاؤں میں گیا۔ اس گاؤں میں پانی کی بہت قلت تھی اور لوگوں کو دور دراز سے پینے کے لئے پانی لانا پڑتا تھا۔ دو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں جہاں پانی کا چشمہ موجود تھا وہاں علاقہ کی بااثر شخصیات کا قبضہ تھا جو غریب لوگوں کو پانی نہ دیتے تھے۔ وہاں کے لوگ حضور محدث کبیر پاکستان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری صورتحال عرض کر کے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیں اور ان بااثر لوگوں سے پانی لے کر دیں۔ حضور محدث کبیر پاکستان کی طبیعت موج میں تھی اور اپنے علماء شاگردوں کو ساتھ لیا اور اس گاؤں کی طرف چل پڑے۔ وہاں جا کر ان بااثر لوگوں کو بڑے پیار و محبت سے سمجھایا کہ پانی خدا کی دی ہوئی نعمت ہے اس پر خدا کی ساری مخلوق کا مساوی حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کے انعامات ساری مخلوق کے لئے یکساں ہیں۔ اس لئے اس کے عطا کردہ وسائل پر زبردستی قبضہ کر کے دوسروں کو محروم کرنا قطعاً مناسب نہیں۔ ان بااثر شخصیات نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور پانی دینے سے صاف انکار کر دیا۔ حضور محدث کبیر پاکستان نے جلال میں آ کر فرمایا:

''اگر تم پانی دینے سے انکاری ہو تو میں پانی لئے جا رہا ہوں، روک سکتے ہو تو روک لو''۔

مولانا محمد علی فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے استاذ المکرم کو اتنے غصہ میں نہیں دیکھا۔ آپ فوری طور پر اس گاؤں میں واپس آئے۔ گاؤں والوں کو حکم دیا کہ جہاں جہاں نشان لگا رہا ہوں اس جگہ کو کھودو۔ حکم کی تعمیل ہوئی، دیکھتے دیکھتے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

● پروفیسر عبداللہ (شریعت کالج مکہ مکرمہ) فرماتے ہیں کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے مزار واقع اعظم آباد فیصل آباد پر خدا کی رحمت کا نزول آج بھی اسی طرح ہوتا ہے جس طرح زمانہ رفتہ میں ہوا کرتا تھا۔ اکثر اولیاء یکتا فن ہوتے ہیں یعنی کسی کو علم قرآن وحدیث میں عبور حاصل ہوتا ہے اور وہ دیگر علوم میں واجبی سا علم رکھتا ہے اسی طرح کوئی فقہ میں عبور رکھتا ہے تو کوئی روحانیت میں صاحب مقام ہوتا ہے لیکن حضور محدث کبیرؒ پاکستان کی ذات والا صفات بیک وقت ہشت پہلو تھی۔ آپ ہر میدان میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ وسیع القلب، بالغ نظر اور دور اندیش بزرگ تھے، محدث تھے، شیخ تھے، ملک التدا ریس تھے، امام منطق تھے۔

● حضرت مولانا علامہ اللہ بخش رضوی جاپان فرماتے ہیں میرے عزیزوں کو سزائے موت سنانے کے لئے فیصل آباد کی عدالت میں لے جایا جا رہا تھا اتفاق سے میں پاکستان میں تھا، میں نے پولیس والوں سے خواہش کا اظہار کیا کہ ملزموں کو عدالت میں پیش کرنے سے پہلے اپنے پیر و مرشد حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے مزار پر حاضری دلانا چاہتا ہوں۔ پولیس والوں نے میری درخواست قبول کر لی۔ درحقیقت میرے عزیز بے گناہ تھے جب ہم اعظم آباد میں حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے مزار میں داخل ہوئے، اچانک قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب سے بھی ملاقات ہوئی، ہم نے پیر صاحب کو تمام واقعہ سنایا آپ نے حکم فرمایا مولانا صاحب آپ حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے مرید ہیں، آپ دربار شریف میں جا کر دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کی دعا بوسیلہ حضور محدث کبیرؒ پاکستان پوری کرے گا چنانچہ ہم نے حضرت کے دربار اقدس پر حاضر ہو کر دعائیں کیں کہ حضور میرے عزیز بے گناہ ہیں۔ جب ہم عدالت میں پیش ہوئے تو جج صاحب کافی پریشان تھے۔ جج بار بار ہماری طرف دیکھتا اور کبھی کاغذات کی طرف دیکھتا تھا۔ جج اولیاء کو ماننے والا نہیں تھا بلکہ ضعیف الاعتقاد تھا۔ جج صاحب کہنے لگے یہ تمہارے اولیاء بھی بڑے عجیب لوگ ہیں جو قبروں میں بھی عدالتیں لگائے بیٹھے ہیں۔ جج صاحب

نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا میرے روم میں تشریف لائیں۔ میں جج صاحب کے روم میں گیا۔ جج صاحب نے حضور محدث کبیرؒ پاکستان کا پورا نقشہ بتایا، میں حیران ہوگیا اور میں نے کہا کہ جج صاحب یہ میرے پیر و مرشد ہیں۔ میں آپ کے دربار پر حاضری لگا کر اور اپنے عزیزوں کی بے گناہی بتا کر آیا ہوں۔ جج صاحب میری باتیں غور سے سنتے رہے دراصل مادہ پرست لوگوں کے لئے روحانی معاملات پر یقین کر لینا تقریباً ناممکن ہوتا ہے کیونکہ وہ آنکھوں دیکھے پر یقین رکھتے ہیں جبکہ ایمان کا تعلق روح سے ہے اور مومنین پر بن دیکھے ایمان لانا لازم ہے۔ جج صاحب نے کہا کہ مولانا صاحب ان بزرگوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ ملزمان بے گناہ ہیں ان کو معاف کر دیں اور میں فیصلے کی اگلے ماہ کی تاریخ دے رہا ہوں۔ مجھے جج صاحب کے ریڈر سے پتہ چلا کہ جج صاحب نے سارا واقعہ لکھ کر ہائی کورٹ میں بھیجا ہے۔ ہائی کورٹ سے جواب موصول ہوا کہ ہر پہلو سے مقدمے کی ازسرِ نو تحقیقات کی جائے۔ جب مقدمے کی دوبارہ ہر پہلو سے جانچ پڑتال کی گئی تو پتا چلا کہ ان ملزموں کے خلاف مقدمے کا غلط اندراج ہوا ہے اور وہ سب بے گناہ ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک برگزیدہ بندے اور میرے پیر و مرشد کے وسیلے سے بے گناہ انسانوں کو پھانسی پر لٹکنے سے بچالیا اور ان سب کو عدالت نے باعزت طور پر بری کر دیا اور تمام بے گناہ ملزمان نے حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے دربار پر حاضری دی اور حضرت کے سجادہ نشین قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور سلسلہ قادریہ میں شامل ہوئے۔

● حضرت علامہ مفتی محبوب الرحمان شیخ الحدیث سوات فرماتے ہیں کہ ہم حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دورہ حدیث شریف پڑھتے تھے اس دوران آپ کے پاس مایوس سے مایوس مریض بھی آئے اور صحت یاب ہو کر لوٹے۔ آپ اپنے عمل سے آسیب کا ایسا علاج کر دیتے کہ مریض کو ہمیشہ کے لئے اس مرض سے نجات مل جاتی۔ آپ کے پاس ہمہ وقت علماء اور عوام اور حاجت مندوں کا رش لگا رہتا اس

لئے کہ آپ خدمت خلق میں اور حدیث پڑھانے میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور محدث کبیرؒ پاکستان میرے بار بار عرض کرنے سے میرے غریب خانہ سوات کی طرف جا رہے تھے اور میرے کچھ ساتھی جو کہ حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے شاگرد تھے ہم سفر تھے، حضور محدث کبیرؒ پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے حکم فرمایا کہ مولانا محبوب الرحمٰن پیدل چلئے، راستے میں ہمارا ایک عزیز ملا جو کہ گاڑی پر سوار تھا، وہ شہر سوات کی طرف جا رہا تھا اس نے مجھے دیکھا اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ بھائی محبوب آپ گاڑی میں سوار ہو جائیے میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا ہوں۔ حضور محدث کبیرؒ پاکستان نے مجھ سے رومال لے کر میرے اس رشتہ دار کو دے دیا یعنی کہ رومال اس کے اوپر پھینک دیا اور حکم فرمایا ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔ جب رومال اس کے اوپر گرا تو وہ حیران ہو گیا کہ میں سوات سے اتنی جلدی مکہ مکرمہ کیسے پہنچ گیا ہوں۔ چند سیکنڈ کے بعد وہ ہمارے پیچھے بھاگا بھاگا آیا اور حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میں آپ کی رفاقت میں رہنا چاہتا ہوں۔ یہ سن کر حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ نے رومال اس سے واپس لے کر مجھے دے دیا اور آپ نے خوش ہو کر ہم سب کو اس کی گاڑی میں بٹھا دیا۔ میرے غریب خانہ پہنچ کر مجھے اور میرے عزیزوں کو مرید کیا۔

● حضرت علامہ پیر سید محی الدین شاہ گیلانی قادری رضوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ گیلانیہ قادریہ رضویہ فرماتے ہیں کہ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جنات پڑھا کرتے تھے۔ ہم اکثر رات کے وقت دیکھا کرتے تھے کہ حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے کمرے سے آوازیں آتی تھیں۔ اور ہم کمرے کے باہر سوال جواب سنا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ہم نے فیصلہ کیا کہ آج رات دیکھیں گے کہ حضرت کس کو پڑھاتے ہیں؟ ہم نے کمرے کا دروازہ کھولا تو کیا دیکھا کہ روشنی غائب ہو گئی اور حضور محدث کبیرؒ پاکستان بخاری شریف کی کتاب بند کر رہے تھے۔ ہم نے حضرت سے عرض کی کہ حضور آپ کس کو پڑھا رہے تھے اور یہ روشنی کہاں غائب ہو گئی۔ آپ نے فرمایا: محی الدین

وعدہ کریں کہ آپ نے میری زندگی میں یہ راز کسی کو نہیں بتانا۔ میں نے وعدہ کیا تو پھر حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ نے فرمایا: محی الدین یہ جنات تھے رات کے وقت تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ محرم الحرام میں ہم حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے ساتھ پاکپتن میں جنت کے دروازے میں سے گزر کر باہر آئے، کچھ لوگ جامعہ نقشبندیہ پاکپتن میں حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ سے بحث کر رہے تھے کہ انسان جو ساری زندگی گناہ کرتا ہے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے قول کے مطابق اگر وہ ایک مرتبہ بہشتی دروازے سے گزر جائے گا تو اس پر جنت کے دروازے کھل جائیں گے۔ حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ کے ساتھ گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے بحث سنی تو انہوں نے ان لوگوں کو کہا کہ تم ایک پاؤ چنے کی دال لے کر آؤ۔ جب وہ چنے لے کر آئے تو آپ نے حکم فرمایا کہ محی الدین ان کو لے کر بمعہ چنے کی دال اس بہشتی دروازے میں سے گزارو اور اس کے بعد اس دال کو پکاؤ۔ اگر ان پر آگ نے اثر کیا تو تم بابا فریدؒ کے اس قول کو جھوٹ سمجھ لینا اور اگر دال نہ پکے تو پھر تمہیں از خود ہی حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے۔ چنانچہ چنے کی دال لائی گئی، اعتراض کرنے والے خود چنے کی دال لے کر بہشتی دروازے سے گزرے اور بعد میں چنے کی دال کو ہانڈی میں ڈال کر تیز آگ پر رکھا گیا مگر ہانڈی برف کی طرح ٹھنڈی رہی۔ بار بار کوشش کے باوجود ہانڈی پر آگ نے کوئی اثر نہ کیا۔ حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ نے فرمایا: بندۂ خدا جو دال ایک دفعہ بہشتی دروازے میں سے گزر جائے اس پر تیز سے تیز آگ بھی اثر نہیں کرتی۔ مخالفین خود بہ خود شرمندہ ہو گئے اور وہیں حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے مرید ہو گئے۔

● حضرت علامہ مولانا پیر محمد یوسف نگینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم دورہ حدیث پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی جس کا نام لطیف سندھو تھا، اپنے بیٹے کو حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس وقت لایا جب بچے پر موت کا عالم تھا۔ بچہ دورہ حدیث کے ہال میں داخل ہوا ہی تھا کہ اس کی وفات ہو گئی۔ اس شخص نے حضور

محدثِ کبیر پاکستانقبلہ شیخ الحدیثؒ سے عرض کیا کہ حضور میں اپنے بیٹے کی شفایابی کے لئے آیا تھا مگر شفا کے بجائے اجل کے حوالے ہوگیا۔ یہ سن کر حضور محدثِ کبیرؒ پاکستان کو بہت ملال ہوا۔ انہوں نے اس آدمی سے بچہ لے کر اپنے سینے لگا لیا اور اس شخص سے کہا یہ تو زندہ ہے۔ جب اس آدمی نے دیکھا تو بچہ سچ مچ زندہ تھا اور ایسا صحت مند ہوگیا تھا جیسے کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔ اس آدمی نے حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کو دعائیں دینا شروع کردیں۔ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ بولے نادان شخص کوئی بندہ مردے کو زندہ نہیں کرسکتا یہ خدا کے کام ہیں وہی کرسکتا ہے بس اس کی جب مرضی ہو تو اپنے بندوں سے اپنے علم اور کلام کی لاج رکھنے کے لئے کوئی کام کرادیتا ہے ورنہ عاجز بندوں کی کیا مجال کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ کرسکیں۔

● حضرت صاحبزادہ پیر سید عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین علی پور شریف فرماتے ہیں کہ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپ فجر کی نماز کے بعد دورہ حدیث پڑھانے میں اس قدر مگن ہوجاتے کہ فجر کے وضو ہی سے عشاء کی نماز ادا کرلیتے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے ایمان کی بنیاد دل کی تصدیق، زبان کا اقرار، تن کا عمل اور سنت کی متابعت ہے ایسا کرنے سے ایمان محکم اور مضبوط رہتا ہے۔ تقویٰ کے بارے میں آپؒ کا یہ فرمان تھا:

"دنیا ایک دریا کی مانند ہے، اس دریا کا کنارہ آخرت ہے اور تقویٰ کشتی ہے جس کے بغیر اس دریا کو عبور کرنا مشکل ہے۔ ایک مسلمان کے لئے قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنا دنیا سے بے رغبت ہونا ایک اہم جزو مسلمانی ہے۔ جو شخص جوانی میں فرمانِ خداوندی کو ضائع کرتا ہے خدا اسے بڑھاپے میں ذلیل وخوار کرتا ہے"۔

پیر سید عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف آگے لکھتے ہیں کہ استاذی مکرم حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے ساتھ میں بہاول پور

ریاست میں گیا، بعد از نماز عشاء ایک جلسہ آپؒ کی صدارت میں تھا۔ جلسہ کے اہتمام کے بعد حضرت کا ایک مرید جس کا نام محمد ابوبکر تھا اس کو آشوبِ چشم ہو گیا۔ وہ بہت ہی تکلیف میں تھا حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ نے کہا کہ تم علاج کیوں نہیں کرواتے۔ ابوبکر نے عرض کی کہ پیرو مرشد جی آپ ہی فرمائیے کہ میں کس طبیب سے علاج کراؤں؟ آپ نے اسے ضلع فیصل آباد واقع جڑانوالہ میں ایک طبیب کے متعلق بتایا کہ تم اس سے علاج کراؤ اِنشاء اللہ تمہیں شفاء ہو جائے گی۔ ابوبکر فوراً اس طبیب کی طرف روانہ ہوا۔ اس طبیب نے اسے تشفی دی کہ میرے علاج کرنے پر تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔ ابوبکر دوا لایا اور آپ فیصل آباد میں ہمیں دورہ حدیث شریف پڑھا رہے تھے۔ اسباق ختم ہوئے تو ابوبکر نے عرض کی کہ حضور میں دوا لے آیا ہوں اور یقیناً اس دوا سے بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا۔ میں اس وقت حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ کے پاس موجود تھا، حضرت استاذ المکرّم نے ابوبکر سے پوچھا کیا یہ دوا تم کو خدا نے دی ہے۔ ابوبکر بولا نہیں طبیب نے دی ہے، خدا کس طرح دوا دے سکتا ہے۔ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ فرمانے لگے دوا کی تعریف تو تم اس طرح کر رہے ہو جیسے یہ خدا نے تمہیں دی ہے۔ ابوبکر کو آپ کی یہ بات ناگوار گزری کہنے لگا:

”آپ نے خود ہی مجھے اس طبیب کے پاس بھیجا تھا اور خود اس کی دوا کی مخالفت کر رہے ہیں“۔

حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اپنے مرید ابوبکر سے فرمایا:

”تم اس دوا کو استعمال کرو تمہیں خود پتہ چل جائے گا اور میری بات سمجھ میں آجائے گی“۔

ابوبکر نے دوا آنکھوں میں ڈالی تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی آنکھوں میں مرچیں بھر دی ہوں اور کچھ ہی دیر میں اس کی بینائی زائل ہو گئی اور وہ دوبارہ فیصل آباد میں حضرت کے پاس آیا۔ اس وقت حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ دورہ حدیث

شریف پڑھا رہے تھے۔ جب اسباق ختم ہوئے تو میں فوراً آپ کے پاس پہنچ گیا تو آپ اس وقت ابوبکر سے پوچھ رہے تھے سناؤ دوا نے کچھ اثر دکھایا۔ ابوبکر بولا حضرت پیر ومرشد میں ٹٹول کر چلنے لگا ہوں اور میں تو نابینا ہو گیا ہوں اور آپ سے رحم کا طالب ہوں۔ پھر ابوبکر آپ کے پاؤں پکڑ کر بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا کہ

"دوا میں اچھی بری تاثیر خدا نے ڈالی، جب خدا کو شفا دینی منظور ہو تو وہ دوا میں اچھی تاثیر ڈال دیتا ہے اور اگر بیماری نہ دور کرنا مقصود ہو تو خدا دوا سے اچھی تاثیر معدوم کر دیتا ہے"۔

ابوبکر نے بہت گریہ وزاری کی، اس پر حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ نے خدا سے اس کی بینائی کی واپسی کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لعابِ دہن میں شفایابی کی تاثیر پیدا کردی۔ آپ نے لعابِ دہن اس کی آنکھوں پر لگایا اور یوں اس کی بینائی لوٹ آئی۔

● شیخ الحدیث علامہ تحسین قادری رضوی جامع العلوم قادریہ لکھتے ہیں کہ میں ایک روز حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک کے قریب سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اتنی رات گئے آپ مطالعے میں مصروف ہیں۔ حجرے میں لائٹ جس کی روشنی میں آپ کتاب کھولے پڑھ رہے ہیں اگلی صبح میں آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں نے رات اٹھ کر دیکھا کہ آپ اتنی رات تک کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے اور رات بھر لائٹ جل رہی تھی۔ یہ سن کر حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی، فرمایا:

"مولانا تحسین قادری میں اور میرا بیٹا (پیر محمد فضل حق صاحب) تو ساری رات سکون سے سوتے رہے"۔

میں یہ سن کر تذبذب میں پڑ گیا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو محو مطالعہ دیکھا تھا اور آپ کے صاحبزادے (قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب) آرام سے سو رہے تھے۔ حضور محدث کبیرؒ پاکستان یعنی میرے پیر ومرشد نے مجھے تذبذب میں دیکھا تو فرمایا

کہ مولانا یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ آقا کے غلام جو بظاہر سو رہے ہوتے ہیں حقیقت میں بیدار و ہوشیار ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی نیند بھی عبادت میں شمار ہوتی ہے۔ کچھ توقف کے بعد پھر فرمایا اگرچہ یہ حکم انبیائے کرام کے لئے ہے مگر انبیاء کی اتباع کی وجہ سے غلامانِ رسول ﷺ بھی اس سے فیض یاب ہو جاتے ہیں لیکن غلامانِ رسول ﷺ نیند سے اٹھ کر وضو کی تجدید ضرور کرتے ہیں کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص حکم میں خود کو پورے کا پورا شریک نہیں کرتے۔

● حضرت علامہ محمد افضل نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ برمنگھم لندن فرماتے ہیں کہ استاذ العلماء حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ اپنے شاگرد علماء کو دورہ حدیث شریف پڑھا رہے تھے آپ کو اپنے شاگردوں میں ایک ایسا شخص نظر آیا جو اپنی وضع قطع اور باتوں سے دوسروں سے بہت مختلف دکھائی دیتا تھا۔ حضرت استاذ المکرم حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اس مولانا کو دور سے دیکھا اور مجھ سے پوچھا نقشبندی صاحب یہ مولانا کون ہیں اور یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا ہے کہ یہ بہت بڑے عالم ہیں۔ حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ نے مجھے حکم دیا کہ ان مولانا کو میرے پاس لے کر آئیں اور میں نے حضرت کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس مولانا صاحب کو حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے پوچھا مولانا میں جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کون ہیں اور یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں۔ ان مولانا نے جواب دیا میرا نام صبغت اللہ ہیں، میرے بے شمار شاگرد ہیں جنہیں میں درس نظامی، جامی، کافیہ، شرح تہذیب، جلالین شریف کے اسباق پڑھاتا ہوں۔ پھر وہ کہنے لگے میں صرف آپ کی شہرت سن کر آیا ہوں کہ آپ امام منطق ہیں چونکہ میری طبیعت شروع سے منطق کی طرف مائل ہے اس لئے آپ کی نگاہ کرم کی طلب مجھے آپ کے پاس لے آئی ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دیں۔ حضور محدث کبیر پاکستا قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا

بخوشی آپ میرے پاس رہیں چنانچہ مولانا صبغت اللہ ہمارے ساتھ رہنے لگے۔ مولانا صبغت اللہ کی زندگی کا بیشتر حصہ درس و تدریس کے شعبے ہی میں گزرا تھا۔ بحیثیت استاد انہیں ایک ممتاز طرز کی حیثیت حاصل تھی۔ مولانا صبغت اللہ نے اپنے شاگردوں کو پڑھایا تھا اور ان پر اپنا حکم چلایا تھا ان سے اپنی ہر بات منوائی تھی۔ شاگرد مولانا صبغت اللہ کے اشارے پر ان کا حکم بجالاتے تھے مگر جب وہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی بارگاہ میں آئے تو انہیں یکسر مختلف تجربہ ہوا اور ان کی حیثیت بالکل بدل کر رہ گئی۔ حضرت استاذ العلماء رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر تو انہیں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا ہر حکم ماننا پڑ رہا تھا اور ہر بات کے سامنے حضرت استاذ العلماء کے آگے سر جھکانا پڑتا تھا۔ مولانا صبغت اللہ مرکزی حکم چلانے کی حیثیت رکھنے کے بجائے شاگرد کے ساتھ ساتھ مرید بھی بن گئے تھے چنانچہ اس صورتحال نے مولانا صبغت اللہ کی انا کو بری طرح مجروح کیا اور انہیں مسلسل اذیت میں مبتلا کر دیا۔ مولانا صبغت اللہ کے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے ہاں آنے کا بنیادی مقصد تو یہ تھا کہ انہیں منطق کی کتابوں میں جگہ مل جائے گی۔

آخر ایک روز انہوں نے تہیہ کر لیا کہ وہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ سے اپنا مدعا ضرور بیان کریں گے۔ صبح نماز فجر کے بعد وہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ اس وقت حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ دورہ حدیث کے لئے تیار تھے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے مولانا صبغت اللہ سے پوچھا مولانا کیا آپ مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہو۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے محبت بھرے لہجے کے باعث مولانا صبغت اللہ کا حوصلہ ایک بار پھر جواب دے گیا۔ کہنے لگے کوئی خاص بات نہیں یوں ہی آپ کی زیارت کے لئے چلا آیا تھا۔ حضور محدث کبیر پاکستانؒ کی نظروں سے بھلا حقیقت کہاں چھپی رہ سکتی تھی۔ فوراً جان گئے کہ مولانا صبغت اللہ سچ کہنے سے کترا رہے

ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا:

''مولانا صاحب آپ دل میں جو مقصد لے کر آئے ہیں وہ بیان بھی کر دیں کیونکہ آپ کی آمد کا مقصد آپ کے چہرے سے عیاں ہے میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہ رہے ہیں مگر جھجک کے باعث کہہ نہیں پا رہے ہیں''۔

اب تو مولانا صبغت اللہ اور بھی گھبرائے اور کہنے لگے کوئی خاص بات نہیں میں تو ویسے ہی آپ کے دیدار اور حدیث پاک کا درس سننے کی خاطر چلا آیا تھا۔ اتنا کہنے کے بعد مولانا صبغت اللہ وہاں سے چلے گئے ان کے جانے کے بعد حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے ہمیں بتایا کہ مولانا مجھ سے کچھ باتیں کرنے آئے تھے لیکن کسی وجہ سے نہیں کر سکے۔ پھر دوسرے دن حضور محدثِ کبیر پاکستانؒ نے مجھے بلوایا اور فرمایا نقشبندی صاحب مولانا صبغت اللہ سے کہو وہ ذرا آ کر مجھے مل لیں میں ان سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں، میں نے عرض کیا کہ حضور مولانا صبغت اللہ اپنی جگہ پر موجود نہیں ہیں جیسے ہی وہ تشریف لاتے ہیں انہیں آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ میں نے مولانا کو بہت تلاش کیا میرے ایک ساتھی نے بتایا کہ مولانا صبغت اللہ یہاں سے چلے گئے ہیں۔ میں نے جا کر حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت مولانا جا چکے ہیں۔

حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ پان کھا رہے تھے اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: نقشبندی صاحب وہ مجھے بتائے بغیر کس طرح چلے گئے انہیں میرے پاس آنا ہی پڑے گا۔ کہنے کو تو مولانا چلے گئے تھے مگر راستے میں انہیں بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا وہ جس بس میں سفر کر رہے تھے پیر محل کے راستے میں ڈاکوؤں نے اسے لوٹ لیا، جو کچھ مولانا صبغت اللہ کے پاس تھا وہ بھی سب چھن گیا اور مولانا سمیت تمام مسافر اپنے مال و متاع سے محروم ہو گئے۔ مولانا کو آگے مزید سفر کرنے کی ہمت نہ تھی، مولانا کے پاس زادِ راہ بھی نہ تھا کہ وہ سفر جاری رکھ سکتے اس لئے مجبوراً انہیں حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ

شیخ الحدیثؒ کے پاس واپس آنا پڑا۔ یوں اللہ تعالیٰ کے ولی اور ہمارے استاد نے مولانا صبغت اللہ کی واپسی سے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ پورا ہوا۔ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ چاہتے تو واپسی پر مولانا صبغت اللہ کو شرمندہ کر سکتے تھے اور بتائے بغیر چلے جانے پر ان سے شکوہ کر سکتے تھے مگر ایسا کرنا میرے شیخ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی شان کے خلاف تھا چنانچہ انہوں نے کچھ نہیں کہا اور کسی طور پر انہیں شرمندگی کا احساس نہ ہونے دیا۔ آپ نے اپنے بیٹے حضرت قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کو ہماری موجودگی میں صرف اتنا کہا مولانا صبغت اللہ بھوکے ہیں، محمد فضل حق مولانا کو لے جا کر کھانا کھلاؤ اور آرام کرنے دو۔ حضرت قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب نے حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور مولانا کو کھانا کھلا کر آرام کرنے کا موقع دیا مگر مولانا صبغت اللہ کی نیند اڑ چکی تھی۔ وہ دل ہی دل میں بہت شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔ انہیں یہ احساس رہ رہ کر ستا رہا تھا کہ وہ شیخ العلماء حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ سے اجازت لینا تو کجا انہیں بتائے بغیر چلے گئے تھے۔ مولانا صبغت اللہ کو اندیشہ تھا کہ واپسی پر حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نہ صرف انہیں ڈانٹیں گے بلکہ خوب شرمندہ بھی کریں گے مگر ہمارے شفیق شیخ حضور محدثِ کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے مہربان رویے اور محبت بھرے انداز نے مولانا صبغت اللہ کو مزید شرمسار کر دیا تھا۔

● مولانا قاضی عبدالغنی قادری شیخ الحدیث فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ دورہ حدیث شریف کے اسباق پڑھا رہے تھے۔ فارغ ہوئے تو ایک نوجوان حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں ایک مل مالک کی بیٹی کے عشق میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن اس لڑکی کا والد بڑا تند خو ہے۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں آپ سے دعا کرانے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: آپ کو اس لڑکی سے زیادہ اس کی دولت اور جاہ وثروت عزیز ہے۔ اس نے انکار کیا اور دعا کے لئے اصرار کرتا رہا۔ آپ نے مراقبہ کیا اور فرمایا: میں نے تیرا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے۔ لڑکی کا

باپ تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا واپس اپنے گھر چلا گیا۔ کچھ دن گزرے تو اس کے خستہ حال مکان میں مل مالک آگیا اور کہنے لگا کہ اگر میں اپنی لڑکی کا رشتہ تیرے ساتھ کردوں تو تو اسے کہاں رکھے گا؟ وہ خاموش رہا۔ اس پر امیر آدمی نے کہا کہ دو تجاویز ہیں ایک یہ کہ میری بیٹی سے شادی کر کے تم یہ گھر چھوڑ دو گے اور میرے ساتھ رہو گے۔ لڑکے نے کہا: اس کے لئے مجھے بڑی حویلی درکار ہوگی تاکہ میرے 21 بہن بھائی اور ماں باپ بھی رہ سکیں۔ امیر آدمی نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ امیر آدمی نے دوسری تجویز دی کہ میری دوسری بیوی سے ایک بیٹی ہے جو حسن و جمال میں پہلی بیٹی سے کم خوبصورت ہے اس سے شادی کرو گے تو بڑی حویلی دے دوں گا، مجھے کل تک اپنا فیصلہ سنانا۔

دوسرے دن نوجوان مل مالک کے گھر آیا اور دوسری تجویز قبول کی۔ امیر آدمی نے اپنے نوکروں سے کہا کہ یہ جھوٹا عاشق ہے، اسے مار مار کر اس کا بھرکس نکال دو۔ جب یہ بے ہوش ہو جائے تو اسے اٹھا کر گندے نالے میں پھینک دو۔ بس پھر کیا ہوا پٹائی شروع ہوئی۔ اس جھوٹے اور لالچی عاشق کا سارا عشق نکال کر رکھ دیا۔ جب نوجوان بے ہوش ہو گیا تو ملازموں کو ترس آگیا۔ انہوں نے نہر میں پھینکنے کی بجائے اسے حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے در پر ڈال دیا۔ جب آپ دورہ حدیث شریف کی کلاس سے فارغ ہو کر جا رہے تھے تو آپ کے بڑے صاحبزادے قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب نے کہا کہ ابا جان وہ نوجوان جو آپ سے دعا کرانے آیا تھا، زخمی حالت میں مینار کے پاس بیٹھا ہوا ہے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس کی مرہم پٹی کر کے میرے پاس لائیں۔ آپ نے اسے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تجھے محبت و عشق سے زیادہ دولت عزیز ہے۔ اس نے روتے روتے معافی مانگی اور عرض کی کہ مجھے اپنے خادموں میں شامل کر لیا جائے۔ آئندہ میں دنیا داری کی طرف اپنا خیال بھی نہیں لے جاؤں گا۔ آپ نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اسے اپنے مریدوں میں شامل کر لیا۔ اس طرح ایک بھٹکا ہوا نوجوان، منزل کی طرف گامزن ہو گیا۔

● حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اجمل رضوی شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ جمالیہ رضویہ خود فرماتے ہیں: 2001ء کا واقعہ ہے ان دنوں میں لاہور قصور روڈ پر واقع ایک دارالعلوم میں صدر مدرس کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ آج سے تہجد کی نماز حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کی مسجد میں جا کر پڑھا کروں گا اور پھر میں نے یہی اپنا معمول بنا لیا۔ ہر نماز کے بعد بس یہی دعا مانگتا، اے اللہ! مجھے اپنے کسی ولی کی صحبت نصیب فرما اور وہ ولی عالم باعمل ہو۔ میں ان کی صحبت میں بیٹھ کر کچھ سیکھ سکوں اور ایسی زندگی گزارنے کا ڈھنگ آ جائے جس میں تیری اور تیرے محبوب کی رضا شامل ہو۔ بس یہی ایک دعا تھی جو میں مانگا کرتا تھا۔ اس طرح کافی عرصہ گزر گیا۔ ایک دن حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی اور انہوں نے ارشاد فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ حضرت آپ دلوں کا راز جانتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا کہ کس سلسلے میں جانا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ حضرت یہ بھی آپ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اچھا غلام رسول قادری رضویؒ کے پاس بھیج دیتے ہیں۔ دعا کا سلسلہ جاری رہا ایک دن پھر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی پھر آپ نے ارشاد فرمایا: تم مولانا غلام رسول قادریؒ کے پاس چلے جاؤ۔ حسب ارشاد میں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہوا لیکن دل میں کشادگی کا احساس نہ ہوا، کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کروں، سارا دن عجیب وغریب خیالات دل و دماغ میں گردش کرتے رہے۔ رات کو سویا تو حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ خواب میں تشریف لائے اور مجھے ہاتھوں سے خوب مارا لیکن زبان مبارک سے کچھ ارشاد نہ فرمایا۔ فوراً آنکھ کھل گئی، دیکھا تو جسم پر مار اور چہرہ پر ہاتھ کی پانچوں انگلیوں کے نشان موجود تھے۔ چہرہ سرخ اور سوجا ہوا تھا۔ صبح میرے شاگرد علماء نے اور کچھ احباب نے بھی دیکھا اور مجھے پوچھا کہ مولانا صاحب یہ کیا ہوا، کہیں لڑائی ہوئی میں نے خواب کا تمام واقعہ بتا دیا۔ مار کی صرف ایک ہی وجہ سمجھ میں آئی کہ ولی اللہ کے مزار پر حاضری کے وقت دل وسوسے کا شکار تھا جو

کہ نہیں ہونا چاہئے۔ بہر حال وقت تہجد داتا دربار گیا۔ سارا واقعہ عرض کیا اور پھر مجھے یوں لگا جیسے داتا صاحب فرما رہے ہوں پھر وہاں فیصل آباد جاؤ۔ فیصل آباد پہنچا تو وہاں صاحب قبر کی زیارت ہوئی لیکن اس دفعہ آپ خاموش رہے۔ دوسرے دن پھر داتا صاحبؒ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا تو خواب میں یوں ارشاد فرمایا: مولانا صاحب میرے پاس آنے کی بجائے فیصل آباد جایا کرو۔ اب میں نے یہ معمول بنالیا ہر جمعرات کو داتا صاحبؒ کے مزار پر حاضری دیتا اور پھر وہاں سے سیدھا حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے مزار پر فیصل آباد چلا جاتا۔ اس طرح اکتالیس دن گزر گئے۔ ایک دن حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے پیر محمد فضل حق کے پاس چلے جاؤ۔ قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے سجادہ نشین ہیں اور اب میں سیدھا ان کی خدمت میں پہنچا۔ سارا ماجرا عرض کیا کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے بھیجا ہے۔ حضرت قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب نے سنا تو فرمایا: مولانا ٹھیک ہے آیا جایا کریں۔ اس کے بعد میں اکثر و بیشتر وہاں حاضری دینے لگا اب جو کچھ ملا حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی نظر کرم سے ملا اور اب یہ کیفیت ہے کہ جب حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے دربار پر حاضری دینا ہوتی ہے تو حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ اپنے بیٹے پیر محمد فضل حق صاحب کو بتا دیتے ہیں کہ مولانا اجمل رضوی لاہور سے آ رہے ہیں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے حکم پر قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوا اور اس طرح میں سلسلہ قادریہ رضویہ میں شامل ہوا۔

- صاحبزادہ عطاء الرحمٰن رضوی، بحرین لکھتے ہیں کہ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آپ کی خدمت میں حلوہ پیش کرنے آیا کرتی تھی۔ ایک روز جب وہ عورت حلوہ لے کر آئی تو آپ نے کہا خاتون تو میری اس قدر خدمت کرتی ہے کبھی تو مجھے بھی کوئی کام بتا۔ عورت کی جو خواہش تھی اس نے بیان کر دی۔ اس نے عرض کیا میرا

خاوند اور بیٹا دونوں کافی عرصہ قبل روزی کی تلاش میں ملک سے باہر گئے تھے ان کی خیریت کی کوئی اطلاع نہیں، میں چاہتی ہوں کہ وہ واپس میرے پاس آجائیں تاکہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو۔ یہ بات سن کر حضور محدث کبیر پاکستان تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں پڑ گئے، پھر فرمایا خاتون تو اسی وقت گھر چلی جا ان شاء اللہ وہاں تیرا شوہر اور بیٹا دونوں موجود ہوں گے۔ جب عورت اپنے گھر پہنچی تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہاں اس کا شوہر اور بیٹا دونوں موجود تھے۔ عورت خوشی سے پھولے نہ سمائی اور اس وقت خوشی خوشی اللہ کے ولی اور وقت کے محدث کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے پیاروں کی آمد کے بارے میں آپ کو بتا کر آپ کا شکریہ ادا کیا۔ اس پر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث نے فرمایا: شکر تو اس ذاتِ کبریا کا ادا کر جو تیرے شوہر اور بیٹے کو گھر لایا۔ مجھے تو اس نے خبر دے کر میرے اوپر کرم کیا اور مجھے عزت عطا فرمائی۔

- آپ کا ایک مرید جو کہ کراچی کا تاجر تھا اور کپڑوں کی تجارت کیا کرتا تھا اس نے چین جانے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے آپ کے دربار فیصل آباد میں حاضر ہو کر اجازت طلب کی۔ آپ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا تم چین چلے جاؤ مگر چین جا کر کچھ پریشانی اٹھانی پڑے گی۔ تاجر نے پوچھا کیا امیگریشن کی رکاوٹ کا اندیشہ ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث نے کہا کہ کپڑے کا سودا ہو جائے گا۔ کراچی کا تاجر اس بات سے قدرے مطمئن ہو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ صبح کی نماز حضرت کے مزار پر ادا کی اور کراچی کے لئے روانہ ہو گیا۔ کپڑوں کا سیمپل لے کر چین روانہ ہو گیا وہاں بڑے بڑے کپڑے کے تاجروں سے ملاقاتیں کیں اور کپڑوں کے سیمپل دکھائے۔ لیکن چین کے کسی تاجر نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ اب تو کراچی کا تاجر بہت مایوس ہوا۔ سات آٹھ دن اسی عالم میں گزر گئے اس کی آنکھوں تلے اندھیرا سا چھانے لگا، وہ سوچنے لگا کہ خرچہ بھی ہو رہا ہے اور چین کا کوئی تاجر بھی میری طرف توجہ نہیں دے رہا نہ جانے چین میں میرا کیا حشر ہو گا۔ اس رات جب وہ بستر پر گیا تو اسے کسی طور بھی نیند نہیں آ

رہی تھی۔ اس دوران کراچی کے تاجر کو اپنے پیر ومرشد کا خیال آیا۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی اور وہ تصور میں حضور محدث کبیرؒ پاکستان سے باتیں کرنے لگا۔ تاجر کہہ رہا تھا، حضور قبلہ پیر ومرشد جی! سپین میں کوئی تاجر میرا مال خریدنے پر توجہ نہیں دے رہا ہے اگر آپ نے خواب میں یہ بتا دیا ہوتا کہ معاملہ مشکل قرار پائے گا تو میں یہاں پر ہرگز نہ آتا، پھر وہ رو رو کر فریاد کرنے لگا۔ حضرت قبلہ پیر جی میں کچھ نہیں جانتا آپ میری مشکل آسان کریں، اگر پانچ چھ روز تک میرا کام نہ ہوا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔ اس طرح شکوے شکایت کرتے کرتے تاجر کی آنکھ لگ گئی۔ رات کو حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ خواب میں ملے اور اسے تسلی وتشفی دی۔ تاجر نے کہا حضور پیر جی اگر آپ مجھے یہ بتا دیتے کہ اس بار کاروبار نہیں ہوگا تو میں سپین ہرگز نہ آتا اب بتایئے میں کیا کروں۔ آپؒ نے تاجر سے فرمایا مایوسی گناہ ہے تو اللہ پر بھروسہ کر ان شاء اللہ کل تیرے پاس سپین کا تاجر ضرور آئے گا۔ اس پر کراچی کے تاجر نے کہا حضور پیر جی میں سپین کے بڑے بڑے تمام تاجروں کے پاس گیا مگر کسی سے سودا طے نہیں پایا، حضور محدث کبیرؒ پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا اب بے فکر ہو جاؤ میرا بیٹا محمد فضل حق (قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب) میلاد النبی کانفرنس میں شرکت کے لئے سپین آ رہے ہیں وہ کل تک سپین پہنچ جائیں گے۔ محفل میلاد میں شرکت بھی کرنا اور میرے بیٹے محمد فضل حق کو میرا اسلام بھی کہنا اور بیٹے کو اپنی آمد کا مقصد بتانا۔ جب میری آنکھ کھلی تو فجر کی نماز کا وقت تھا۔ نماز ادا کی اور پیر ومرشد کا شجرہ پڑھا اور سوچ رہا تھا کہ پیر محمد فضل حق صاحب کو کس طرح تلاش کروں۔ ہوٹل سے نیچے اترا تو میری نظر سامنے دیوار پر پڑی تو میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اشتہار لگا ہوا تھا۔ اس میں میرے مرشد کے فرزند قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کا نام تھا۔ میں نے ان نمبروں پر رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ ہم ایئر پورٹ جا رہے ہیں قائد مشائخ قبلہ پیر محمد فضل حق صاحب کو لینے، میں نے عرض کیا کہ میں بھی آ رہا ہوں۔ جب میں ایئر پورٹ پر پہنچا تو بہت رش تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ کس طرح حضرت قبلہ قائد مشائخ پیر

محمد فضل حق صاحب کو سلام کروں اور ان کو حضور محدث کبیرؒ پاکستان کا سلام پیش کر سکوں۔
جب حضرت قبلہ پیر صاحب ایئر پورٹ سے باہر آئے تو لوگوں کا جم غفیر تھا۔ آپ کے اردگرد بہت رش تھا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ حضرت کے ہاتھ کو بوسہ دوں۔ میں سوچ میں مبتلا تھا کہ میرے کان میں آواز پڑی کہ تاجر احمد نواز کراچی والا کو قائد مشائخ یاد فرما رہے ہیں۔ میں نے اپنا نام سنا، بھاگتا بھاگتا رش کو چیرتا ہوا قبلہ پیر محمد فضل حق صاحب کے پاس پہنچا۔ پیر صاحب نے میری طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے کہا کہ تم نے ابا جان کی بات نہیں مانی تھی اور اب تم ابا حضور سے گلے شکوے کرتے ہو۔ میں آپ کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں نے اپنے پیر و مرشد سے گلہ شکوہ کیا اور یہ صبح کی بات ہے اور یہ اس وقت جہاز میں سفر کر رہے ہوں گے ان کو کس طرح پتہ چل گیا کہ میں پریشان ہوں۔ حضرت قبلہ پیر محمد فضل حق صاحب گاڑی میں بیٹھنے لگے تھے تو مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کی باتیں نہ سوچا کرو، محفل میلاد میں شرکت کرو تمہارا کام ہو جائے گا۔
اس وقت میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ رات کو جب میں محفل میلاد میں شرکت کرنے گیا تو وہاں مجھے ایک تاجر ملا جس کو میں پہلے بھی دو دفعہ مل چکا تھا مگر اس نے کپڑا خریدنے سے انکار کر دیا تھا۔ میں نے تاجر سے پوچھا پہلے تو آپ نے انکار کر دیا تھا اب آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کتنا مال ہے۔ میں نے کہا کہ ۱۰ ملین کا۔ پھر اس تاجر نے مجھے کہا کہ بتاؤ اس وقت کتنی رقم کی ضرورت ہے، میں نے کہا کہ محفل میلاد میں حاضری کے بعد ہی بات ہوگی۔ میلاد ختم ہوا، قائد مشائخ حضرت قبلہ پیر محمد فضل حق صاحب نے چین کے تاجر سے کہا کہ آپ ہمارے بھائی کا مال خرید لیں۔ اس نے کہا کہ حضور میں ان سے کہہ چکا ہوں کہ میں آپ کے مال کا خریدار ہوں۔ قائد مشائخ قبلہ پیر محمد فضل حق صاحب نے کہا کہ احمد نواز بھائی آپ ہمارے ابا جان کو بتا دیں کہ میرا مال بک چکا ہے۔ میں ہنسی خوشی واپس پاکستان آیا اور حضور محدث کبیرؒ پاکستان کے دربار پر حاضری دی اور عرض کیا کہ حضرت پیر جی میرا مال بک چکا ہے، میں تباہی سے بچ گیا، آپ کی نظر کرم سے پریشانی سے نجات

ملی۔ کراچی کا تاجر پہلے سے بھی زیادہ معتقد ہو چکا تھا اور اپنے خاندان کے دیگر افراد کو قائد مشائخ پیر محمد فضل حق کا مرید کرا دیا۔

● آپ کے شاگردوں اور مریدوں اور ارادت مندوں میں بنگش خاندان کا ایک نیک صالح شخص اشرف بنگش بھی تھا۔ آپ اس کے زہد و تقویٰ کے سبب اس کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ ایک دن بنگش کے قبیلے کی دوسری قبیلے سے زمین کے معاملہ میں اَن بن ہو گئی اور دوسرے قبیلے کے ایک شخص نے اشرف بنگش کے قبیلے کے ایک شخص کے خاندان کو قتل کر دیا اور اس نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں پناہ لے لی۔ آپ نے اسے بہت ڈانٹا کہ تو نے بہت برا کام کیا تجھے کسی کے خون سے بلاوجہ ہاتھ رنگنے کا کوئی اختیار نہ تھا، ایسا کر کے تو نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے۔ آپ کی یہ بات سن کر اعظم خان قاتل بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ حضور پیر جی میں اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوں اور اپنے جرم کا ہرجانہ ادا کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ مجھے میرے دشمن معاف کر دیں۔ مقتول کے لواحقین اعظم خان قاتل کو تلاش کرتے ہوئے آپ کے پاس دربار شریف روڈ فیصل آباد پہنچ گئے اور کہنے لگے پیر جی آپ نے اعظم خاں قاتل کو پناہ دے کر کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: اب تو میں نے اسے پناہ دے دی ہے تم ایسا کرو کہ اس پر کوئی ایسا جرمانہ یا دیت عائد کر دو کہ وہ اسے ادا کر دے اور معاشرے میں عزت و آبرو کے ساتھ رہ سکے، اس سے زیادہ میں کچھ نہیں چاہتا۔ میں تم سے کوئی خلاف شریعت بات نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ خالق کائنات کا حکم ہے جس کی یہ حکمت ہے کہ آئندہ کی دشمنی سے بچ جاؤ، معاف کر دینا بدلہ لینے سے بہتر ہے۔ مقتول کے لواحقین پر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ اعظم خان قاتل کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ حضور محدث کبیرؒ پاکستان کچھ دیر سوچتے رہے پھر کہنے لگے مقتول کے اصل وارث کو میرے سامنے لایا جائے تا کہ میں اس سے خون بہا کے بارے میں بات کروں۔ مقتول کے لواحقین اس پر

بھی آمادہ نہ ہوئے اور اپنی ضد پر قائم رہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو سراسر زیادتی ہے میں اصول کی بات کر رہا ہوں مگر تم لوگ بے اصولی پر اڑے ہوئے ہو۔ بنگش قبیلہ چلا گیا کچھ عرصہ کے بعد اعظم قاتل کسی طرح مقتول کے لواحقین کے ہتھے چڑھ گیا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ اس وقت دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ فارغ ہونے کے بعد آپ کو بتا دیا گیا کہ حضرت آپ کے مرید اعظم کو بنگش قبیلہ کے لوگوں نے قتل کر دیا۔ آپؒ غصے میں آگئے آپؒ نے فرمایا: اس قبیلہ کو ایسی سخت سزا ملے گی کہ دوسرے لوگ بھی اس سے عبرت حاصل کریں گے۔ آپ کے یہ الفاظ سن کر آپ کے مرید مولانا محمد اشرف بنگش نے حضور محدث کبیرؒ پاکستان سے عرض کی کہ حضرت آپ نے جس قبیلہ کو سخت سزا سنائی میرا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے، کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے ایک ادنیٰ خادم کی نسل کو بھی سزا ہو۔ حضور محدث کبیرؒ پاکستان نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ تمہارے قبیلہ نے بڑی زیادتی کی ہے، اسے اس کی سزا ملنی چاہئے۔ مولانا محمد اشرف بنگش نے عرض کی حضرت یہ زیادتی میں نے یا میرے خاندان نے تو نہیں کی میرے خاندان کو بچایئے اور ان پر شفقت کا ہاتھ رکھیں تاکہ جو سزا آپ نے تجویز کی اس سے محفوظ ہو جائیں۔ حضور محدث کبیرؒ پاکستان کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولے مولانا محمد اشرف میں نے تجھے اور تیرے خاندان (تیری نسل) کو محفوظ رکھا اس کے بعد آپ نے مولانا محمد اشرف بنگش کے کاندھے پر ہاتھ پھیرا اور کہا میں نے تجھے اور تیری نسل کو معاف کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد بنگش قبیلہ جس نے اعظم قاتل کو قتل کیا وہ پورا کا پورا تباہ و برباد ہو گیا مگر مولانا محمد اشرف بنگش کی نسل برقرار رہی۔

● ایک مرتبہ علامہ عبدالقدوس شافعی نے آپ سے دوران اسباق پوچھا کہ حضرت قبلہ یہ فرمائیں بندہ اپنے آقا کو کس طرح خوش رکھ سکتا ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ کون سی مشکل بات ہے۔ آقا فرمانبرداری سے خوش ہوتا ہے، جو اپنے آقا کی فرمانبرداری کرے گا اس سے اس کا آقا خوش ہوگا۔ اسی دوران

آپ نے ہمیں ایک واقعہ سنایا جو حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے والد بزرگوار حضرت پیر طریقت قبلہ پیر نبی بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو سنایا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد وقت کے بہت بڑے ولی کامل تھے۔ ان کے پیر و مرشد حضور خواجہ امام بخش چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لونڈی خریدی جس سے آپ گھر کا کام لیتے تھے۔ خواجہ امام بخش چشتی علیہ الرحمہ کی عدم موجودگی میں وہ آپ کے گھر کی رکھوالی کرتی تھی۔ ایک دن خواجہ امام بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ دن بھر کے تھکے ہارے گھر واپس آئے اور لونڈی سے پوچھا تو کیا کر رہی ہے۔ لونڈی نے جواب دیا: حضور خواجہ صاحب کا انتظار۔ حضرت امام بخش رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو میرا انتظار کس لئے کر رہی ہے۔ لونڈی جس کا نام حبیبہ تھا نے عرض کی اس لئے کہ آپ میرے آقا ہیں اور میں آپ کی لونڈی، آپ کا انتظار آپ کی خدمت اور آپ کی نوکری کرنا مجھ پر واجب ہے۔ اس جواب پر خواجہ امام بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے اور کہا تو سچ کہتی ہے تو واقعی بڑی خدمت گزار ہے۔ اب میرے لئے بستر لگا دے میں تھکا ماندہ ہوں اور آرام کرنا چاہتا ہوں۔ لونڈی نے خواجہ امام بخش رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل سے پہلے ایک سوال کر دیا، کہنے لگی: خواجہ صاحب ذرا یہ تو بتائیں آپ کا بھی کوئی آقا ہے۔ یہ سوال سن کر حضرت خواجہ امام بخش چشتیؒ نے کہا کہ ہاں ہے، ہمارا بھی ایک آقا ہے مگر تم میرے آقا کے متعلق کیوں پوچھ رہی ہو، تو نے یہ سوال کیوں کیا۔ لونڈی حبیبہ نے بصد احترام جواب دیا اے شیخ میں نے آپ کو اپنا آقا مانا اور آپ کے حکم کی تعمیل کو اپنا جزو ایمان سمجھا، آپ کہیں زیادہ باشعور انسان ہیں اس لئے مجھ سے زیادہ آپ کو اپنے آقا کا فرمانبردار ہونا چاہئے۔ لونڈی حبیبہ کا جواب سن کر خواجہ امام بخش چشتیؒ کی آنکھیں کھل گئیں۔ آپ نے اس سے کہا کہ اے حبیبہ تو کہتی تو ٹھیک ہے مگر اپنا مطلب واضح کر، تو چاہتی کیا ہے۔ لونڈی حبیبہ نے عرض کی اے میرے آقا کیا آپ کا آقا بھی رات بھر آپ کی طرح سوتا ہے۔ حضرت خواجہ نے جواب دیا: بالکل نہیں، میرا آقا تو نہیں سوتا۔ لونڈی حبیبہ نے حیرانی سے

کہا تب تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کا آقا تو بیدار رہے اور آپ سو جائیں۔ اگر میں سو جاؤں اور آپ بیدار رہیں تو کیا آپ یہ پسند کریں گے، ہرگز نہیں۔ خواجہ صاحبؒ کے پاس لونڈی کی اس بات کا کوئی جواب نہ تھا وہ چپ ہو گئے تاہم اس بات نے انہیں لرزا کر رکھ دیا۔ وہ کافی دیر تک سکتے کی حالت میں رہے۔ جب ذرا ہوش آیا تو آپ نے اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے کہا تو جو خود کو خوش قسمت سمجھتا رہا سخت گرفت میں آچکا ہے۔ اس کے بعد شیخ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا اور رات کو آرام کرنے کی عادت ترک کر دی۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے یہ واقعہ سنا کر سوال کرنے والے کی تشفی فرما دی۔

● علامہ مفتی سعید احمد نقشبندی مرحوم لاہور فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اس قدر پریشان تھے کہ آپ نے سارا دن کھانے کا ایک نوالہ بھی نہ کھایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آج بہت غمگین ہیں اس افسردگی کی کیا وجہ ہے۔ آپؒ نے فرمایا مولانا سعید صاحب آج رات سے پندرھویں صدی شروع ہو گئی۔ اس آنے والے زمانے میں بہت سے حادثات رونما ہوں گے، حکومتوں کے تخت الٹیں گے، کئی ایک باطل فرقے ظہور میں آئیں گے، اکثر لوگ ذلیل وخوار اور ہلاک ہوں گے اور 2010ء میں پاکستان میں بہت تباہی ہوگی، کچھ دیہات تباہ و برباد ہوں گے اور کئی صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔ اس وقت ہم دنیا میں نہیں ہوں گے۔ محفوظ و مامون تو صرف وہی حضرات ہوں گے جو بزرگان دین سے اپنی عقیدت اور وابستگی رکھتے ہیں اور ان کی صحبت میں بیٹھ کر درود پاک پڑھتے ہیں اور فقیر اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہوگا اور میرے بعد تمہارا انتقال ہوگا۔ ایک دن حضور محدث کبیرؒ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بارش کے لئے دعا کریں۔ خشک سالی کی وجہ سے انسان حیوان سب تڑپ رہے تھے، فصلیں برباد ہو رہی تھیں۔ حضور محدث کبیرؒ پاکستان نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑا کر دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے

آپ کی دعا قبول فرمائی، آسمان سیاہ بادلوں سے بھر گیا خوب بارش ہوئی اور مخلوق کی جان میں جان آئی۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات وہی تھیں جنہیں اسلام کی روح کہا جاتا ہے۔ آپ کا اندازِ تدریس بڑا دل نشین تھا۔ آپ فرماتے تھے کامل انسان ایک عالم کی جان ہوتا ہے جب وہ مر جاتا ہے تو دعا علم کے ایک حصے سے محروم ہو جاتی ہے۔ جس شخص کے اخلاق سے انسان خوش ہوں اس سے اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو جاتا ہے۔ فقیر کا کام ہر کسی کے لئے دعا کرتے رہنا ہے۔ علماء وقت کو آپ اکثر بہت سمجھایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے آپ لوگ اپنے مقام کو پہچانیں آپ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ بنی نوع انسان کے راہنما ہیں، آپ کا اخلاق و کردار لوگوں کے لئے اسلام کا عملی نمونہ ہونا چاہئے۔ اگر راہنما کے قول و فعل میں تضاد ہو گا تو لوگ فوراً انگلی اٹھائیں گے کیونکہ یہ میر کارواں کے منصب کے خلاف ہے اور علماء کی اس خامی کی وجہ سے لوگ دین سے دور ہوں گے جو علماء کے لئے قیامت کے دن جواب دہی کا موجب ہو گا۔

- حضرت علامہ مفتی سید ذوالفقار علی بخاری ہالینڈ فرماتے ہیں میں نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گلاب کے پھول پیش کیے، آپ نے پھول قبول فرمائے۔ پھولوں کو سونگھ کر درود پاک کے ساتھ قصیدہ بردہ شریف پڑھا اور مجھے فرمایا: شاہ صاحب! گلاب کے پھول اور درود پاک، قصیدہ بردہ شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے۔ جس طرح خود اللہ تعالیٰ کو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درود پاک سے محبت ہے اسی طرح گلاب بھی پسند ہے۔ اس لئے یہ ہدیہ بارگاہ الٰہی اور بارگاہ رسالت میں پیش کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فقیر کا یہ نذرانہ قبول فرما لیا ہے۔

- حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث شیخ العلماء علامہ مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام منطق تھے، استاذ العلماء تھے، علماء اور مشائخ عظام آپ

کے عالمانہ نکات سن کر عش عش کر اٹھتے تھے اور دور دور سے علماء حدیث پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے اور گرویدہ ہو جاتے تھے۔ علم اور روحانی مقام و مرتبے کی بناء پر آپ علماء کی شمع فروزاں تھے اپنے دور کے علماء میں شیخ کامل کا درجہ رکھتے تھے۔ آپ علماء کے لئے ہادی دوراں اور شیخ طریقت کے لئے عارف کامل تھے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کا روحانی مقام سمجھنے کے لئے حضرت علامہ پیر سید ارشاد شاہ بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ گیلانیہ فرماتے ہیں کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ میرے والد بزرگوار کے جنازہ میں تشریف لائے میرے اصرار پر آپ ٹھہر گئے۔ میری موجودگی میں ایک شخص آیا جس کا نام محمد رمضان تھا۔ وہ میرے علاقہ کا نائی تھا مجھے آ کر کہا کہ شاہ جی میں آپ کے استاد جی کا خط بنانا چاہتا ہوں۔ میں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور اس سے خط بنوالیں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے رضامندی ظاہر کی۔ دوران خط محمد رمضان نے کہا کہ حضرت جی میری بیٹی نے عالمہ فاضلہ کا کورس کیا ہوا ہے اور بڑی خوبصورت نیک طبع ہے۔ میرے علاقہ میں ایک بڑا بدمعاش اور قاتل کا ایک بیٹا جس کا نام اشرف ناگا جو عیاش ہے وہ میری بیٹی کے حسن پر فدا ہو گیا ہے اس نے مجھے دھمکی دی ہے کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو ورنہ میں تمہاری بیٹی کو اٹھا کر لے جاؤں گا۔ حضرت جی میں اشرف ناگا کے کرتوت جانتا ہوں میں اپنی بیٹی کو جو بہت نیک ہے اس کو ایک اوباش شخص سے کیسے بیاہ دوں۔ میں اشرف ناگا کی دھمکی سن کر بہت پریشان ہوں۔ حضرت جی مجھے اپنی عزت خطرے میں نظر آنے لگی ہے۔ میں آپ کا سن کر آپ کی خدمت میں اپنی پریشانی بیان کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں، نظر کرم فرمائیں اور دعا کریں اللہ اس بدمعاش سے چھٹکارہ دلائے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے محمد رمضان کو حوصلہ دیا اور فرمایا کہ یہ معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو، سب عزت اور طاقت کے خزانے اسی کے ہیں، اس رب کریم کے ایک ہی جھٹکے سے وقت کے بڑے بڑے فرعون خاک چاٹنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ محمد رمضان تم اس قادر مطلق پر بھروسا رکھو تمہاری

بیٹی کی وہ خود حفاظت فرمائے گا کسی شیطان صفت درندے کو اس کے مذموم ارادوں میں ہرگز کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کی باتوں سے محمد رمضان کی ڈھارس بندھی اور اسے محسوس ہوا کہ سب سے بڑی طاقت اس کے ساتھ ہے جو اسے اور اس کی بیٹی کو بے عزت ہونے سے بچا لے گی۔ دس گیارہ روز گزرے تھے کہ اشرف ناگا پھر آ گیا۔ نائی محمد رمضان سے کہنے لگا میرے متعلق کیا سوچا ہے۔ نائی محمد رمضان نے کہا میں تمہاری بات سے انکار کرتا ہوں تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ایسی جسارت کا کیا جواب ہو سکتا ہے۔ میں نے اپنی بیٹی کو حضور محدث کبیر پاکستان ؒ کے سپرد کر دیا ہے وہی اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ میری بیٹی نیک سیرت اور عالمہ فاضلہ ہے اور میری بیٹی گھر پر موجود ہے اگر ہمت ہے تو لے جا۔ اتنا سننا تھا کہ اشرف ناگا خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اس نے محمد رمضان سے کہا کہ مجھے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کے پاس لے چلو جنہوں نے تم کو ہمت دی اور میرے دل کو ہلا دیا۔ محمد رمضان اشرف ناگا کو ساتھ لے کر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اشرف ناگا آپ کے قدموں پر گر کر رونے لگا اور گڑگڑا کر عرض کرنے لگا کہ حضور گناہوں کے بوجھ تلے میرا دم گھٹ رہا ہے، آپ کی ہیبت و جلال سے میرا جسم جل رہا ہے اور دل پھٹا جا رہا ہے مجھے اس حالت سے نکال لیجئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ نے مجھے حکم فرمایا شاہ صاحب پانی کا گلاس لاؤ، میں نے پانی پیش کیا حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ نے پانی پر دم کیا اور اشرف ناگا کو پلایا اور پیتے ہی وہ بے سدھ ہو کر گر پڑا۔ کافی دیر کے بعد جب اسے ہوش آیا تو حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور اس کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں اسی دنیا کی زندگی میں حق کی راہ سمجھا دی"۔

اشرف ناگا نے سچے دل سے گناہوں سے توبہ کر لی اور آپ کے حلقہ ارادت میں

شامل ہو گیا اور علوم دینیہ حاصل کرنا شروع کر دیئے۔ آج کل کینیڈا میں ایک مسجد کے خطیب ہیں اور علامہ مولانا محمد اشرف قادری کے نام سے مشہور ہیں۔

● حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا قول مبارک ہے کہ شریعت تمام سعادت دنیا و آخرت کی متکفل ہے اور شریعت کے تین اجزاء علم و عمل و اخلاص ہیں جب تک یہ تینوں جمع نہیں ہوتے شریعت قائم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا شریعت کے قائم ہونے ہی سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہی منزل مراد ہے جو مقامات جذب و سلوک کی انتہا ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اپنی زندگی میں لاتعداد علماء کرام اور عوام کی اصلاح کی اور ان کے قلوب کو منور فرمایا اور لاتعداد علماء کرام دریائے معرفت سے پار اتارے۔

● علامہ مولانا مفتی منیر احمد قادری صدر مدرس جامعہ ابرار العلوم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ دورہ حدیث پڑھا رہے تھے۔ دورہ کے دوران آپ رضا کے متعلق کچھ فرما رہے تھے۔ ایک طالب علم جو میرا ساتھی تھا اس نے کہا کہ حضور آپ ہم سے اور لوگوں سے کوئی چیز نہیں لیتے اگر واقعی زاہد ہیں تو خود دنیا طلب نہ کریں کم از کم لوگوں سے لے کر دوسرے طالب علم درویشوں میں تقسیم کر دیا کریں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: بندہ خدا درویش تین طرح کے ہوتے ہیں، اوّل جو کسی سے کچھ نہیں مانگتے اور کوئی کچھ دے تو لیتے بھی نہیں یہ اولیٰ قسم ہے۔ دوسری قسم درویشوں کی وہ ہے جو کسی سے مانگتے نہیں کوئی کچھ دے تو لے لیتے ہیں۔ تیسری قسم وہ ہے جو صبر کے ساتھ جہاں تک کا امکان ہو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہیں اور محنت کرنے سے جی نہیں چراتے۔

● حضرت علامہ عبد العزیز قادری شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ قادریہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کچھ علماء حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپؒ نے فرمایا: بہتا ہوا پانی صاف ستھرا رہتا ہے۔ پھر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: اگر کسی کو دنیا میں محبوب خلائق ہونے کی آرزو ہے تو اسے کہہ دو کہ وہ

تین باتوں سے پرہیز کرے، اوّل یہ کہ خلقت سے کچھ نہ مانگے، دوسرے کسی کو بُرا نہ کہے۔ تیسرے کسی کے ساتھ مہمان بن کر نہ جائے۔ پھر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ جو شخص نام ونمود اور شہرت کا طالب ہے وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتا۔ پھر حضور نے فرمایا: سب سے بہتر چیز جو بندوں کو دی گئی معرفت الٰہی ہے اور فقیروں کے لئے صبر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے کوئی خاص بندے ہیں تو وہ عارف ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کی عزت کرتا ہے۔ صوفی وہ ہے جس کا دل خدا کے ساتھ پاک وصاف ہو۔ آپ نے فرمایا: اہل دنیا کو سلام کرو لیکن ان سے سلام کی توقع نہ رکھو۔ آپ نے فرمایا: بخیل کو دیکھنے سے دل سخت ہو جاتا ہے جیسے بند پانی خراب ہو جاتا ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا اگر عبادت کی طاقت نہیں تو پھر گناہ بھی نہ کرو۔

● حضرت علامہ ابوالنصیر محمد فیض علی قادری شیخ الحدیث جامعہ ابرار رضویہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے، ہماری موجودگی میں ایک خاتون جس کی عمر تقریباً تیس پینتیس سال تھی، اپنی نوکرانی کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: حضور میں بیوہ ہوں، میرے دو بچے ہیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے اور مجھے بیٹے سے بہت ہی محبت اور پیار ہے۔ میرا بیٹا مجھ سے بات نہیں کرتا اور کئی دن گھر سے غائب ہو جاتا ہے۔ میری دنیا تاریک ہو گئی ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: دنیا اس کے جانے سے تاریک ہوئی اس کے نہ بولنے سے تاریک ہوئی ہے عاقبت تم اپنے ہاتھوں تاریک کر رہی ہو۔ تمہارے رشتہ دار اور قرب وجوار کے لوگ اسے طعنے دیتے ہیں اس کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ تم سے بات کرے یا پھر تمہارے ساتھ رہے۔ میرا مشورہ ہے کہ تم شادی کر لو اور حدیث شریف میں ہے کہ اپنی بیواؤں کے نکاح کر دیا کرو۔ لہٰذا تم نکاح کر لو تمہارا بیٹا تم سے صلح کر لے گا اور کبھی بھی گھر سے غائب نہیں ہوگا۔ اس خاتون نے کہا کہ حضرت جی میں تو ان

بچوں کی خاطر جوانی گزار رہی ہوں اور یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میری بیٹی اور بیٹا جوان ہیں میں اس عمر میں نکاح کرلوں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ مجھے کیا سمجھ کر میرے پاس آئی ہو۔ اس خاتون نے کہا کہ آپ میرے والدین کے پیرو مرشد ہیں اور اپنے والدین کا پیر سمجھ کر آئی ہوں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: تو پھر اپنے والدین کے پیر کا مشورہ بھی مان لو ورنہ آپ کا اللہ حافظ اور پھر تم اپنے خاندان کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوگی۔ توبہ کر کے گناہ آلود زندگی ترک کردو اور باعزت راستہ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے باعزت زندگی کے بارے میں انتظامات انسان کے لئے کر رکھے ہیں تم باوقار طریقے سے زندگی گزارو پھر حرام کاری کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اتنا کہہ کر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: جاؤ میں نے تمہیں تمہارے مسئلے کا حل بتا دیا ہے اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ کونسا راستہ اختیار کرتی ہو۔ وہ خاتون وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔ اس کا دوست ایک فیکٹری کا مالک تھا۔ اس نے ساری بات فیکٹری کے مالک کو بتائی اور یہ بھی کہا کہ میرے والدین کے پیرو مرشد کو حقیقت معلوم ہے اور اس نے صاف کہا کہ حرام کاری چھوڑ کر حلال راستہ اختیار کرو اور نکاح کر کے باعزت زندگی گزارو۔ جس کے منہ کو حرام لگ جائے اس کی سمجھ میں بھلا اچھی بات کیسے آ سکتی ہے۔ چندروز کے بعد وہ خاتون پھر آئی حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے قدموں پر گر گئی اور معافی مانگی اور حلال زندگی گزارنے کا وعدہ کیا اور نکاح کرلیا اور بیٹا بھی ماں کا احترام کرنے لگا اور حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کا مرید ہوگیا۔

● آپ اپنے وقت کے محدث تھے، ہزاروں احادیث زبانی یاد تھیں، آپ کو حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ آپ اپنے بے بہا علم و دانش، فہم و فراست اور تفہیم قرآن وسنت کے حوالے سے نہایت بلند مقام پر فائز تھے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ چودھویں صدی ہجری کے عظیم شیخ، عظیم مبلغ، عظیم محدث اور خطیب اسلام تھے۔ بے ساختگی، سادگی اور انداز بیان میں شعلہ فشانی آپ کی

خطابت کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ آپ کا بے پناہ علم وفضل، لسان وقلب کی ہم آہنگی، قرآن واحادیث کا علم، قوتِ حافظہ اور فصیح اللسانی تھی۔ آپ کو یہ فیض اپنے پیر ومرشد مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بریلوی شریف سے ملا تھا۔

● مولانا محمد یوسف نگینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں دو اشخاص اپنا مسئلہ لے کر حاضر ہوئے۔ آپؒ کی طبیعت میں عجز وانکساری کے ساتھ جلالیت بھی تھی۔ ایک نے کہا کہ میں اور یہ دونوں ایک صابن فیکٹری میں حصہ دار ہیں ہم دونوں کا برابر حصہ ہے۔ ہمارے صابن چوری ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ کسی نے چوری کر لیا ہوگا۔ حضور مجھے بڑا غصہ آیا کہ کیا وہ شخص میری غیر موجودگی میں چوری کرتا ہے اور میری موجودگی میں صابن کی پیٹیاں غائب نہیں ہوتیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کہیں تم صابن کی پیٹیاں مجھ سے چوری تو نہیں بیچتے تو اس نے مجھے کوسنا شروع کر دیا کہ تم مجھ پر جھوٹا الزام لگاتے ہو اور یہ الزام میں برداشت نہیں کر سکتا۔ حضور مجھے پورا یقین ہے کہ اسی نے صابن کی پیٹیاں مجھے بتائے بغیر فروخت کی ہوں گی۔ حضور مجھے انصاف دلایا جائے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے دوسرے سے پوچھا کیا یہ سچ کہہ رہا ہے کیا تم نے فیکٹری کا صابن غائب کیا ہے تو وہ صاحب مکر گیا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اس شخص کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا کیا تم نے فیکٹری کا صابن چنیوٹ روانہ نہیں کیا جب تمہارا ساتھی لاہور گیا ہوا تھا۔ وہ شخص آپ کی رعب دار آواز سن کر چونک گیا جب حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا تو وہ آپ کی نظروں کی تاب نہ لا سکا اور اس نے اس بات کا اعتراف کیا کہ میں نے یہ فیکٹری کا صابن چنیوٹ بھیجا تھا میں اپنے ساتھی کا گنہگار ہوں مجھے میرے جرم کی سزا دی جائے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا کہ تمہاری سزا یہ ہے کہ تم اپنا حصہ اپنے فیکٹری کے ساتھی کو دے دو اور ہمیشہ کے لئے اس

سے دور ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی مانگو تا کہ آئندہ تمہیں ایسا کام کرنے کی جرأت نہ ہو۔

● مولانا صاجزادہ فیض القادری مرحوم فرماتے ہیں اندرون یکی گیٹ لاہور میں چوہدری یٰسین گجر رہتا تھا۔ اس کا دودھ کا کاروبار تھا اس نے بھینسوں کا بہت بڑا احاطہ بنایا ہوا تھا۔ تقریباً ایک ہزار بھینسیں تھیں جن میں سے دو سو یکے بعد دیگرے تھوڑے ہی عرصے میں مر گئیں۔ ایک دن وہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی نقصان کے علاوہ اس وجہ سے بھی میرے دل کو تکلیف ہوئی کہ میں نے اپنے جانوروں کو بڑی محبت سے پالا ہے اور تمام بھینسوں کے تھنوں سے خون آنا شروع ہو گیا ہے۔ یہ سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا یہ بتاؤ کہ کوئی شخص تمہارے احاطہ میں بھینسیں دیکھنے آیا تھا۔ چوہدری یٰسین گجر نے کہا کہ ہاں! حضور آیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کس طرح آئے ہو اور کیا کام ہے۔ یہ سن کر آپؒ نے اس سے پوچھا اب تمہارے پاس کتنی بھینسیں ہیں۔ چوہدری یٰسین گجر نے جواب دیا حضور چھ سو بھینسیں زندہ ہیں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا چار عدد آٹے کے تھیلے لاؤ پھر آپ نے ایک تعویذ بنا کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اس تعویز کو احاطہ میں فریم کر کے لگا دو پھر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے آٹے کے تھیلے پر دم کیا اور فرمایا: چوہدری یٰسین آٹے کے پیڑے بنا کر تمام بھینسوں کو کھلا دو۔ پھر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے ارشاد فرمایا: چاند کی دس تاریخ کو سرکار غوث اعظمؒ کے نام پر تمام بھینسوں کا دودھ لوگوں کو مفت پلانا۔ چوہدری یٰسین نے ایسا ہی کیا اس کی بھینسوں کے مرنے کا سلسلہ رک گیا اور پھر مجھے ساتھ لے کر فیصل آباد میں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے پاس آیا، قدموں میں گرا اور آپ کا مرید ہو گیا۔

● حضرت علامہ سیّد حسین احمد شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ ہاشمیہ چشتیہ اپنی کتاب ''شانِ ولایت'' میں لکھتے ہیں کہ حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء حضرت علامہ مولانا

غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ سے درسِ فقہ حدیث کے ساتھ ساتھ روحانی فیض سے بھی فیض یاب ہوتے رہے۔ آپ اپنے پیر و مرشد کی صحبت میں رہ کر دن بدن فضیلت حاصل کرتے رہے اور حضرت مفتی اعظم ہند ؒ نے حضور محدث کبیر پاکستان ؒ کو سندِ تکمیل اور سند اتصال عطا کی۔ سلسلہ قادریہ رضویہ میں خلافت و اجازت سے بھی سرفراز کیا۔ آپ کی شخصیت جامع سلاسل اربعہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء، قطب الکاملین، مظہر تجلیات، مصدر فیوضات لامتناہی، واقف اسرار متشابہات قرآنی تھے۔ آپ دھن کے پکے تھے، جو ارادہ کرتے، کر گزرتے۔ ہمیشہ اخلاقی رویوں کو ملحوظ خاطر رکھتے، لب و لہجے میں اتنی شیرینی تھی کہ ملنے والا پہلی ملاقات ہی میں گرویدہ ہو جاتا۔ بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت اور جانوروں پر رحم آپ کا شیوہ تھا۔ بندگان خدا سے محبت اور مخلوقِ خدا کی خدمت آپ کے خون میں رچی بسی تھی۔ آپ کے ہاتھ پر درجنوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور نور اسلام سے روشناس ہوئے۔ تاجدار گولڑوی حضرت خواجہ پیر سیّد نصیر الدین شاہ گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ کافی لوگ جمع تھے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ نے فرمایا: خواجہ گولڑوی صاحب اللہ کے فضل سے ایک وقت ایسا آئے گا کہ دوسرے ممالک سے لوگ اور حکمران وغیرہ میری قبر پر حاضر ہو کر فیض یاب ہوا کریں گے۔ حضرت خواجہ پیر سیّد نصیر الدین گولڑوی نے آپ کے عرس پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے دن میں اس بات پر فخر کروں گا کہ میں نے دنیا میں ایک سچے کامل شیخ کی زیارت کی اور وہ کامل شخص یہ قبر والا (شیخ العلماء محدث کبیر پاکستان ؒ) ہے۔ خواجہ گولڑوی فرمایا کرتے تھے اے دوستو عزیزو! آپ کے لئے میرا یہ پیغام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کامل شیخ کا دروازہ آپ لوگوں کو دکھایا ہے اسے کبھی نہ بھلانا۔ میں یہ بات بڑے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ جس شخص کے نصیب میں شیخ کامل حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کی صحبت نہیں اس نے دنیا کا ذائقہ ہی

نہیں چکھا۔ میرے بھائیو آپ کو اوران سب اپنے مریدوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ دربار حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ پر آتے جاتے رہا کرو۔ اس در کی اللہ اوراس کے رسولؐ کے ہاں بڑی قدر ہے اور جوں ہی آپ میں سے کوئی فیض یاب ہو تو میرے لئے بھی دعا کرے کہ اللہ مجھ پر بھی اپنا خصوصی فضل وکرم فرمائے۔

● علامہ مفتی عبدالغنی قادری شیخ الحدیث جامعہ اظہریہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص ممتاز احمد ممتاز آباد ملتان کا رہائشی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور، میرا بھائی لندن میں رہتا ہے اس کے کہنے سے میری شادی کی تاریخ طے کی گئی۔ اس نے کہا تھا کہ میں شادی پر پہنچ جاؤں گا اب وہ کہتا ہے کہ مجھے چھٹی نہیں مل رہی اور نہ میرے پاس پیسے ہیں کہ میں بھیج سکوں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے ممتاز احمد سے فرمایا: شیخ عبدالقادر گیلانیؒ کے نام پر مٹھائی تقسیم کرو پھر دیکھو کیسے اُڑ کر پہنچتا ہے۔ تین دن کے بعد ممتاز احمد حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ بہت خوش تھا۔ اس نے عرض کیا کہ میرا بھائی پہنچ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: الحمدللہ ایک مرتبہ میرے ہمراہ کچھ اکابر علماء تھے، گرمی کا موسم تھا اور پورے ملک میں کافی عرصہ سے بارش بھی نہیں ہوئی تھی ہم نے فیصل آباد کے ریلوے سٹیشن پر اتر کر دعا کی "اے اللہ ہم تیرے ولی حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماءؒ کے دربار پر حاضری کے لئے جارہے ہیں۔ اس شیخ کامل ولی کے صدقے اپنی رحمت کی بارش برسادے" اسی دن ظہر کے بعد پورے ملک میں اتنی بارش ہوئی کہ ہر شے دھل کر نکھر گئی اور موسم بھی خوشگوار ہو گیا حالانکہ پہلے مطلع بالکل صاف تھا اور بارش کے آثار نہ تھے۔ ہمارے ایک ساتھی علامہ نفیس احمد جو کہ آج کل ساؤتھ افریقہ میں خطیب ہیں، انہوں نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کی بہت خدمت کی۔ علامہ صاحب کی ہمشیرہ کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی۔ آپ نے فرمایا مولانا نفیس احمد اللہ تعالیٰ آپ کی ہمشیرہ کے ہاں بیٹا عطا فرمائے گا اس کا نام غلام محی الدین رکھنا۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے علامہ نفیس احمد کی ہمشیرہ کو اپنے فضل و

کرم سے بیٹے سے نوازا اور اس کا نام حسب الحکم حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ غلام محی الدین ہی رکھا۔

● ایک دفعہ ایک بوڑھا شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا میں نے زندگی میں بہت گناہ کیئے ہیں۔ زندگی کے مقصد کے حصول سے گریزاں رہا۔ کوشش کر کے گناہوں کے مواقع تلاش کرتا رہا اب جبکہ میں گناہوں کے قابل اور گناہوں پہ قادر نہیں رہا تو مجھے اپنی بے بسی اور محتاجی کا احساس تنگ کرتا ہے اور میں سوچتا ہوں کہ اگر یہ سب کچھ میرے خالق و مالک کی عطا تھی تو پھر کیوں نہ اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں کیونکہ اس کی عطا کی ناقدری کرتے ہوئے اس کا غلط استعمال کیا۔ کیا منہ لے کر اس کے حضور پیش ہوں گا۔ مجھے سخت ندامت ہے اور میں لرز جاتا ہوں اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں لیکن آپ جیسے مرد کامل کو گواہ بنا کرتا کہ قیامت کے دن آپ میری توبہ پر شاہد ہوں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا وہاں کسی کی گواہی کی حاجت نہیں۔ وہاں ہاتھ پاؤں کی شہادت ہوگی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ہو گی اور مالک کی رحمت ہوگی۔ کامیابی کا انحصار اس کی رحمت پر ہوگا ویسے بھی میرے پاس آنے میں تم نے بہت دیر کردی۔ اس نے عرض کی کہ حضور میں جلدی آ گیا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا اے مرد خدا تو نے خوب کہا اور خوب آیا۔ جاؤ میں روز محشر تیری توبہ پر گواہ رہوں گا۔

● صاجزادہ فیض القادری مرحوم محلہ خراسیاں اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے رہائشی تھے۔ 1958ء میں محلہ خراسیاں محکمہ اوقاف کی مسجد ملحقہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی مسجد کے مؤذن نے تین چار دن سے اذان نہیں دی اور اس کی جگہ کسی دوسرے طالب علم نے اذان دی۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے صاجزادہ فیض القادری کو سامنے بٹھا کر پوچھا کیوں صاجزادہ صاحب، تین چار روز سے آپ نے اذان نہیں دی، کہاں رہے؟

صاحبزادہ فیض القادری نے غیر ڈرے دارانہ انداز میں جواب دیا حضرت میں تو بیں ہوں اور اذان بھی کہتا ہوں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ جلال میں آگئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچوں علوم عطا فرمائے ہیں میں سب کچھ جانتا ہوں۔ یہ دنیا میرے لئے تو محض ایک کتاب کی مانند ہے۔ تصوف میں پانچوں علوم غیوب خمسہ ہوتے ہیں یعنی بارش، رحموں کے اندر کی کیفیت، مستقبل کا علم، موت کی جگہ کا علم اور قیامت کا علم وغیرہ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں وہ ان میں سے جسے جو کچھ چاہے عطا فرمائے کوئی اسے پوچھ سکتا ہے نہ اُسے عطا کرنے سے روک سکتا ہے۔

● علامہ مفتی محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب داتا دربار لاہور فرماتے ہیں کہ ہم حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے اسباق پڑھ رہے تھے اسی دوران محلہ چوک جھنڈا کا ایک رہائشی چوہدری اللہ بخش اپنے بیٹے محمد ایوب کو لے کر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت میرے بیٹے نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کا امتحان دیا ہے میں اس کو آپ کے پاس لے کر آیا ہوں آپ دعا فرمائیے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا بیٹے پرچے کیسے ہوئے؟ محمد ایوب نے عرض کی انگریزی کے سوا سب اچھے ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کو انگریزی آتی نہیں۔ رات کو جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ بڑی فصیح انگریزی میں ایسا لیکچر دے رہے ہیں کہ ہم نے ایسا کبھی نہ سنا تھا اور نہ دیکھا تھا۔ صبح ہوئی ہم کلاس میں اسباق کے لئے آئے تو حضرت نے مسکرا کر کہا کہ مولانا محمد سعید رات جو کچھ دیکھا یا سنا اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ تمام ساتھیوں نے بیک زبان کہا کہ حضرت اکیلے مولانا سعید نے نہیں ہم نے بھی آپ کا انگریزی کا لیکچر سنا۔ اسی دوران محمد ایوب اپنے باپ کو ساتھ لے کر آیا اور قدموں میں گر کر معافی مانگی اور انگریزی میں عرض کرنے لگا کہ حضرتؒ میں نے سمجھا تھا کہ آپ کو انگریزی نہیں آتی۔ اب میں جان گیا ہوں کہ میں جو کچھ بھی بولوں گا آپ کو

اس بارے میں علم ہے۔

● علامہ مولانا محمد دین چشتی مرحوم فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کے پاس ایک مسئلہ پر بات کر رہے تھے کہ ایک شادی شدہ جوڑا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت جی سات برس شادی کو ہو چکے ہیں اپنے ٹیسٹوں کے مطابق ہم دونوں میں کوئی کمی نہیں ہے، ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دیر ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث نے ارشاد فرمایا اے نوجوان میں تو تمہیں کچھ نہیں دے سکتا ہاں البتہ میرا مالک بڑا مہربان ہے۔ میرا کام مالک کے سامنے عرض کرنا ہے۔ مالک کا کام قبول کرنا اور سائل کا کام یقین رکھنا ہے۔ اور مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مولانا محمد دین صاحب، اس پان کے دو ٹکڑے کرو، اس نوجوان کو فرمایا ایک تم کھالو اور دوسرا اپنی بیوی کو کھلا دو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کرم نوازی فرما دی دس ماہ بعد وہ نوجوان بچہ لے کر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کا نام رکھا۔

سفرِ آخرت

علالت

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد دین متین کی جتنی گراں قدر خدمت کی اور جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپؒ نے کثیر تعداد میں علماء، شیخ الحدیث، مدرسین، مناظرین، مبلغین اور مصنفین کی ایک بہت بڑی جماعت تیار کی جو ملک پاکستان اور دنیا بھر کے چھوٹے بڑے قصبوں میں پھیل کر حق و ہدایت کی آواز پہنچانے لگے۔ اس وسیع کام کی انجام دہی اور مسلسل جدوجہد سے صحت پر اثر پڑنا فطری امر تھا۔ مسلسل محنت اور دن رات کی متواتر تدریس و تصنیف سے آپ کی طبیعت کمزور ہوتی چلی گئی۔ آپ نقاہت کے عالم میں بھی صبح سے ظہر تک اور ظہر سے عشاء تک تصانیف کا سلسلہ جاری رکھتے۔ اس طرح ضعف بڑھتا گیا۔ اس میں عمر کی طوالت کا دخل بھی تھا۔ آپ کی طبیعت دن بدن بگڑتی چلی گئی۔ آپ کی علالت کو دیکھ کر علماء و مشائخ عظام اور تلامذہ نے آپ کو تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے لاہور جانے کا مشورہ دیا چنانچہ 28 / جمادی الثانی کو آپ نے لاہور میں اپنے بڑے فرزند ارجمند قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ہاں قیام فرمایا۔ لاہور میں اپنے اوراد و وظائف کے بعد زیادہ تر وقت تصنیف و تالیف میں صرف فرماتے۔ لاہور میں قیام کے دوران آپ کی صحت اچھی ہو گئی۔ آپ

واپس فیصل آباد تشریف لے آئے۔ چند دنوں کے بعد آپ کی صحت پھر خراب ہو گئی۔ اس موقع پر مولانا عبدالتواب صدیقی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم اور ارادات مندان لاہور نے اصرار کیا کہ علاج کے لئے آپ لاہور تشریف لے چلیں تاکہ وہاں کے ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹروں سے علاج کروایا جا سکے۔ آپ نے فرمایا مولانا میرا جانے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ علالت ونقاہت کے باعث یہ سلسلہ زیادہ دیر تک جاری نہ رہ سکا۔ صحت یابی کی صورت نظر نہ آنے پر آپ ایک مرتبہ پھر لاہور قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ لاہور قیام کے دوران اکابر علماء اور مشائخ عظام آپ کی تیمارداری کے لئے آتے رہے۔ رجب المرجب کی 28/تاریخ کو لاہور سے فیصل آباد تشریف لے آئے۔

وصال شریف

25/شعبان المعظم 1422ھ بمطاق 12/نومبر 2001ء بروز سوموار پھر طبیعت خراب ہو گئی۔ 26/شعبان المعظم کو استغراقی کیفیت طاری ہو گئی، دونوں ہاتھ بندھ گئے اور قصیدہ بردہ شریف کا ورد جاری ہو گیا۔ پاس بیٹھے علماء وخدام سے کہا کہ سب قصیدہ بردہ شریف کثرت سے پڑھو۔ اسی عالم میں آپ کے ہر سانس کے ساتھ قصیدہ بردہ شریف کے اشعار کی آواز آ رہی تھی۔ 27/شعبان المعظم 1422ھ بمطابق 12/نومبر 2001ء منگل بدھ کی درمیانی رات دو بج کر چالیس منٹ پر عالم اسلام کی فضاؤں کو اپنی نورانی کرنوں سے منور کرنے والا رشد وہدایت کا یہ مہر منیر دنیا کی ظاہری نظروں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ جب موت آتی ہے تو پھر ایک لمحہ کی تاخیر نہیں ہوتی یعنی دنیا سے رخصت ہونے کا ایک وقت ہر شخص کے لئے مقرر ہے اس سے کسی کو مفر نہیں۔ کائنات کا یہ سلسلہ روز اول سے جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا البتہ بعض ایسی

ہستیاں بھی ہوتی ہیں جن کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا مدتوں پورا نہیں ہوتا اور ان کا متبادل بھی میسر نہیں آتا۔ ایسی عظیم ہستیوں کی یادیں ان کے عقیدت مندوں اور چاہنے والوں کے دلوں میں زندگی کے آخری لمحات تک موجود رہتی ہیں۔ وقت کے طویل لمحات بھی انہیں فراموش نہیں کر پاتے بلکہ وہ ہمیشہ زندہ جاوید رہتی ہیں بالخصوص دینی علوم اور قرآن وحدیث کی درس وتدریس سے وابستہ ہستیوں کی یادیں تو کبھی محو نہیں ہوں گی اور ان کے عقیدت مندوں کے علاوہ ان کے شاگردوں اور ان کے مشن کو جاری رکھنے والوں کے توسط سے وہ قیامت تک زندہ جاوید رہیں گی۔ آپ نے اپنی ساری حیات مستعار دین اسلام کی تبلیغ واشاعت، درس وتدریس اور بندگان خدا کی خدمت میں گزاری۔ وصال کے وقت آپ کی عمر مبارک 96 سال تھی۔ گویا آپ نے ایک پوری صدی کے نشیب وفراز بھی دیکھے اور اپنا مشن بھی جاری رکھا۔ آپ کے وصال پر ہر آنکھ اشکبار تھی۔

جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ میں آپ کو غسل دیا گیا۔ غسل دینے والوں میں جلیل القدر علماء ومشائخ نے حصہ لیا جن میں علامہ صوفی محمد بخش، علامہ مولانا ذوالفقار علی رضوی، علامہ فیض احمد اویسی مرحوم، ڈاکٹر سرفراز نعیمی مرحوم، مفتی غلام سرور قادری مرحوم، مفتی محمد جمیل احمد رضوی، علامہ مولانا سیّد عرفان مشہدی لندن، شیخ الحدیث علامہ عبدالتواب صدیقی، مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم اور قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ فیصل آباد کے دھوبی گھاٹ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں علماء، مشائخ اور سیاستدانوں نے شرکت کی۔ دھوبی گھاٹ کے وسیع گراؤنڈ میں بعد نماز ظہر اڑھائی بجے آپ کی نماز جنازہ حضرت علامہ مولانا صوفی محمد بخش رضوی صدر مدرس جامعہ رضویہ مظہر السلام جھنگ نے پڑھائی۔

فیصل آباد کا تاریخی جنازہ

شیخ العلماء حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے تابوت کو گاڑی

میں رکھ کر جامعہ رضویہ کے لئے روانہ کیا گیا۔ جس جس راستے سے گاڑی گزرتی لوگوں کی بے اختیار چیخیں نکل جاتیں۔ اشکبار آنکھوں کے ساتھ آپ کے جنازہ کے پیچھے چلنے والوں میں علماء و مشائخ، صاحبزادگان حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ، مدرسین، محققین اور متوسلین و خدام بھی تھے۔ یہ فیصل آباد کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کا تابوت جامعہ رضویہ لایا گیا اور جب زیارت کے لئے اسے کھولا گیا تو پورا جامعہ رضویہ معطر ہو گیا۔ آپ کا چہرہ مبارک متبسم تھا۔ یہی وہی مردِ مومن ہے۔ جس نے مسکرا کا موت کا استقبال کیا اور حیات ظاہری سے آخری انفاس تک لبوں پر خوشگوار تبسم کی موجیں تھیں۔ چہرہ مبارک کی زیارت کرنے والے ہجوم کو دیکھ کر بارگاہ ذوالجلال میں آپ کی مقبولیت کا اظہار ہو رہا تھا۔

تدفین

آپ کی وصیت کے مطابق جامع مسجد حضور محدث کبیر پاکستانؒ کے صحن سے ملحق احاطہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر، سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ، قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب، علامہ پیر سید عرفان مشہدی لندن، ابوداؤد مولانا محمد صادق گوجرانوالہ اور دیگر جید علماء کرام و مشائخ عظام قبر شریف کے قریب کھڑے رہے اور ہزاروں اشکبار آنکھوں کے سامنے آپ کے جسد اطہر کو لحد شریف میں اتارا گیا۔ اس طرح دلوں میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرارت پیدا کرنے والا روشن آفتاب دنیا والوں کی ظاہری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

آپ کے وصال پُر ملال پر ملک بھر میں تعزیتی اجلاس منعقد کرکے آپ کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ پاکستان ٹیلی ویژن نے خصوصی پروگرام پیش کیے اور قومی و مقامی و بیرونی ممالک کے اخبارات نے خصوصی ایڈیشن شائع کیے۔ ملک بھر کے علماء و

مشائخ عظام، حکمران اور سیاستدانوں نے تعزیتی مضامین اور بیانات جاری کیے۔ آپ کے ختم قل شریف اور عرس چہلم میں اکابر علماء ومشائخ نے آپ کی خدمات کا اعتراف کیا کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے جس قدر مذہب وملت کی خدمت کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ آپ سے فیض یاب علماء آج ملک کے طول وعرض میں پھیل کر دین متین کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماءؒ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کے مشن کو جاری وساری رکھے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادہ، مریدین، خلفاء، تلامذہ اور عقیدت مندوں کو ہمیشہ آباد وشاد رکھے اور خدمت دین متین کی سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ (آمین)

زندہ کرامت

9 سال بعد آپ اپنے خلفاء کو مسلسل خوابوں میں مل رہے تھے اور اُن سے فرما رہے تھے کہ جس جگہ مجھے دفن کیا گیا ہے وہاں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ نیچے سے پانی گزر رہا جس سے نماز اور قرآن پاک پڑھنے میں دقت ہو رہی ہے، مجھے اس جگہ سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے بیٹے محمد فضل حق کو بار بار کہہ رہا ہوں لیکن وہ توجہ سے سن نہیں رہا اور نہ عمل کر رہا ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے چند خلفاء قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضرت پیر صاحب ہمیں مسلسل تین دن سے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ خواب میں مل رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میری جگہ تبدیل کر دی جائے۔ آپ حضور محدث کبیرؒ پاکستان کی بات پر عمل کیوں نہیں کرتے۔ قبلہ پیر فضل حق صاحب نے کہا حضرت میں موجود دور کے علماء سے ڈر رہا ہوں

کہیں وہ فتویٰ صادر نہ فرمادیں کہ قبر کو دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں۔ چونکہ آج کل کے علماء کے پاس علم کم ہے فتوے زیادہ ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ ابا حضور رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بہت بڑے مجدد اور عالم تھے۔ اُن کا خواب میں ملنا اور حکم صادر فرمانا، میرے لئے اس سے بڑی مستند سند کوئی نہیں۔ میں اب آپ سے وعدہ کرتا ہوں میں کل ہی ابا حضورؒ کے مزار مبارک کی کھدائی شروع کروا دوں گا۔ دوسرے روز قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے مزار مبارک کی کھدائی شروع کروادی۔ کھدائی کے وقت آٹھ دس کے قریب علماء کرام اور 50 کے قریب عوام الناس موجود تھے۔ رات ایک بجے کے بعد آسمان سے ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو چکی تھی جیسے کہ نور کی بارش ہو رہی ہو۔ آپؒ کے مزار اقدس سے آپ کا تابوت نکالا گیا تو اتنی اعلیٰ خوشبو تھی کہ ایسی خوشبو دنیا میں نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی ہے۔ اس پر عوام الناس نے درود تاج کا ورد شروع کر دیا۔ اور علماء نے قصیدہ بردہ شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ خوشبو ایک مہینہ تک موجود رہی۔ تابوت بھی ویسے کا ویسا تھا اور اندر پڑے پھول بھی تر و تازہ تھے۔ کفن کا کپڑا ابھی سفید اور اجلا تھا جیسے ابھی ہم نے ڈالا ہے اور پھول بھی ایسے تھے کہ جیسے ابھی ڈالے گئے ہیں۔ چہرہ پر ایسی مسکراہٹ تھی کہ جیسے ابھی کھڑے ہو جائیں گے۔ جس دن تابوت کو قبر سے نکالا گیا جب بھی وہ دن آتا ہے تو خوشبو سارے علاقے میں پھیل جاتی ہے۔ یہ اللہ والوں کی شان ہے۔

صاحبزادگان حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

۱۔ قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب سجادہ نشین حضور محدث کبیر پاکستانؒ، قائد جمعیت مشائخ پاکستان

۲۔ صاحبزادہ محمد فضل الرحمٰن مرحوم

۳۔ صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن

۴۔ صاحبزادہ محمد فضل امام

چہلم کے موقع پر قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ دستار بندی حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر سجادہ نشین محدث اعظم پاکستان اور دیگر علماء ومشائخ عظام نے کی۔ آپ کے فرزند ارجمند اور سجادہ نشین قائد مشائخ پیر محمد فضل حق آپ کے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے پوری تندہی سے کوشاں ہیں اور حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کی امنگوں کے عین مطابق جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کو ملت اسلامیہ کی درخشاں دینی درسگاہ بنانے کا عزم صمیم رکھتے ہوئے نہایت جانفشانی اور کامرانی کے ساتھ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے ملک گیر مذہبی جماعت جمعیت مشائخ پاکستان کا قائد ہونے کے علاوہ اس پلیٹ فارم کو ملک گیر سطح پر مذہبی، سیاسی، سماجی سرگرمیوں کے لئے بھرپور اور نہایت مؤثر طریقے سے استعمال کر کے زبردست سیاسی و مذہبی شہرت اور عزت حاصل کی۔ انہیں تمام مذہبی وسیاسی حلقوں میں نہایت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی ان سرگرمیوں میں کوئی کمی نہیں آنے دی اور زندگی کی بعض دوسری مصروفیات کو بھی پوری تندہی اور سرگرمی سے جاری رکھا۔ انہوں نے کبھی بھی مہم جو اور مفاد پرست سیاسی عناصر کی طرح سیاسی وفاداریاں بدلنے کی روش اختیار نہیں کی بلکہ اپنی وابستگی پر قائم ودائم رہے اور یہی ان کے سیاسی اور مذہبی وقار واحترام کا باعث ثابت ہوا۔ ان تمام تر مصروفیات کے علاوہ وہ اپنے والد گرامی کے آستانہ عالیہ پر سجادہ نشین کی خدمات انجام دیتے ہوئے دار العلوم جامعہ سراجیہ رسولیہ کے مہتمم کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ علمی، ادبی، مذہبی اور سیاسی حلقوں میں انہیں بے حد عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

اکابر علماء، مشائخ عظام، سیاسی اور مذہبی شخصیات کی طرف سے تعزیتی پیغامات وتاثرات

عالم دین کا وجودِ مسعود عالم کی بقا اور رحمت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ عالم کا ذرہ ذرہ اس کے لئے دعا کرتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

وان العالم یستغفرله من فی السمٰوات ومن فی الارض والحیتان فی جوف السماء (ترمذی، ابوداؤد)

"عالم کے لئے آسمانی مخلوق، زمینی مخلوق اور پانی کی مچھلیاں مغفرت طلب کرتی ہیں"۔

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ کے مطابق اللہ تعالیٰ لوگوں کو نیکی سکھانے والے معلم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے آسمان وزمین والی مخلوق حتیٰ کہ چیونٹیاں جو اپنے بل میں ہیں اور مچھلی (جو پانی میں ہے) عالم کی بھلائی کے لئے دعائے خیر وبرکت کرتی ہے۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر پورا برصغیر غمگین ہوا۔ اکابر علماء، مشائخ اور قومی وملی شخصیات نے جنازہ میں شرکت کی۔ تعزیتی پیغامات بھیجے۔ جن علمی وروحانی اور سیاسی شخصیات نے اپنے بیانات میں آپ کی خدمات کا اعتراف کیا ان میں چند اہم شخصیات درج ذیل ہیں:

(1) فضیلۃ الشیخ السید بکر السامرائی خطیب مسجد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، استاد اسلامک یونیورسٹی بغداد مقدس، عراق

(2) فضیلۃ الشیخ السید محمد ادیب الکلاس، دمشق، شام

(3) مرجع العلماء الشیخ عبدالرزاق الحلبی، جامعہ امویہ، دمشق

(4) شاہ مرداں حضرت پیر صاحب پگاڑا شریف، خیر پور سندھ

(5) قائد اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی ؒ، صدر جمعیت علماء پاکستان

(6) قائد جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خاں مرحوم، صدر پاکستان جمہوری پارٹی

(7) حضرت پیر طریقت جناب پیر سید نصیر الدین شاہ نصیر گولڑوی ؒ، گولڑہ شریف

(8) شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو شہید، سابق وزیر اعظم پاکستان، لاڑکانہ سندھ

(9) نواب اکبر خاں بگٹی مرحوم، نواب آف بلوچستان، سابق گورنر بلوچستان

(10) حضرت قبلہ مخدوم امین فہیم صاحب، سجادہ نشین ہالہ، سنئیر وفاقی وزیر تجارت

(11) حضرت صاحبزادہ فیض القادری مرحوم، مرکزی سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان

(12) محترم جنرل پرویز مشرف، سابق چیف آف آرمی سٹاف و سابق صدر پاکستان

(13) محترم جناب شوکت عزیز، سابق وزیر اعظم پاکستان

(14) محترم جناب چوہدری شجاعت حسین، سابق وزیر اعظم پاکستان

(15) محترم جناب قاضی حسین احمد، سابق امیر جماعت اسلامی

(16) حضرت علامہ شہید اہلسنت ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید، گڑھی شاہو لاہور

(17) حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(18) محترم جناب اعجاز الحق، سابق وفاقی وزیر حج و اوقاف

مذکورہ بالا شخصیات میں سے چند ایک کے تاثرات کے اقتباسات بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

فضيلة الشيخ السيّد بكر السامرائى

خطیب: مسجد شیخ عبدالقادر جیلانی

استاذ: اسلامک یونیورسی، بغداد مقدس، عراق

هوالمحدث الكبير الجليل محى السنة ومميت البدعة أبو فضل حق غلام رسول الرضوى الحنفى قد تشرفت بزيارته فى بيت ابنه الكريم السيد محمد فضل حق و جرى الكلام بيننا على موضوع الحديث وأصوله فوجدته اماماً فى الحديث، لا يحدث الاعن صحة ولا يروى الاعن ثقة كان يحى الليل قرائة وصلاة ويحرك شفتية دائما بذكر الله تعالىٰ۔

فقد ذكرتلامذته عندى من صفاته: أن كان (رحمة الله تعالىٰ) يتصف بالبر والتواضع والتؤدة، والتود الى الناس، والمروئة، يقرب المسكين، وحخفض له الجناح ويحرص على تفهيم من أغلق عليه الفهم من طلبة العلم، مع الفصاحة فى العبارة، وحلاوة المحاضرة۔

وقد رأيت أنه بلغ فى العلم شأناً عظيماً وقد أثنىٰ عليه العلماء ثناء عطرا، يدل على علو شأنه ومكانته العلمية العظيمة۔

تعریت نامہ فضیلۃ الشیخ السید بکر السامرائی خطیب مسجد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، استاد اسلامک یونیورسٹی بغداد مقدس، عراق

فضيلة الشيخ السيد محمد اديب الكلاس

دمشق،شام

هوالشيخ الامام البارع المحقق المتفنّن المفسر الفقيه المحدث المتكلم الأصولي النحوي أوحد عصره غلام رسول الرضوي بن نبي بخش الحنفي الرضوي۔

تولى المحدث الكبير في حياته التدريس في كبريات المدارس والمعاهد العلمية في عصره ولازمه كثيرا حتى وفاته۔

وكان المحدث الكبير من الدين والتقوىٰ والورع والعبادة وسلوك سبيل الأقدمين على قدم عظيمة، مع غاية الكرم والسخاء والحلم، فلم ينتقم لنفسه قط، بل يصفح و يعفو ويرعى الودّ، شديد الحياء متواضعاً، ولم يسمع يغتابُ أحداً قط من الأعداء ولا من غيرهم، وبالجملة كان رحمة الله تعالىٰ فريداً في عصره عديم النظير فيما جمع له من الخصال والفضائل۔

مرجع العلماء الشيخ عبدالرزاق الحلبى

جامع- أموى دمشق

هو غلام الرسول الرضوى الملقب بالمحدث الكبير المكنى بأبى فضل حق، أخذ العلم صغيراً ونبغ فيه وتلقى المحدث الكبير على العديد من علماء عصره وهم كثيرون لا نستطيع حصر هم فى هذه العجالة-

كان بحراً فى الفروع والأصول ويقال فى باكستان: "تخرّج به الفضلاء وانتفع به العلماء" وقد رأيت فى ترجمة أنه (رحمة الله تعالىٰ) نادرة العصر فى الاحاطة بفنون العلم وسعة الاطلاع ضارباً بسهمه فى مختلف العلوم الشرعية وفنون الأدب واللغة والتاريخ والمعقولات والهيئة وغيرها-

أما البحث والتحقيق و حسن المناظرة فقد كان أستاذ زمانه وفارس ميدانه وكان حسن السيرة حسن التصنيف ليّن الجانب كثير الاحسان للطلبة ملازماً للافادة والتصنيف وله من المصنّفات الجليلة الفائقة التى حقها أن تكتب بماء الذهب لما فيها من النفائس البديعة والتدقيقات النفيسة

وقد ترك المحدث الكبيرا فراغاً كبيراً فى حقل العلم والعمل، قلّما يوجد له نظير-

مرجع العلماء الشیخ عبدالرزاق الحلبی، جامعہ اموبیہ، دمشق

حضرت پیر صاحب پگاڑہ، خیر پور سندھ

(صدر پاکستان مسلم لیگ فنکشنل)

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء امام اہلسنت علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ آپ بہت نفیس، ملنسار، میٹھے اور ہمدرد انسان تھے۔ محبت کے پتلے اور گنوں کے گھٹلے تھے۔ جناب قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کی رہائش گاہ پر میں نے آپ کی زیارت کی۔ اخلاق مصطفوی کا عملی نمونہ تھے۔ ایک طرح دار شخصیت کے حامل تھے۔ انداز میں بانکپن تھا، ہمہ صفت موصوف تھے، باوجاہت شخصیت اور باوقار گفتگو میں اُن کی شخصیت اور نکھر جاتی۔ ہشت پہلو ہیرے کی مانند ان کی شخصیت کا ہر پہلو منفرد رنگ رکھتا۔ اللہ عزوجل ان کو اپنا خاص قرب محبت عطا کرے اور جمعیت مشائخ پاکستان کے قائد پیر فضل حق صاحب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے۔

قائد اہلسنّت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق صدر جمعیت علماء پاکستان)

فیصل آباد پر مختلف ادوار گزرے۔ فیصل آباد کو دیکھ کر میں یہ سمجھتا ہوں کہ فیصل آباد علم کا قلعہ ہے۔ پھر خیال کرتا ہوں کہ یہ زمین بریلی کی ہے۔ فیصل آباد کی زمین کو یہ رتبہ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے وجود سے ملا۔ آپ سچے عاشق رسولؐ تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر یقین ہوتا کہ آپ زندہ اور مسکرا رہے ہیں۔

قائد جمہوریت نوابزادہ نصر اللہ خاں مرحوم

(پاکستان جمہوری پارٹی)

جب میں نے پاکستان ٹیلی ویژن کے خبرنامہ پر سنا کہ قائد مشائخ پیر محمد فضل حق

کے والد گرامی حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا تو میں جنازہ کے لئے فیصل آباد آیا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ جنازہ کی نماز کہاں ادا کی جائے گی۔ لیکن جب میں فیصل آباد میں داخل ہوا تو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی سایہ میری رہنمائی کر رہا ہے یہاں تک کہ دھوبی گھاٹ پہنچ گیا۔ یہ میں نے اپنی زندگی کی پہلی کرامت دیکھی تھی۔ حضور محدث کبیر پاکستانؒ ایسے عالم تھے کہ ان پر علم نازاں تھا۔ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ وہ ایسے محدث تھے کہ فن، تدریس کو ان پر فخر تھا۔ مرحوم بدعقیدگی کی ظلمت میں روشنی کا مینار تھے وہ نہ صرف عالم تھے بلکہ عالم گر تھے۔ ان کے خوشہ چیں بھی علم وعرفان کے بادشاہ بن گئے۔

حضرت پیر سیّد نصیر الدین گولڑوی

(گولڑہ شریف)

آپ کا وجود دین کے لئے باعث برکت تھا۔ آپ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق تھے۔ انہوں نے پوری زندگی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزاری۔ انہوں نے اتنا کام کیا کہ آپ کے جانے کے بعد ہونا ناممکن ہے۔ آپ کے داغ مفارقت سے دنیائے سنت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کے پُر ہونے کے لئے ایک زمانہ درکار ہے۔

شہید جمہوریت محترمہ بینظیر بھٹو

(سابق وزیراعظم پاکستان)

حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کا نظروں سے اوجھل ہو جانا ایک آفتاب علم و ادب کا غروب ہو جانا ہے۔ آفتاب بھی ایسا ہے جس نے اپنی کرنوں سے ظلم کدوں میں تنویر ایمان پھیلائی اور مسلمانوں کو عقائد صحیحہ کی طرف راغب کر کے انہیں نجات کا راستہ دکھایا۔ میری ملاقات آپ کے فرزند ارجمند قائد مشائخ پیر محمد فضل حق کی رہائش گاہ پر ہوئی میں نے حضور محدث کبیر پاکستانؒ کی قدم بوسی کی اور آپ وقت کے ولی کامل۔ آپ جیسی شخصیت

اب مدتوں پیدا نہیں ہوگی۔ بے شک آپ کی موت ایک پورے دور کی موت ہے۔

نواب اکبر خاں بگٹی مرحوم

(نواب آف بلوچستان، سابق گورنر بلوچستان)

جناب قائد مشائخ پیر محمد فضل حق کے والد گرامی حضور محدث کبیر پاکستان علامہ مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے دار بقا کی طرف رحلت کر جانے سے علماء کی صف میں جو خلا پیدا ہوا وہ سالہا سال کی گردش لیل ونہار کے بعد بھی پورا نہ ہوگا۔ آپ صاحب تقویٰ وورع تھے۔ مزاج کی متانت، سنجیدگی اور باوقار گفتگو ان کی حسین شخصیت کا حسن تھی۔ مدت ہوئی ان سے میری ملاقات قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کے دولت کدہ لاہور میں ہوئی لیکن ابھی تک اس ولی کامل کے دیدار کی کلی میرے دل میں شگفتہ ہے۔

حضرت قبلہ مخدوم امین فہیم صاحب سجادہ نشین ہالہ

(سینئر وفاقی وزیر تجارت حکومت پاکستان)

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء وشیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ مرد کامل، نباض عصر اور عظیم دانشور تھے۔ آپ کی شخصیت، ہمہ جہت، ہمہ صفت، ہمہ گیر صرف پاکستان ہی کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ہے۔ آپ نے دین اسلام کیلئے قابل تقلید خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی زندگی تکلفات سے مبرا تھی۔ آپ کی وفات سے ملک ایک باکردار، باعمل عالم دین اور روحانی پیشوا سے مرحوم ہوگیا۔

حضرت صاحبزادہ فیض القادری مرحوم

(مرکزی سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان)

ایک مرتبہ نہایت اہم سیاسی مسئلہ پر مشاورت کے لئے اپنے دیرینہ دوست حضرت

قبلہ قائد مشائخ پیر محمد فضل حق زید مجدہ کے پاس لاہور آیا تو آپ کے والد گرامی قدر قطب وقت حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کا شرف ملا۔ آپ سے دوران گفتگو کسی معروف شخصیت کے ایک ناپسندیدہ فعل کی بات ہوئی تو فوراً ناد ہی لہجے میں فرمایا "چھوڑیئے یہ غیبت ہے" آپ اخلاق کے دھنی تھے۔ بات کرتے تو موتی علم ہویدا ہوتے، خاموش ہوتے تو متبسم لگتے، آپ باعمل، باکردار اور بااثر عالم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض سے ہمیں فیضیاب کرے۔

محترم جناب جنرل پرویز مشرف

(سابق چیف آف آرمی سٹاف وسابق صدر پاکستان)

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ایک سانحہ عظیم ہے۔ آپ کے وصال سے قوم ایک عظیم سکالر اور متقن سے محروم ہوگئی۔ آپ یکتائے روزگار تھے۔ آپ عالم اسلام کے تابندہ ستارے تھے۔ اپنی ساری زندگی درس حدیث میں گزار دی۔ دین کی سربلندی میں آپ کی قابل فخر خدمات ہیں جو آئندہ نسل کے لئے مشعل راہ ہیں۔

محترم جناب شوکت عزیز صاحب

(سابق وزیر اعظم پاکستان)

آپ ممتاز عالم دین، مفسر قرآن، شارح بخاری، ملت اسلامیہ کے بطل جلیل اور مصنف کتب دینیہ تھے۔ آپ کی زندگی کا لمحہ لمحہ سادگی، سچائی، دردمندی، ہمدردی، محبت، عبادت اور ریاضت سے عبارت تھا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی علم حدیث کی اشاعت میں وقف کر رکھی تھی۔ جناب پیر محمد فضل حق قائد جمعیت مشائخ پاکستان کی قیام گاہ لاہور میں ان سے شرف ملاقات میسر ہوا آپ اسلاف کا عکس جمیل تھے۔

محترم جناب چوہدری شجاعت حسین

(سابق وزیر اعظم پاکستان، صدر پاکستان مسلم لیگ (ق))

آپ کے وصال کی خبر سے دلی صدمہ ہوا کہ قحط الرجالی کے اس دور میں ملک ایک عظیم دانشور، محقق، با اثر عالم دین کی جدائی کے صدمہ میں ہے۔ آپ سنت نبویؐ کے پیکر تھے۔ بے ضرر اور بے کینہ تھے۔ آپ کی زندگی کے لمحات اور تصانیف قوم کے لئے سرمایہ ہیں۔ میں آپ کی دینی، علمی اور روحانی خدمات کا معترف ہوں۔

محترم جناب قاضی حسین احمد

(سابق امیر جماعت اسلامی)

شیخ العلماء حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ علوم وفنون کے شہسوار، منقولات و معقولات کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ آپ کا تبحر علمی آپ کی تصانیف سے ترشح ہے۔ محبتوں کا سورج، ہمدردیوں کا بندھن اور سچائیوں کا مرقع تھے۔ علوم دینیہ، اصول و فروع میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کا کلام مکمل و مدلل ہوتا۔ آپ کے سامعین حرفِ تنگی سے ناواقف تھے۔ خدا تعالیٰ اس مرد درویش کی خدمات قبول فرمائے۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہید

(ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو لاہور)

حضور محدث کبیر پاکستان استاذ العلماء قبلہ شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ مصنف تفہیم البخاری سے متعدد ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا۔ حلیم الطبع، کریم المزاج، مرنجاں مرنج طبیعت! یوں محسوس ہوتا کہ برسوں کی محبت ہے۔ برسوں کی ملاقات ہے۔ جیسے بادِ نسیم کا جھونکا جو مشام جاں کو معطر و معنبر کر دے۔ علوم و فنون کا یہ عالم! جس موضوع پر لب کشا ہوئے عجیب پایا عظیم پایا، انداز تفہیم نرالا، جودت طبع

ایسی کہ بات سے بات نکالنا آپ پر ختم، بلا کی قوتِ حافظہ، ہر نکتہ جزم وضبط سے یوں بیان کرتے جیسے ابھی وارد ہوا ہو۔ کہنہ سالی، پیرانہ سالی مزاج میں تلخی، طبیعت میں کرختی لے آتی ہے۔ لیکن حقیقتاً آپ صوفی مزاج انسان تھے۔ محبتوں کی تشہیر، مسکراہٹوں کا فیض، سوز وگداز کے جام کے چشمے آپ کی شخصیت باوفا سے ہر وقت پھوٹتے۔

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی مرحوم

(جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ محسن اہلسنت تھے۔ مربی اساتذہ ودانشوراں تھے۔ میری ان کے ساتھ ہزاروں یادیں وابستہ ہیں۔ ان کو رقم کرنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں۔ میں اپنے محسن کو کن الفاظ کے سانچوں میں پیش کروں، ان کو کس آئینہ کلام میں اتاروں، ان کی شخصیت بذات خود آئینہ سنت نبویہ تھی بس انہیں عکس مومن کامل پایا، علم اور حلم کا مرقع اکمل پایا، انداز تکلم دلنشین، پُر سوز، پُر محبت، پُر مودّت، پُر حکمت، پُر دانش اور پُر لطف ہوتا۔ مطالعہ کی عادت میں آپ کو بدرجہ اتم کامل پایا۔ آپ کے حواشی مفیدہ، عبارات خط کشیدہ، تبصرات عظیمہ اور نکہت عالیہ کے کیا کہنے! تجزیہ نگاری کوہ پیمائی کے مترادف امر ہے لیکن آپ کے سامنے بازیچہ اطفال لگا۔ ایسے نکات کہ عقل ورطہ حیرت میں گم ہو جاتی ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں ان کی شخصیت کا عکس بنائے۔ آمین

محترم جناب اعجاز الحق

(سابق وفاقی وزیر حج واوقاف)

حضور محدث کبیر پاکستان امام اہلسنت علامہ مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ملت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ آپ بہت نفیس، ملنسار، میٹھے اور

ہمدرد انسان تھے۔ محبت کے پتلے اور گنوں کے گٹھلے تھے۔ جناب قائد مشائخ پیر محمد فضل حق صاحب کی رہائش گاہ پر میں نے آپ کی زیارت کی۔ اخلاق مصطفویؐ کا عملی نمونہ تھے۔ ایک طرح دار شخصیت کے حامل تھے۔ انداز میں بانکپن تھی۔ ہمہ صفت موصوف تھے۔ بارعب شخصیت اور باوقار گفتگو میں اُن کی شخصیت اور نکھر جاتی۔ ہشت پہلو ہیرے کی مانند ان کی شخصیت کا ہر پہلو منفرد رنگ رکھتا۔ اللہ عزوجل اُن کو اپنا خاص قرب محبت عطا کرے اور جمعیت مشائخ پاکستان کے قائد پیر محمد فضل حق صاحب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی ہمت دے۔

خطاباتِ حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

خالقِ حقیقی کی پہچان

سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ ختم کے موقع پر خطاب

جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنانے کے بعد اس میں روح پھونک کر جیتا جاگتا انسان بنایا اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس کے سوا تمام فرشتوں نے حکم الٰہی کی تعمیل کی۔ اس انکار اور تکبر کے سبب ابلیس راندہ درگاہ ہوا اور شیطان قرار پایا۔ بارگاہِ الٰہی سے ملعون ہو کر نکالے جانے کے بعد شیطان حضرت آدم علیہ السلام کا دشمن ہو گیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک نسل آدم کے ذہن وقلب تک رسائی مانگی، اس چیلنج کے ساتھ کہ وہ نسل آدم کو گمراہ کرتا رہے گا، اسے اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹاتا رہے گا اور ایمان والوں کی جڑیں کاٹتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مہلت دیتے ہوئے فرمایا:

> ''جو میری نافرمانی کرے گا تجھے دوست رکھے گا اور تیری پیروی کرے گا، میں تجھے اور ایسے تمام انسانوں سے جہنم کو بھر دوں گا''۔

شیطان یہ مہلت پا کر انسان کی تاک میں لگ گیا اور مختلف طریقوں سے اسے گمراہ کرنے لگا اور سیدھے راستے سے بھٹکانے لگا۔ شیطان کا سب سے خطرناک داؤ اللہ تعالیٰ کی پہچان کو ختم کرانا ہے جس میں گرفتار ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے اور اس کے

سوا دوسروں کو اپنا معبود بنا کر ان کی پرستش اور عبادت کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو دوسری ذاتوں میں ڈھونڈتا ہے یا ان سے منسوب کرتا ہے۔ بت پرستی اس کی عام مثال ہے۔ جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی پہچان ختم ہو جاتی ہے تو وہ گمراہ ہو کر کفر و شرک کا ارتکاب کرنے لگتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نسل انسانی کی راہنمائی وہدایت کے لئے ہر دور میں اپنے پیغمبر بھیجے جنہوں نے آسمانی کتابوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پہچان کرائی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کو معجزات اور دلائل عطا فرمائے جن سے وہ لوگوں کو معبود برحق کی پہچان کراتے، انہیں سیدھا راستہ دکھاتے، شیطانی راستوں پر چلنے سے منع فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو دلائل اور معجزات سے ثابت فرماتے تھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے۔ قرآن پاک کی سورۃ الاخلاص میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پہچان نہایت خوبصورتی اور عمدہ طریقے سے صرف چار مختصر آیات میں کرائی۔ ارشاد ہوتا ہے:

> بے شک وہ ذات پاک اور زبردست ہے جو چاہے تو اپنے بارے میں اتنی باتیں کرے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائے اور لکھنے کے لئے استعمال کیا جائے تو ختم ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں اور اگر چاہے تو یہ ساری باتیں صرف چند فقروں یا جملوں میں ہی ارشاد فرما دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

سورۃ الاخلاص نہ صرف اللہ تعالیٰ کی پہچان ہے بلکہ اس کی چاروں آیتیں ان کے لئے ایک ٹیسٹ کا درجہ رکھتی ہیں جنہیں کافر اور مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود مانتے یا اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتے ہیں۔ وہ لوگ اپنے معبودوں کو یا ان کو جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں ان چاروں ٹیسٹوں پر پرکھ سکتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کوئی ان پر پورا نہیں اتر سکتا۔

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک (ہی) ہے"۔ (سورۃ اخلاص، آیت ۱)

گویا تمام جہانوں کا رب صرف ایک اللہ ہی ہے۔ سورۃ الانبیاء میں ارشاد ہوتا ہے:

"اگر آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو یہ (زمین و آسمان) درہم برہم ہو جاتے"۔

گویا اگر واقعی آسمان وزمین میں ایک سے زیادہ معبود ہوتے تو کائنات پر حکم چلانے والی ایک سے زیادہ ہستیاں ہوتیں۔ ان سب کے ارادے، شعور اور مرضی الگ ہوتی۔ جب کائنات میں ایک سے زیادہ ہستیوں کا حکم چلتا تو کائنات کا یہ نظام قائم رہ ہی نہیں سکتا تھا جو ابتدائے آفرینش سے بغیر کسی ادنیٰ توقف کے قائم چلا آ رہا ہے۔

جب ایک سے زیادہ معبود ہوتے تو ان سب کا حکم ایک دوسرے سے ٹکراتا، مرضی کا تصادم ہوتا، اختیارات ایک دوسرے کی مخالف سمت میں استعمال ہوتے جس کا نتیجہ ابتری اور فساد کی صورت میں رونما ہوتا۔ چونکہ اب تک ایسا نہیں ہوا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کائنات میں صرف ایک ہی ہستی کا ارادہ و مشیت کارفرما ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے صرف اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لئے لئے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا۔ یہ لوگ جو اوصاف خدا کے بارے میں بتاتے ہیں، ان سے اللہ تعالیٰ پاک ہے (اور بے نیاز) ہے"۔

اس آیت میں وہ لوگ واضح طور پر رد ہو گئے اور کافر قرار دیئے گئے جو متعدد خداؤں کے قائل ہیں اور وہ بھی جو سرے سے وجود باری تعالیٰ کے قائل ہی نہیں ہیں۔

"اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے"۔ (سورۃ الاخلاص، آیت 2)

یعنی سارا جہاں اس کا محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اسے کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی اپنی زندگی، بقا اور کاروبار سلطنت چلانے کے لئے کسی دوسرے ذات یا شے کی مدد

درکار ہے۔ وہ چاہے تو اس کی ذات کے سوا باقی سب کچھ فنا ہو جائے، اگر چہ وہ ان سب کے دوبارہ، بلکہ بار بار ویسے ہی پیدا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ وہ نہ تھکنے والا ہے اور نہ سونے والا اور نہ ہی اسے کبھی موت آسکتی ہے۔ وہ ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ مخلوقات کا تو ذکر ہی کیا، کائنات کا ایک ایک ذرہ تک اپنی پیدائش اور بقا کے لئے اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے۔ وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا ذرہ جسے سائنس ایٹم کا نام دیتی ہے، اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمام جہانوں کو کھلانے والا ہے کسی سے کچھ نہیں مانگتا اور نہ ہی کسی میں اتنی طاقت اور قدرت ہے کہ اسے کچھ دے سکے۔ وہ پتھر میں بند کیڑے کو بھی اس کا رزق پہنچا دیتا ہے۔ اتنا مہربان اور بے نیاز کہ اس دنیاوی زندگی میں اسے بھی کھلاتا ہے جو اس پر ایمان رکھتا ہے اور اسے بھی کھلاتا ہے جو اس کے وجود کا منکر ہے۔ اتنا طاقت ور اور قادر مطلق کہ اس کے فیصلوں کو اس کے اپنے سوا کوئی بدلنے والا نہیں۔

"نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا"۔ (سورۃ الاخلاص، آیت 3)

یہاں پیدا کرنے سے مراد جننا ہے یعنی نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ ہی کسی اور نے اسے جنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کئی آیات میں کائنات اور اس میں موجود مخلوقات کو پیدا کرنے کا بار بار ذکر فرمایا ہے۔ جن کے مطالب و معانی اس آیت سے مختلف ہیں۔ ان تمام آیات میں پیدا کرنے کا مطلب بنانا، تخلیق کرنا یا عدم سے وجود میں لانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس کی ذات پیدائش کے اس عمل سے پاک ہے جو مخلوقات کے لئے ہے۔ وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی قدرت یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کی بابت فیصلہ کرتا ہے تو صرف حکم دیتا ہے "ہو جا" اور وہ چیز وجود میں آجاتی ہے۔

"اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے"۔ (سورۃ الاخلاص، آیت 4)

اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا اور اعلیٰ ہے۔ تمام جہانوں میں کوئی بھی اس سے مماثلت نہیں رکھتا۔ وہی کارخانہ قدرت کو چلاتا ہے اور اس کام میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں۔

یہاں ان لوگوں کے نظریے بھی رد ہو گئے اور وہ کفر کے مرتکب ہو گئے جو دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ زمان ومکان (وقت اور فاصلے) کی قید سے آزاد ہے۔ زمان ومکان اس کائنات کی اساس ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی کوئی حیثیت نہیں، بلکہ یہ تو اسی رب کے پیدا کئے ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہیں۔ اللہ چاہے تو وقت کو تیز چلا دے، چاہے تو سست چلائے، چاہے تو وقت کو ٹھہرا دے اور چاہے تو فنا کر دے۔ یقیناً وہ وقت پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ گزرے زمانے موجودہ زمانے اور آنے والے زمانے سب رب کے سامنے ہیں اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ اس کی شانِ کریمی ہے کہ وہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ واقعہ معراج زمان ومکان پر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی مثال ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کی سیر کر کے جب واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے حجرے کی کنڈی ہل رہی تھی، بستر گرم تھا اور وضو کا پانی بہہ رہا تھا جیسے ایک لمحے کے لئے باہر جا کر واپس تشریف لائے ہوں۔ سبحان اللہ۔

توبہ کا فلسفہ

بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے سالانہ عرس کے موقع پر خطاب

توبہ کیا ہے؟ کس سے کی جاتی ہے؟ توبہ ایک طرح کی معافی ہے، کسی سابقہ غلط بات یا بری حرکت پر شرمندگی کا احساس واظہار ہے۔ توبہ اس ہستی سے کی جاتی ہے جس سے انسان کو ڈر لگتا ہے، اسے یہ معلوم ہو کہ ایک نہ ایک دن یہ ہستی اس سے جواب طلب کرے گی اور غلط حرکتوں پر سزا بھی دے گی۔ چنانچہ مذکورہ بالا ہستی کے اسی ڈر وخوف کی وجہ سے انسان اس سے توبہ کرتا ہے اور اپنی سابقہ حرکات کی معافی چاہتا ہے۔

قرآن حکیم فرقان مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے غلط حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ مہربانی کرتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے''۔ (سورۃ النساء، آیت 17)

یہاں ایک اہم نکتہ بیان کیا جارہا ہے جو عقل و شعور رکھنے والوں کے لئے راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ اللہ انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے غلط حرکت کر بیٹھتے ہیں، یہاں بنیادی اور توجہ طلب نکتہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت ہر کسی کی توبہ قبول نہیں فرماتا، ایسا نہیں ہے کہ جس کا جب جی چاہے کھلی نافرمانی کرے، گناہ اور بے حیائی کے کام کرتا پھرے اور جب اسے کوئی تکلیف یا پریشانی گھیر لے یا کسی مشکل میں گھر جائے تو اسے اللہ تعالیٰ یاد آجائے اور وہ اس سے توبہ شروع کر دے، اپنی سابقہ غلطیوں کی معافی چاہے اور یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ انہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے غلط حرکت کر بیٹھتے ہیں، یعنی اگر ان سے اللہ تعالیٰ کی کوئی حکم عدولی ہوئی ہے یا نافرمانی ہوئی ہے تو انہوں نے جان بوجھ کر نہیں کی، بلکہ ان سے انجانے میں ہوئی ہے اور وہ غلطی سے اس جرم کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہو رہا ہے کہ پھر جلد توبہ کر لیتے ہیں یعنی وہ لوگ جنہوں نے بے خبری میں ایک غلطی کی ہے، جیسے ہی انہیں اس کا احساس ہوتا ہے وہ فوراً توبہ کر لیتے ہیں کیونکہ وہ عادتاً اور فطرتاً اچھے نیک اور فرماں بردار لوگ ہوتے ہیں۔ بس کسی وجہ سے انجانے میں غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر چکے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ اپنے نیک اور فرماں بردار بندوں کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا اور ہر وقت ہر لمحہ ان کی راہنمائی کرتا ہے، اسی طرح وہ اس موقع پر بھی اپنے پسندیدہ بندوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے اور انہیں ان کی غلطی کا ادراک کرا دیتا ہے۔ پس جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے تو وہ فوری طور پر اپنے رب کے حضور اس کی معافی چاہتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہو کر توبہ کی درخواست کرتے ہیں۔

آگے ارشاد ہورہا ہے کہ پس ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ مہربانی کرتا ہے۔ ہمارا رب تو ہے ہی رحیم اور رحمٰن وہ ہر وقت ہر لمحہ اپنے نیک بندوں کو اپنی عنایات اور عطائیں دیتا رہتا ہے۔ چنانچہ وہ پسندیدہ اور محبوب بندوں پر جو انجانے میں کسی غلطی کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور احساس ہوتے ہی اس کی معافی چاہتے ہیں۔ مہربانی فرماتا ہے اور ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ گویا فرماں برداروں پر اس فیاض اور سخی رب کا یہ احسان عظیم ہے کہ وہ فوراً ان کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور انہیں اپنی جانب سے رضا کا تحفہ عطا فرماتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ یہ غلطی انہوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا ان کی نادانی یا غلطی سے ایسا ہوا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ”وہ سب کچھ جانتا اور حکمت والا ہے“ بھلا انسان اپنے رب سے بھی کچھ پوشیدہ رکھ سکتا ہے۔ وہ اس سے کبھی نہیں چھپ سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ وہ رب العالمین جانتا ہے کہ یہ غلطی انسان نے جان بوجھ کر کی تھی یا انجانے میں اور یہ کہ آیا وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون شرمندہ ہے اور کون نہیں ہے چنانچہ وہ دل سے شرمندہ ہونے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔

یہاں تک تو بات ہوئی ان لوگوں کی جن کی توبہ رب العزت قبول فرماتا ہے اور اب ذکر ان لوگوں کا جن کی توبہ بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں کی جاتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) برے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آموجود ہو تو اس وقت کہنے لگیں کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ایسی لوگوں کے لئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے“۔ (سورۃ النساء، آیت 18)

اس آیہ مبارکہ میں نافرمانوں اور ان بدعہد لوگوں کے بارے میں بتایا گیا ہے جو ساری عمر برے کام کرتے رہتے ہیں، اپنی زندگیوں کو گناہوں سے آلودہ رکھتے ہیں، کبھی

اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف آنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایسے لوگ بھی توبہ تو کرتے ہیں مگر اس وقت جب موت ان کے سر پر آن کھڑی ہوتی ہے۔ جب وہ موت کے فرشتے کو اپنے سامنے کھڑا پاتے ہیں تو انہیں دنیا اور آخرت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ مالک ارض وسما کے سامنے معافی کے طلب گار ہوتے ہیں، وہ اس سے توبہ کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کائنات کا رب انہیں دنیا سے جاتے جاتے معاف کر دے تاکہ ان کی آخرت کی زندگی میں ان کی کوئی جواب طلبی نہ ہو لیکن اس وقت ان کی توبہ قبول نہیں کی جاتی اور وہ دنیا سے اس حالت میں جاتے ہیں کہ ان پر نافرمانوں کی مہر لگی ہوتی ہے۔ ان کا رب نہ ان سے راضی ہوتا ہے اور نہ انہیں بخشش اور معافی عطا فرماتا ہے۔ اس آیت میں دو افراد کی توبہ قبول نہ کرنے کی خبر دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ ہیں جو ساری عمر گناہ اور نافرمانی کرتے رہے اور مرتے وقت معافی اور توبہ کے طلب گاہ ہوتے ہیں۔

دوسرے وہ جنہوں نے ساری عمر کفر کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کیا اور اس کے احکامات قبول نہیں کیئے اور دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوئے کہ وہ کافر اور گناہ گار تھے۔ چنانچہ آیت کے اگلے حصے میں بتایا جا رہا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے، اس کی کتاب، اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا انکار کرنے والے اس کے احکامات کو نہ ماننے والے یہ سب روز حشر بہت بڑے عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ یہ وہ عذاب شدید ہے جو اللہ تعالیٰ نے ابھی سے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ پروردگار عالم کو توبہ کرنے والے بہت پسند ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے فرماں بردار بندے ہمہ وقت اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں لگے رہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں اہل ایمان کو بار بار توبہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رب کائنات کو توبہ کرنے والے بندے بے حد محبوب ہیں۔ دوسری جانب خالق کائنات کا یہ بھی حکم ہے کہ ایسی توبہ کرو جو نصیحتوں سے بھری ہوئی ہو، یعنی محض دنیاوی

دکھاوے کے لئے توبہ نہ کی جائے بلکہ پورے خلوص اور ایمان کے ساتھ کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سب دیکھتا اور جانتا ہے کہ تمہارے دل میں کیا ہے اور تم کس نیت سے توبہ کر رہے ہو۔ ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ خود باری تعالیٰ کا فرمان ہے کہ صرف صاحبان ایمان ہی توبہ کرتے ہیں کیونکہ وہ توبہ کی اہمیت بھی جانتے ہیں اور اس کے فائدے سے بھی آگاہ ہیں یعنی ہمارا پالنے والا رب کہہ رہا ہے کہ جن لوگوں کے دل ایمان کی روشنی سے بھرے ہوئے ہیں، صرف انہی لوگوں کو باری تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ جو دل ایمان کے نور سے خالی ہوں وہ بھلا توبہ کیسے کر سکتے ہیں؟ پھر خود ہی یہ بھی فرما رہا ہے کہ ایمان والے ہی توبہ کی اہمیت بھی جانتے ہیں اور وہ اس حقیقت سے بھی باخبر ہیں کہ توبہ کرنے سے کیا فائدے ملیں گے اور پروردگار عالم کی رضا اور خوشنودی کیسے حاصل ہو سکے گی، اس لئے مومن کھلے دل سے توبہ کرتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔

اس کائنات کو تخلیق کرنے والا اللہ اس وقت بڑی خوشی کا اظہار فرماتا ہے جب اس کے ایمان والے بندے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیتے ہیں اور فرماں بردار بندوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر مالک الملک اپنی خوشی کا اظہار فرماتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"توبہ کرنے والے مومنوں کو خوشخبری دے دیجئے"۔ (سورۃ التوبہ، آیت 112)

یعنی انہیں یہ بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی ہے اور انہیں اپنی رضا سے نواز دیا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"(اور اے نبی ﷺ) آپ ان مومنوں کو خوش خبر دے دیجئے"۔

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ فرمایا گیا کہ آپ اہل ایمان کو اپنی زبان مبارک سے یہ خوشی کی خبر سنا دیجئے کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا اور اس نے انہیں بخش دیا۔ پروردگار عالم نے فرمانبرداروں کو اپنا دوست قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔ (سورۃ البقرہ، آیت 222)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اہل ایمان کو دل سے توبہ کرنے اور باقی تمام عمر اپنے رب کی فرماں برداری کی توفیق عطا فرمائے تاکہ انہیں ان کے رب کی رضا مل سکے۔ (آمین)

آدابِ دُعا

داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر خطاب

اللہ تعالیٰ کے سامنے بندہ جس عاجزی و تعظیم کی آخری حد کو چھو جاتا ہے اس کا نام بندگی ہے یا عبادت ہے جو کہ تمام جن و انس کا مقصد حیات بھی ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"دعا عبادات کا مغز ہے"۔

یہ بندہ اور رب کے درمیان تعلق پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار کا جواب دوں گا"۔ (سورۃ المومن، آیت 60)

دعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنی چاہئے کیونکہ حاجت روائی اور کارسازی کے سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور ساری مخلوق اس کی محتاج ہے جبکہ اس کے سوا کوئی نہیں جو بندوں کی پکار سنے اور ان کی دعا قبول کرے۔ دعا نہ مانگنا تکبر کی علامت ہے کیونکہ یہ واضح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ جو لوگ دعا نہ مانگ کر تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے جبکہ انسان کو اپنی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی یوں دعا نہ کرے کہ یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے یا اللہ تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم فرما بلکہ اللہ تعالیٰ سے پورے وثوق سے سوال و دعا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجبور کرنے والا اور اس پر دباؤ ڈالنے والا کوئی نہیں"۔ (متفق علیہ)

چاہئے کہ وہ (مانگنے والا) خوب رغبت اور توجہ کے ساتھ دعائیں کرے کیونکہ کوئی چیز عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ مشکل نہیں"۔ (صحیح مسلم)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دعا میں استثنا کی ممانعت ہے یعنی یوں نہیں کہنا چاہئے کہ "یا اللہ تو چاہتا ہے تو مجھے بخش دے"۔

دعا انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کے ساتھ مانگنی چاہئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے سچے دل سے دعا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسی دعا قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواکے دل سے نکلی ہو"۔

جب کوئی ضرورت مند اللہ تعالیٰ سے اس نیت سے دعا مانگتا ہے کہ میری مصیبت کو ختم کرنے والا اور میری حاجتوں کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے جو رحیم وکریم ہے، وہ اس پوری کائنات کا خالق ومالک ہے اور تمام جہانوں کے خزانے اس کے قبضے میں ہیں اور وہ جسے عطا کرنا چاہے عطا کرتا ہے اور جس سے چھیننا چاہے اس سے چھین سکتا ہے تو اس کی مراد ضرور پوری ہوتی ہے اور اگر نہیں بھی پوری ہوتی تو اس میں بھی کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے دعا میں ہم وہ کچھ مانگ رہے ہوں جو ہمارے لئے مفید نہیں بلکہ مضر ہو البتہ دعا مانگنے کا اجر اس شخص کو آخرت میں ضرور ملتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور گمراہ لوگ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں"۔ (القرآن)

دعا مانگتے وقت اپنے نیک اعمال کا واسطہ دینا ایک اچھا عمل ہے جبکہ دعا میں اللہ تعالیٰ کو اس کے اچھے اچھے ناموں سے پکارو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور اللہ تعالیٰ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے"۔ (الاعراف، 180)

"کہہ دو کہ تم (اللہ کو) اللہ (کے نام سے) پکارو یا رحمٰن (کے نام سے) جس نام سے پکارو، اس کے سب نام اچھے ہیں"۔ (الاسراء، 110)

ہمیں چاہئے کہ ہم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں، دکھ سکھ میں، خوشی اور غم میں، صحت اور بیماری میں پریشانی اور خوش حالی میں، ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کریں۔ اپنے حالات میں سے ہم جس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اپنے حالات اور اپنی دلی کیفیات کے اعتبار سے اس کے "اسماء الحسنیٰ" میں سے کوئی اسم پاک بے اختیار ہماری زبان پر آجاتا ہے جو ہماری حالت و کیفیت کے عین مطابق ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی رزق کی تنگی میں مبتلا ہے تو اس کی زبان پر بار بار اللہ تعالیٰ کا اسم پاک "رزاق" ہی آئے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بغیر کوئی نہیں جو رزق کی تنگی کو دور کر کے اسے رزق عطا فرمانے لگے۔ اس لئے کہ اللہ ہی تو رزق دینے والا زور آور مضبوط ہے۔ (الذاریات:85)

پیارے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور درود و سلام سے زبان کو تر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرمائے اور امان میں رکھے۔

اور اپنے والدین کی خدمت کریں اور ان کے لئے دعا ضرور مانگیں ان سے بڑا کوئی خیر خواہ نہیں، اپنے بچپن کی وہ خوبصورت یادیں جو صرف والدین کی مہربانیوں اور شفقت کے باعث تھیں صرف ایک بار ان کا تصور ضرور کریں۔ اور اپنے رب سے وہ سب

کچھ مانگ لیں جس کا کہ آپ تصور کر سکتے ہیں مگر اس یقین کے ساتھ اس سے بڑا دینے والا کوئی نہیں اور ہر مانگنے والے کو عطا کرتا ہے۔ اللہ رب العزت ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمادے۔ بقول میاں محمد بخش صاحب:

جے ویکھاں اپنے عملاں ولے تے کجھ نئیں میرے پلے

جے ویکھاں تیری رحمت ولے تے بلے بلے بلے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یہ اس دعا فرمایا کرتے تھے:

"اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے، غم سے، کم ہمتی سے، کاہلی اور بزدلی سے اور کنجوسی اور قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے دباؤ سے"۔

اس دعا میں جن آٹھ چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے ان میں سے چار ایسی چیزیں ہیں جو حساس اور صاحب شعور آدمی کیلئے زندگی میں بے سکونی اور سخت اذیت کا باعث ہوتی ہیں اس کے کام کرنے کی قوت اور صلاحیتوں کو معطل کر کے رکھ دیتی ہیں، جس کے نتیجہ میں وہ دنیا و آخرت کی بہت سی کامیابیوں اور سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے اور وہ چیزیں ہیں فکر و غم، قرضہ کا بوجھ اور مخالفین کا غلبہ اور باقی چار ایسی کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے آدمی وہ جرأت مندانہ اقدامات اور محنت و قربانی والے اعمال نہیں کر سکتا، جس کے بغیر نہ دنیا میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے اور نہ آخرت میں فوز و فلاح اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکتی ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بھی دعا فرماتے تھے:

"اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی اور کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے، قرضہ کے بوجھ سے اور ہر گناہ سے۔ اے اللہ میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنے سے اور عذاب قبر سے اور دولت و

ثروت کے فتنے کے شر سے، مفلسی اور محتاجی کے فتنہ کے شر سے اور فتنہ دجال کے شر سے"۔

سنن ابو داؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک انصاری صحابی ابوامامہ کو مسجد میں بیٹھے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے تم اس وقت جبکہ کسی نماز کا وقت نہیں ہے، مسجد میں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا مجھ پر قرضوں کا بہت بوجھ ہے اور فکروں نے مجھے گھیر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ایسا دعائیہ کلمہ نہ بتا دوں جس کے ذریعے دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں ساری فکروں سے نجات دے دے اور تمہارے قرضے بھی ادا کر دے۔ ابوامامہ نے عرض کیا ضرور بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم صبح وشام یہ دعا اللہ تعالیٰ سے مانگا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ؕ

"اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے، سستی اور کاہلی سے، بزدلی اور کنجوسی سے اور پناہ مانگتا ہوں قرض کے غالب آنے سے اور لوگوں کے دباؤ سے"

بسا اوقات انسان پر خصوصاً حق پر قائم رہنے کی کوشش کرنے والے شخص کو ایسے موقع پیش آتے ہیں کہ وہ وقت کے ارباب اقتدار کے غصہ اور ناراضگی کا نشانہ بن جاتا ہے اور ان کی طرف سے ظلم وزیادتی کا خطرہ اس کے لئے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو حاکم وقت کے ظلم وزیادتی کا خوف ہو تو اسے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہئے۔

"اے اللہ! ساتوں آسمان اور عرش عظیم کے مالک فلاں بن فلاں (حاکم) کے شر سے اور سارے شریر انسانوں اور جنوں اور ان کے پیروکاروں کے شر سے حفاظت فرما اور مجھے اپنی پناہ میں لے لے کہ اُن میں سے کوئی مجھ پر ظلم اور زیادتی نہ کر سکے، جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے تیری ثنا باعزت ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی پناہ مانگو بلاؤں کی سختی سے، بدبختی کے لاحق ہونے سے، بری تقدیر سے اور دشمنوں کی ہنسی سے"۔

اس حدیث پاک میں چار چیزوں سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔ درحقیقت دنیا اور آخرت کی کوئی برائی اور کوئی تکلیف، کوئی مصیبت اور کوئی پریشانی ایسی نہیں جو ان چار عنوانوں کے علاوہ ہو۔

بلاء ہر اس حالت کا نام ہے جو انسان کے لئے باعث تکلیف اور موجب پریشانی ہو، جس میں آزمائش ہو، یہ دنیوی بھی ہو سکتی ہے اور دینی بھی، روحانی بھی ہو سکتی ہے اور جسمانی بھی، انفرادی بھی ہو سکتی ہے اور اجتماعی بھی۔ لہٰذا بلاء کا لفظ تمام مصائب، تکالیف اور آفات کو شامل ہے۔ اس کے بعد دوسری چیز جس سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے وہ بدبختی کا لاحق ہونا ہے۔ تیسری چیز بری تقدیر ہے اور آخری چیز جس سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا وہ شماتۃ الاعداء ہے یعنی کسی مصیبت اور ناکامی پر دشمنوں کا ہنسنا۔ آج ہم ان تمام مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں جن سے آپ ﷺ نے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا، کہیں دولت کا فتنہ سیلاب کی طرح آ رہا ہے، ہر فرد قرض کے بوجھ تلے دبا نظر آتا ہے۔ گھر کا غم، اولاد کا غم، دفتری اور کاروباری فکر، ہر شعبہ میں کاہلی اور سستی کا وجود اور پھر ہر شخص اپنے اوپر دوسرے لوگوں کا دباؤ محسوس کرتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں کم

ہمتی سامنے آ رہی ہے۔ بزدلی کے خول کو اتار کر مسلمان کشمیر اور افغانستان میں اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے خواب دیکھ رہا تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ دشمن ہماری اندرونی کشمکش اور ملکی فسادات پر خوش ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ان تمام چیزوں سے پناہ مانگیں۔

خطاباتِ قائد مشائخ حضرت قبلہ پیر محمد فضل حق قادری دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور محدث کبیر پاکستانؒ

قائد جمعیت مشائخ پاکستان

رسم و رواج کی پابندی؟

حضور محدث کبیر پاکستانؒ کے سالانہ عرس کے موقع پر خطاب

تہذیب کی ترقی سے رسم و رواج وجود میں آئے ہیں۔ انسان معاشرے کا جانور بن گیا ہے۔ دوسروں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور پھر اپنے ساتھ رہنے والوں کا اثر قبول کرتا ہے۔ اس کی زندگی میں معاشرہ ہی رسم و رواج داخل کرتا ہے۔ انسان ان رسم و رواج میں کھو جاتے ہیں یہاں تک کہ خدا کا خوف بھی بھول جاتا ہے لیکن معاشرے کے رسم و رواج نہیں بھولتے۔

انسان اپنے تخلیق کردہ معاشرے میں تخلیق کردہ رسومات میں پھنس کر رہ گیا ہے۔ یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ انسان کسی قسم کی پابندیوں کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن یہ بات بھی اہم ہے کہ انسان کو ہر معاملے میں آزاد اور خود مختار نہیں چھوڑا جا سکتا کیونکہ اس معاشرے کا توازن ایک دم سے ہی بگڑ جاتا ہے۔ بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو ہی ہڑپ کر جائیں گی اور جن کے پاس لاٹھی ہو گی وہ تمام بھینسوں کو ہانک کر۔

گے۔ یہ بات معاشرے کے اصولوں کے عین خلاف ہے۔

اسلام نے فضول رسم و رواج کی بہت زیادہ مذمت کی ہے۔ اسلام ایک دین فطرت ہے۔ دین ہمارے لئے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔ اسلام نے رسم و رواج اور جاہلانہ باتوں سے بہت زیادہ نفرت کا اظہار کیا ہے اور غیر شرعی حرکتوں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اسلام نے زیادہ فضول خرچی پر بھی لعنت کی ہے اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں''۔(17:27)

زندگی کے ہر پہلو کے لئے ہمارے پاس اسلام کی ناقابل فراموش مثالیں موجود ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے نہ صرف ہم ان فرسودہ رسومات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ہمیں ثواب بھی ملتا ہے۔ نکاح اور شادی بیاہ مسنون اور سادہ رسم ہے۔ اسے سادگی سے انجام دینا چاہئے۔ لیکن ہم نے ان فرسودہ رسومات کو اپنا کر اپنی زندگی کو اجیرن بنالیا ہے اور ہم نے بہت سے معاشرتی مسائل پیدا کر لئے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی میں بارات کا تصور بھی نہیں تھا۔ مثلاً شادی کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لینے کے لئے چند عورتیں گئی تھیں ان کی والدہ نے اپنی بیٹی کا منہ دھلا کر سادہ لباس میں رخصت کر دیا۔ اس طرح حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح حبشہ میں ہوا تھا جبکہ آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تھے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینے میں لے کر آئے تھے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی بیٹیوں کی شادی بھی بڑی سادگی سے کی تھی۔ صرف ایک بیٹی کے جہیز میں صرف مشکیزہ، تکیہ اور چکی شامل تھیں۔ حفیظ جالندھری نے حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کچھ یوں بیان کیا ہے:

جہیز ان کو ملا جو شہنشاہ دو عالمؐ سے
ملا ہے درس ہم کو سادگی کا فخر آدم سے

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم شادی کی فضول رسومات کی پابندی نہ کریں بلکہ ہمیں ان کے خلاف بغاوت کرنی چاہئے اور جو لوگ ان رسومات پر عمل کرتے ہیں ان کے خلاف اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ ان کے ساتھ تعلق ختم کر دینا چاہئے۔ جہیز اور دوسری فرسودہ رسومات کے خلاف سرگرم عمل رہیں اور لوگوں کو اسلام کی تعلیمات کی حقیقت سے آگاہ کریں۔ لوگ اپنی حیثیت میں رہ کر بھی اپنی ضروریات کو پورا کرسکیں اور ان فرسودہ رسومات کو ہم یکجہتی سے ختم کر کے اپنی زندگی میں سکون برپا کر سکتے ہیں۔

معاشرے کے رسم و رواج جہاں انسان کی نفسیاتی مجبوری ہے وہاں ان کی شدت بہت نقصان دہ ہے۔ رسم و رواج کی وجہ سے نقصانات نہ صرف فرد کو ہوتے ہیں بلکہ اجتماعی طور پر پوری قوم کو متاثر کرتے ہیں۔

مذہب کی قید اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے تاکہ اس سے انسانیت محفوظ رہے اور معاشرے میں امن وسکون قائم رہے۔ لیکن انسان تو گھاٹے میں ہے کیونکہ غلط رسم و رواج سے انسان زمین پر فساد برپا کر رہا ہے۔ اور انسان ہی انسان کا دشمن بن گیا ہے اور انسان ہی انسان کا خون کر رہا ہے۔ اگر انسان پر حدود لاگو نہ کی جائیں تو ہر انسان دوسرے انسان کو ہڑپ کر جائے۔

رسم ورواج کی وجہ سے زندگی میں بہت نقصانات ہوتے ہیں۔ اس سے گھریلو زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ انسان ان رسم و رواج کو پورا کرنے کے لئے قرض لیتا ہے، گھر اور زمین گروی رکھی جاتی ہے، زیور اور قیمتی اشیاء بہت کم پیسوں میں فروخت کر دی جاتی ہیں، رسم ورواج کی پابندی کی وجہ سے انسان کی زندگی مشکل ہو جاتی ہے اور ان مصیبتوں کی وجہ سے انسان ذہنی دباؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔ ان رسم و رواج کی وجہ سے جیتے جی انسان کی عزت کا جنازہ نکل جاتا ہے اور وہ پورے معاشرے میں بدنام ہو کر رہ جاتا ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ انسان نے خود ہی ایسی رسم ورواج کو اپنے آپ سے چمٹا کر رکھا ہوا ہے۔

زمانہ قدیم میں انسان کا معاشرتی و اخلاقی ارتقاء نہ ہونے کی وجہ سے رسومات بھی

واضح نہیں تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں انسان نے تیزی سے بہت سے دوسرے معاملات میں ترقی کی وہاں ان رسومات نے بھی ترقی کی۔

رسم و رواج کی اندھا دھند پابندی کی وجہ سے پوری قوم میں زوال پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ اس قوم کے لوگ ترقیاتی کاموں میں حصہ نہیں لیتے بلکہ وہ اپنا مال اور وقت بے کار اور فضول کاموں میں خرچ کر دیتے ہیں اور وہ ایسی فضول چیزیں تیار کرتے ہیں جن کا زندگی میں کوئی مقصد نہیں ہوتا اور نہ ہی ان اشیاء سے قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور نہ ہی وہ اشیاء ان لوگوں کے کام آتی ہیں جو ان اشیاء کو تیار کرنے میں اپنا مال اور وقت ضائع کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ اپنا مستقبل تباہ کر لیتے ہیں اور نہ ہی عالمی سطح پر ان کو آگے بڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ مثال کے طور پر پتنگ بنانا، آتش بازی کا سامان بنانے یا آرائشی سامان بنانے میں صرف وقتی آمدن حاصل ہوتی ہے لیکن قوم کو صنعت و حرفت میں آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملتا۔

مختلف خاندانوں اور قبائل میں بھی رسم و رواج کی پابندی کی جاتی ہے اور جو ان کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس کو موت کے گھاٹ بھی اتار دیا جاتا ہے۔ ہر قبیلے اور خاندان کے اپنے اپنے رسم و رواج ہوتے ہیں۔ اسی طرح ''ونی'' کی رسم بھی ان ہی کا حصہ ہے۔ اس رسم میں مختلف قبائل کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے معصوم بچیوں کو اس کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ کم عمری میں ہی ان کی شادیاں مرضی کے خلاف بوڑھوں سے کر دی جاتی ہیں اور عزت کے نام پر بچیوں کو ان ظالموں کے ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے، لیکن رسم و رواج میں ان معصوم بچیوں کا کیا قصور ہوتا ہے۔ ان کی زندگیوں کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ آخر کب تک؟ ان معصوم جانوں کو ان وحشیوں کی وحشت کی بھینٹ چڑھایا جاتا رہے گا۔ آخر کب تک؟

ہمارے ملک میں شادی بیاہ کی رسمیں بہت زیادہ فضول خرچی کا باعث بنتی ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں باراتی مہندی اور بناؤ سنگھار پر بہت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ

انتہائی غیر ضروری ہے بلکہ یہ سراسر فضول خرچی ہے۔ ان میں سب سے بڑی جہیز کی لعنت ہے۔ لڑکے کے گھر والے لڑکی کے ماں باپ کو جہیز کے نام پر بلیک میل کرتے ہیں اور کچھ خاندان معاشرے میں اپنی ساکھ رکھنے کے لئے نمائشی جہیز دیتے ہیں لیکن وہ لوگ جو غریب ہونے کی وجہ سے اپنی بیٹیوں کو جہیز نہیں دے سکتے ان کی بیٹیاں پوری زندگی گھر میں ہی بیٹھی رہتی ہیں اور اپنے ماں باپ کے گھر میں ہی بوڑھی ہو جاتی ہیں۔ جب بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو بہت سی رسومات ادا کی جاتی ہیں لیکن ان رسومات نے غریب لوگوں کی زندگی کو اجیرن بنا کر رکھ دیا ہے۔ ان فضول رسموں کی وجہ سے معاشرے میں بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں اور ان سے معاشرے کا سکون تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے اور پھر معاشرے میں بچے کے پیدا ہونے سے لے کر اس کی شادی تک مختلف رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ ان موقعوں پر جو رقم خرچ ہوتی ہے وہ فضول خرچی میں شامل ہے۔ مٹھائیوں کے ٹوکرے تقسیم کیے جاتے ہیں اور ناچ گانے پر بہت سارو پیہ پیسہ خرچ کیا جاتا ہے اور اس طرح معاشرے میں اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے اپنی استطاعت سے بھی زیادہ روپیہ خرچ کرتے ہیں تاکہ برادری میں ان کا بھرم رہے اور وہ معاشرے میں بلند مقام حاصل کرلیں۔ لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ان کاموں کی وجہ سے وہ اپنے مستقبل کو تباہ کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے ایسے لوگ ذہنی مریض بن کر رہ جاتے ہیں۔

اسی طرح جو کوئی وفات پا جاتا ہے تو اس کے مرنے پر بھی بہت سی رسمیں ادا کی جاتی ہیں، دیگیں پکائی جاتی ہیں اور رشتہ داروں کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ یتیم اور بے سہارا بچوں کی جائیدادیں ان رسم و رواج پر ہی ختم ہو جاتی ہیں اور وہی رشتہ دار مطلب پورا ہونے پر منہ پھیر لیتے ہیں۔

پتنگ بازی اور آتش بازی یہ دونوں تہوار ہندوؤں کے تہواروں کا حصہ ہیں، لیکن ان تہواروں کو مسلمان زیادہ یاد رکھتے ہیں۔ معراج شریف ہو یا عید کا موقع یا شادی بیاہ کا موقع تو آتش بازی کی جاتی ہے اور اس کے لئے ہزاروں روپے بے دریغ خرچ کیے

جاتے ہیں۔ لاکھوں روپے ان فضول رسموں کے لئے ضائع کر دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح بسنت کا تہوار منایا جاتا ہے۔ ایک ہی دن میں لاکھوں روپے کی ڈور خریدی جاتی ہے۔ اس طرح قومی دولت بے دریغ خرچ کی جاتی ہے اور کسی کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ ہم اس رقم کو فضول کاموں میں خرچ کرنے کی بجائے اکٹھا کریں اور اپنے ملک کا قرض اتارنے میں مدد کریں تاکہ دوسرے ممالک کے تسلط سے آزاد ہو سکیں اس طرح اپنی قوم کو مضبوط بنا سکتے ہیں اور اپنی قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔

گفتگو کے آداب!

حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر خطاب

کردار کی بلندی اور مضبوطی ہی انسانیت کی منزل ہے۔ انسان کی تمام تر جدوجہد کا مقصد یہ ہے کہ وہ ایسا انسان بن جائے کہ جس سے اللہ رب العزت بھی راضی ہو اور اس کی مخلوق بھی اس پر خوش ہو، اس لئے ہر انسان خود کو جاننا اور دوسرے کے ذریعے سے خود کو پہچانے جانے کا ایک فطری عمل رکھتا ہے۔ عموماً انسان کی پہچان میں اس کا نسب، خاندان اور برادری بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بات اگر فقط نسب، خاندان اور برادری تک محدود رہے تو انسان کا نام تو پیدا ہو گا، لیکن اس کا مقام نہیں ہو گا۔ جو انسان اپنی گفتار اور کردار میں اعلیٰ ہے تو معاشرے میں بھی شرف وفضیلت کا تاج اسی کے سر پر سجایا جاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو"۔

گفتار میں دیکھا جائے تو سب سے پہلے اسلام نے آپس کی ملاقات میں سلام بجا لانا کہا ہے تاکہ سب سے پہلے ایک دوسرے پر سلامتی کے الفاظ کے ساتھ مل سکیں۔ قرآن

مجید میں ارشاد ربانی ہے:

"اور جب تم کو کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو اس سے بہتر لفظ کے ساتھ سلام کرو"۔ (النساء، آیت 86)

یوں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گفتگو کے آداب بتائے کہ پہلے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو، سلام کے بعد گفتگو کیسے کرنی چاہئے، اس کی حقیقت کیا ہونی چاہئے، اس حوالے سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"کہ مومن لوگوں کو پاکیزہ کلام کی ہدایت کی جائے" (المومنون: 96)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر (یعنی بات کو تین تین بار دہرا کر) کرتے تھے۔ مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"رسول اکرم ﷺ کی زندگی تمہارے لئے اسوۂ حسنہ کا نمونہ ہے"۔ (الاحزاب، 61)

آپ ﷺ نے حسن اخلاق کو افضل ایمان قرار دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کون افضل ایمان والا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو اخلاق میں سب سے بہتر ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص 957) ایک اور مقام پر فرمایا:

"اچھی بات صدقہ ہے"۔ (ریاض الصالحین، حدیث نمبر 697)

زبان ہی تو ہے جو انسان کو سچ اور جھوٹ بولنے کی عادت ڈالتی ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے زبان کی ضمانت کے حوالے سے حکم فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان (یعنی اپنی زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان (یعنی اپنی شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 6109)

ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے فائدہ گفتگو نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ بے فائدہ گفتگو سے انسان کا معاشرے کے اندر مقام کم ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں کہ فضول باتیں کرنے سے کوئی بھلائی نہیں ہوتی"۔(الاداب المفروض، حدیث نمبر 579)

ایک اور مقام پر فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"کسی شخص کے اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ چیزوں کو ترک کر دے"۔(جامع ترمذی، حدیث نمبر 2317)

گفتگو کے آداب میں یہ ہے کہ کسی کو گالی مت دو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ یہاں تک کہ ہوا کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا۔ (الادب المفرد، حدیث نمبر 931)

کسی کو مشورہ دینا ہو تو اچھا مشورہ دیا کرو کیونکہ یہ بھی ایک امانت ہوتا ہے۔ آج تو ہمارا یہ حال ہے کہ اگر کوئی ہم سے راستہ پوچھے تو صحیح نہیں بتاتے۔ گفتگو کے آداب میں آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ قہقہہ نہ لگاؤ کیونکہ اس طرح ہنسنا دل کے مرجانے کا سبب بنتا ہے۔(الادب المفرد، حدیث نمبر 253)

آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 1956)

آج کل مسکرانا تو درکنار ہم منہ پھیر لیتے ہیں یا پھر سلام کا جواب دینے سے پہلے ہی غصہ کر لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حسن خلق کے حوالے سے مزید فرمایا کہ قیامت کے دن ترازو میں حسن خلق سے بڑھ کر کوئی اور عمل بھاری نہ ہوگا۔ (جامع ترمذی، حدیث 2002)

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے مال کے ذریعے لوگوں کو خوش نہیں کر سکتے لہٰذا خندہ پیشانی اور حسن خلق (اچھی گفتگو) کے ذریعہ سے انہیں خوش رکھا کرو۔ آپ ﷺ نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ جب محفل میں بڑے لوگ گفتگو کر رہے ہوں تو چھوٹوں کو ان کی بات نہیں کاٹنی چاہئے۔

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث

علامہ مولانا غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: علامہ مفتی عبدالغفار قادری

ماضی بعید میں برصغیر پاک وہند یا متحدہ ہندوستان کو محض سونے کی چڑیا ہی نہیں بلکہ کرزہ کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا اور غالباً یہی وجہ تھی کہ خالق و مالک کل کائنات نے اس خطے میں سب سے زیادہ اپنے برگزیدہ بندے بھیجے اور دین حق کی ترویج و فروغ فرمایا۔ اللہ جل شانہٗ کی چنیدہ ان ہستیوں میں لاتعداد اولیاء کرام، علماء حق، مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم اور صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ یہ سلسلہ طلوع اسلام سے لے کر عصر حاضر تک جاری ہے اور یقیناً قیامت تک جاری رہے گا۔ یہاں دین اسلام کا بول بالا انہی بزرگان دین، اولیائے کرام اور علماء عظام کا ہی عظیم کارنامہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی روحانی وارث اولیاء اللہ اور علماء عظام رحمۃ اللہ علیہم سے ولایت کا سلسلہ شروع ہوا جو تا قیامت جاری رہے گا کیونکہ رُشد و ہدایت کا کام ان کے سپرد ہوا۔ لہٰذا ان پاکیزہ ہستیوں نے راہ حق سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو صراط مستقیم پر گامزن کیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ ہستیوں کو اولیاء اللہ کے نام سے یاد کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوست خوف اور غم سے بالکل بے نیاز ہیں۔ قدرت اپنے پیغام پہنچانے کے لئے گویا چراغ سے چراغ روشن کرتی ہے۔ معرفت کی مشعل ایک ہاتھ

سے دوسرے ہاتھ منتقل ہوتی رہتی ہے۔ درحقیقت یہ قدرت کے وہ پوشیدہ ہاتھ ہیں جو روحانی روشنیوں کی شمع لے کر چلتے ہیں۔ اس روشنی سے اپنی ذات کو بھی روشن وتاباں رکھتے ہیں اور دوسروں کو بھی منور کرتے ہیں۔

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ طریقت شیخ العلماء قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی خدائے بزرگ و برتر کی انہی چیدہ ہستیوں میں ہوتا ہے جنہیں دین حق اسلام کی ترویج، فروغ اور اصلاح بنی نوع انسان جیسی اہم، لطیف اور مقدس ذمہ داری سونپی گئی۔ الحمدللہ کہ انہوں نے یہ فریضہ عالیہ نبھانے میں بطریق احسن سرخروئی حاصل کی۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 1906ء میں امرتسر کے نواحی گاؤں سینسہ میں برصغیر کے معروف دینی علمی گھرانے میں قطب الزماں حضرت پیر نبی بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پرنور آنگن میں ہوئی جن کا سلسلہ بیعت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جبکہ حضور محدث کبیر رحمۃ اللہ کا شجرہ طریقت اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتا ہوا حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰؓ شیر خدا سے ملتا ہے۔

حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے قبل آپ کے والد بزرگوار کو ایک مجذوب بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی نسل میں ایک ایسا عالم باعمل اور ولی کامل کا ظہور ہوگا جس کے پورے عالم میں چرچے ہوں گے۔ بڑے بڑے علماء اور اللہ کی مخلوق اس سے فیض حاصل کرے گی۔ اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا ارشاد ہے کہ مجھے اکثر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت ہوتی، آپ تشریف لائے اور گلاب کا پھول عطا فرمایا۔

چنانچہ اس کی عملی تعبیر ظاہر ہوئی کہ کچھ عرصہ بعد 1906ء میں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اس پھول کی معطر خوشبو سارے عالم میں پھیل گئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے عالی مقام پدر گرامی سے

ں کی۔ پھر آپ مسجد خیر الدین میں قائم مدرسہ نعمانیہ میں آگہی دین کے مدارج طے
کرتے رہے۔ اس کے بعد آپ برصغیر کے مرکز تدریس حق بریلی شریف تشریف لے
گئے اور مفتی اعظم ہند اعلیٰ حضرت مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ سے دورہ حدیث کی تعلیم کے
ساتھ ساتھ روحانی تعلیم کے مدارج بہ احسن طریقے سے طے کیے اور حضور محدث کبیر
پاکستان، مفتی اعظم ہند سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت سے فیض یاب ہوئے۔ بریلی
شریف میں قیام کے دوران ہندوستان میں ایک الگ اسلامی مملکت کے قیام کی تحریک
شروع ہو چکی تھی۔ اس تحریک سے ممکنہ اور متوقع کامیابی سے خائف اسلام دشمن قوتوں نے
انگریز سامراج کے پروردہ اور ہنود کے بہی خواہ بعض نام نہاد علماء کو استعمال کیا جنہوں نے
ایک منظم منصوبہ کے تحت قیام پاکستان کی مخالفت میں مہم شروع کر دی۔ اس مرحلہ پر بانی
پاکستان محمد علی جناح کی اپیل پر حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے ہندوستان
کے شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ جا کر اسلام دشمنوں کی سازش بے نقاب کی اور
تحریک پاکستان میں نئی روح پھونک دی۔ اس قومی مشن کی کامیاب تکمیل پر آپ پھر بریلی
شریف مقیم ہو گئے اور اپنے پیرو مرشد مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر لاہور تشریف
لے آئے اور اندرون لوہاری دروازہ کی مسجد خراسیاں میں دینی علوم کی تدریس شروع کر
دی۔ اس مسجد کے قریب واقع باغیچی نہال چند نشیئوں کی آماجگاہ تھی۔ آپ نے اصلاح
احوال کے لئے وہاں باقاعدہ اسلامی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی بنیاد رکھی جو اللہ تعالیٰ
کے فضل و کرم اور آپ کی برکات سے آج پاکستان کی چند معروف دینی درس گاہوں میں
شمار ہوتی ہے۔ درس و تدریس کا فریضہ بطریق احسن نبھایا اور ان گنت متلاشیانِ حق کو
قرآن و حدیث کی تعلیمات سے بہرہ ور کیا۔ آپ کے شاگردان کی تعداد بلاشبہ ہزاروں
میں ہے جن کی بہت بڑی تعداد شیخ الحدیث، شیخ الفقہ، رئیس الشرح، صدر و مہتمم اور صدر
مدرس کے مراتب پر فائز ہے اور دنیا بھر میں تبلیغ، ترویج، تشریح اور تدریس علوم حق میں
مصروف عمل ہے۔ آپ کی بدولت عصر حاضر میں پوری ملت اسلامیہ کو ان گنت مفتی،

علامہ، شیخ الحدیث، خطباء اور مفسرین قرآن مجید میسر آئے ہیں۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کے معمولات انتہائی سادگی، باقاعدگی، اصول پرستی اور شعائر شریعت پر سختی سے کاربند رہنے پر مبنی تھے۔ آپ نماز عشاء کے بعد ذکر و اذکار فرماتے پھر کچھ دیر کے لئے آرام فرماتے، تہجد کی عبادت سے فراغت کے بعد تھوڑی دیر کے لئے قیلولہ فرماتے پھر نماز فجر کی امامت فرماتے جس کے بعد تلاوت کلام پاک فرماتے حتیٰ کہ اشراق کا وقت آن پہنچتا۔ نماز اشراق کے بعد درس و تدریس شروع فرما دیتے۔

یہ سلسلہ نماز ظہر تک جاری رہتا۔ اس دوران حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کسی بھی دنیاوی معاملہ یا کسی بھی ملاقاتی کو دین حق کی تدریس میں مخل نہیں ہونے دیتے تھے۔ زیارت یا رہنمائی کے لئے حاضر ہونے والوں کو نماز ظہر کے بعد تک انتظار کرنا پڑتا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ لڑکپن سے رحلت فرمانے تک حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے ایک بھی نماز (باجماعت) تہجد اور اشراق قضا نہیں کی۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک کوئی سنت کو مضبوطی سے نہ پکڑے گا اس وقت تک وہ کوئی کامیابی کوئی منزل نہیں حاصل کر سکتا۔ آپ نے فرمایا جو کوئی طریقت اور حقیقت سے آگاہ ہے اور شریعت سے ناآشنا ہے وہ شیخ نہیں ہو سکتا کوئی نیک آدمی تو ہو سکتا ہے مگر ولی اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک شریعت، طریقت اور حقیقت کا اسے علم نہ ہو۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ مکہ معظمہ سے واپس لوٹے تو آپ کو معلوم ہوا کہ کلر کہار کے پاس ایک پہاڑ کے غار میں ایک بڑا صاحب کرامت بزرگ رہتا ہے۔ اس نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ خدا نے اسے نمازیں معاف کر دی ہیں۔ اس کے آستانے پر ہر وقت غرباء کا ہجوم رہتا ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ بھی اس درویش سے ملاقات کو پہنچے۔ حضرت علامہ مفتی غلام سرور قادری مرحوم بھی آپ کے ساتھ تھے اور آپؒ اسے سلام کئے بغیر اس کے قریب بیٹھ گئے۔

آپ نے اس سے سوال کیا تم نماز کیوں نہیں ادا کرتے جبکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ درویش نے انتہائی غصہ سے جواب اللہ تعالیٰ نے مجھے فرشتے کے ذریعے حکم بھیجا ہے کہ تم کو نمازیں معاف کر دی گئی ہیں۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تمہارا واسطہ خدا سے نہیں بلکہ شیطان سے ہے کیونکہ نماز تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاف نہیں کی گئی تو تمہارے جیسے جاہل کو کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی فرشتے تو صرف پیغمبروں کے پاس خدا کا سلام و پیغام لے کر آتے ہیں۔ درویش نے کہا میں اس کیفیت میں بڑی فرحت محسوس کرتا ہوں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے فرمایا اب جب جعلی فرشتہ خدا کا پیغام لائے تو ایک بار "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" پڑھ لینا تم پر سب کچھ واضح ہو جائے گا۔ اگلے دن درویش نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے حکم پر عمل کیا اور جب "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" پڑھی تو جعلی فرشتہ فوراً غائب ہو گیا۔ وہ درویش بھاگتا ہوا حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ سنایا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اس بے نماز درویش سے توبہ کرائی، اس کی جس قدر نمازیں ضائع ہوئی تھیں، قضا پڑھوائیں اور اپنے کیمیائی اثر سے اس کی گمراہی دور کر دی۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے اقوال مبارکہ قرآن مجید اور حدیث مبارکہ سے مطابقت رکھتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ:

(1) اسلام آمریت کی نفی کرتا ہے۔

(2) اسلام میں ملوکیت کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں۔

(3) اسلام کمیونزم، لادینیت، جاگیرداری اور سیکولرازم کو سخت ناپسند کرتا ہے۔

(4) مسلم حکمران پر فرض ہے کہ وہ نفاذ شریعت کرے۔

(5) اللہ تبارک وتعالیٰ عاصیت اور حق تلفی کو سختی سے منع کرتا ہے۔

توحید کی بابت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی ذات اور یگانگت و وحدت کے بغیر خدا کی تصدیق مکمل نہیں ہوتی کیونکہ جس کے ساتھ اور خدا بھی مانے جائیں وہ ایک خدا نہیں ہو سکتا اور سچے دین کے لئے خدا کا ایک ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے جھوٹی بات کر کے کبھی شرک کے قریب مت جاؤ کیونکہ قرآن مجید نے اس استدلال کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ اگر زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو یہ زمین اور آسمان تباہ و برباد ہو جاتے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سچے دین کی حقیقی بنیاد عرفان ذات الٰہی ہے۔

دین کے لغوی معنی اطاعت اور عرضی معنی شریعت کے ہیں۔ دونوں صورتوں میں ذہن اگر کسی معبود کے تصور سے خالی ہو تو نہ کسی اطاعت کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ کسی آئین کی پابندی کا اور جب کوئی مقصد پیش نظر نہ ہو گا تو تگ و دو کرنا عبث ہے البتہ جب انسان کی عقل و فطرت کسی مافوق الفطرت سے اس کا رشتہ جوڑتی ہے اس کا جذبہ عبودیت اور شوق پرستش اسے کسی معبود کے آگے جھکا دیتا ہے تو وہ من مانی کرنے کے بجائے اپنی زندگی کو مختلف پابندیوں میں جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے اور انہی پابندیوں کا نام دین ہے۔

ایک دفعہ مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال پوچھا حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ سے کہ اگر کسی شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو جائے مگر وہ شخص بھول چکا ہو کہ کون سی نماز قضا ہوئی ہے تو پھر اس صورت میں وہ کون سا راستہ اختیار کرے گا۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے جواب دیا اس شخص کو سارے دن کی تمام نمازیں ادا کرنی ہوں گی وہ خدا کی فرض عبادت سے اتنا غافل کیوں ہوا اور اتنی بڑی غلطی کی اتنی سزا تو بے حد ضروری ہے۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کے فیوض و برکات اور کرامات کے اَن گنت واقعات زبان زد عام ہیں۔ تاہم اپنی حیات مبارکہ میں آپ نے ہمیشہ ان

واقعات کی تشہیر کی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی اور کرامات کے شاہدین کو چرچا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ اپنے مشاہدات کو خود تک ہی محدود رکھیں۔ اگر کوئی معتقد شاہد آپ کی کسی کرامات کا تذکرہ کرتا تو اس کی سرزنش فرماتے اور آئندہ محتاط رہنے کی تلقین فرماتے۔

ایک مرتبہ ایک عورت ہماری موجودگی میں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی میں بڑی پریشان حال عورت ہوں میرا بچہ صبح مدرسے گیا تھا اس کے استاد نے اسے گوشت لینے بھیجا ابھی تک بچہ واپس نہیں آیا، استاد بھی پریشان ہے اور میں بھی سخت پریشان ہوں۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے اور وہی میرا سہارا ہے۔ میں دعا کے لئے آئی ہوں میرے لئے دعا کیجئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے پوچھا محترم خاتون اس وقت آپ کے پاس کوئی روپیہ پیسہ ہے۔ اس نے کہا میرے پاس صرف دو سو روپے ہیں۔ آپ نے اس عورت سے دو سو روپے لے لئے اور خدا کی راہ میں خیرات کر دیئے پھر خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر عرض کیا اے ہر شے پر قادر مالک کائنات یہ عورت میری سفارش سے تیری بارگاہ میں دعا کروانے حاضر ہوئی ہے۔ یہ پریشان ہے اس کی پریشانی دور فرما۔ جو مان اسے مجھ پر ہے، جو مان مجھے تجھ پر ہے تو اس کا اور میرا مان رکھ لے اور اس کا بچہ واپس دے دے۔ دعا ختم کر کے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اس عورت سے کہا: اب آپ گھر واپس جائیں، آپ کا بچہ گھر پہنچ جائے گا۔ وہ عورت گھر پہنچی تو اس کا بچہ گھر میں موجود تھا۔ اس نے بیٹے کو سینے سے لگایا اور پوچھا تم کہاں چلے گئے تھے۔ لڑکے نے کہا اماں آپ یقین کریں نہ کریں مگر میرے ساتھ بہت ہی محیر العقول واقعہ ہوا ہے۔ صبح میں اپنے استاد کیلئے گوشت خریدنے گیا، اس وقت شدید لال آندھی اور طوفان آیا جو مجھے اڑا کر لے گیا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب میں زندہ نہیں بچوں گا۔ اسی لمحے کسی نے زور سے آواز دی کہ اس لڑکے کو فوراً اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ میں حیران ہوں کہ اس آواز کے ساتھ ہی میں گھر پہنچ گیا مگر مجھے اب بھی اس حیرت انگیز بات پر یقین نہیں آ رہا۔ ماں بولی بیٹا تو دل و جان سے اس واقعے پر یقین

کرلے کیونکہ میں شیخ العلماء شیخ الحدیث حضور محدث کبیر پاکستان ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور تمہارے لئے میں نے ان سے دعا کروائی تھی۔ یہ ان کی دعا کا ہی اعجاز ہے۔ خدا نے ہمیں دوبارہ ایک دوسرے سے ملا دیا ہے۔ ورنہ نہ جانے ہمارا کیا حال ہوتا۔

میں اور میرے دیگر علماء ساتھی حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کی بارگاہ میں بیٹھے تھے وہ عورت حضور محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ہماری موجودگی میں انہیں تمام واقعات سنا کر ان کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت نے فرمایا: خاتون شکر اپنے رب کا ادا کر جسے تمہارا صدقہ پسند آیا ہے۔ آپ نے فرمایا جب بھی کوئی مصیبت آئے صدقہ اسے ٹال سکتا ہے اس لئے صدقہ ضرور دیا کرو۔ ایک دن حضرت ؒ حدیث شریف پڑھا رہے تھے اس دوران تین اشخاص حاضر ہوئے، عرض کی کہ ہمارے ایک بندے کو پھانسی دی جانے والی ہے، پھانسی لینے والے نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کہا کہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ سے عرض کریں میں بڑا گناہ گار اور سیاہ کار ہوں میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ آپ ؒ نے خدا سے عرض کی اے مالک الملک اس شخص نے مجھے کوئی نیک بزرگ سمجھ کر ان تین آدمیوں کو میرے پاس بھیج کر دعا کی درخواست کی ہے اس پر رحم فرما اور اس کی خطاؤں کو معاف فرما دے۔ آپ نے دعا کر کے مسلم شریف پڑھانی شروع کر دی اور جلاد نے اس قاتل کو پھانسی دے دی۔ جب اس کی نعش اٹھائی جا رہی تھی ان تینوں شخصوں نے ازراہ ہمدردی کہا اس بیچارے کو حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کی اچھی دعا لگی کہ یہ اگلے جہاں پہنچ گیا۔ اسی رات ان تین اشخاص نے خواب میں دیکھا کہ وہی قاتل ایک بہت بڑے باغ میں خوش و خرم بیٹھا ہے اور اس کے اردگرد کا ماحول اس قدر دلکش ہے کہ نظروں کو حلاوت محسوس ہو رہی ہے۔ ان تینوں اشخاص نے اپنے رشتے دار قاتل سے پوچھا تو اس قدر خوش کیوں ہے؟ اس نے کہا یہ سب میرے پیر و مرشد شیخ کامل حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث ؒ کی دعا کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر خصوصی مہربانی فرمائی

ہے۔ حضور محدث کبیر پاکستان" اگلے روز دورہ حدیث پڑھا رہے تھے وہ تینوں اشخاص خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ" سے معافی مانگی۔ آپ نے انہیں معاف کر دیا، انہیں بیعت بھی کی اور ان کے لئے دعا بھی کی۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی خواہشات مقدسہ، افکار عالیہ اور روشن ہدایات کے مطابق آپ کے شروع کردہ مشن کی تکمیل کے لئے مرحلہ وار انقلابی پروگرام پر تسلسل کے ساتھ عمل درآمد جاری ہے۔ آپ" کے فرزند ارجمند اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث" عالی مرتبت جناب قائد مشائخ حضرت پیر محمد فضل حق صاحب آپ" کے مقدس مشن کی بروقت تکمیل کے لئے پوری ریاضت اور تندہی سے کوشاں ہیں۔ حضرت پیر محمد فضل حق صاحب مدظلہ العالی عالمگیر شہرت کے حامل ممتاز سرکردہ دینی وسیاسی رہنما ہیں اور ملک کے دوسرے بڑے قومی سیاسی اتحاد کی قیادت سنبھالے ہوئے ہیں۔ وہ آپ" کی امنگوں کے عین مطابق جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کو ملت اسلامیہ کی سب سے درخشاں دینی درس گاہ بنانے کا عزم صمیم رکھتے ہوئے نہایت جانفشانی اور کامرانی کے ساتھ ابتدائی مراحل طے کر چکے ہیں۔ ان کا دائرہ کار چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور فاٹا ایریا تک پھیلا ہوا ہے۔ ان قابل قدر لائق ستائش اور واجب التقلید انقلابی اقدامات کو سراہتے ہوئے دل سے بے اختیار یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد جملہ مراحل پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور یہ منفرد و ممتاز اسلامی درس گاہ جامعہ العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ کے نام سے دنیا کی نمبر ایک مسلم یونیورسٹی (محدث کبیر اسلامک یونیورسٹی) کا درجہ حاصل کر لے گی جہاں اقامتی بنیاد پر دنیا بھر سے آنے والے تشنگان علم حق کی ذہنی، فکری، روحانی، قلبی اور علمی آبیاری کے ساتھ قیام و طعام، کمپیوٹرز اور بہترین تربیتی سہولیات بلا معاوضہ فراہم کی جائیں گی۔

حضور محدث کبیر پاکستان شیخ العلماء

علامہ مولانا غلام رسولؒ قادری رضوی

مصنف تفہیم البخاری

از قلم: مفتی غلام سرور قادری مرحوم، لاہور

ولی اللہ کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا، اس کی سوچ مثبت ہوتی ہے اس کے کلام اور اس کے اقدام سے خیر برآمد ہوتی ہے۔ وہ چونکہ خدا رسیدہ ہوتا ہے اور خدا رسیدگی رحمت خداوندی کے بغیر ممکن نہیں اس لئے وہ صرف رحمت خداوندی کو پیش نظر رکھتا ہے اور اس کا پرچار کرتا ہے۔ کائنات میں اکمل و مجسم رحمت خداوندی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے اس لئے ہر ولی اللہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت کے نیچے ہوتا ہے۔ وہ کبھی مخلوق کو ذاتی فوائد و مقاصد کے لئے بلیک میل نہیں کرتا۔ وہ اپنے پاس آنے والوں کا خدا سے تعلق جوڑنے کی کوشش کرتا ہے اس کے کام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مقبول بارگاہ ہے یا راندۂ بارگاہ ہے۔

ایک نام ہمارا اسم ذات ہے جو پہچان کے لئے ہے ہمارا تخلیقی یا صفاتی نام انسان ہے، انسان کردار ہے خلیفۃ اللہ فی الارض کا یعنی اللہ جل جلالہٗ کے حکم سنت نبویؐ کے مطابق عمل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا ہمارا کام ہے۔ جو اس کام کو احسن طریقے سے انجام دے وہ ولی اللہ ہے۔

زیر نظر مضمون میں جس بزرگ کے بارے میں ہم بات کر رہے ہیں ان کے کردار سے ان کا ولی اللہ ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ سینہ اور زمیندار اور معروف دینی علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ سینہ ضلع امرتسر بھارتی پنجاب کا ایک مشہور قصبہ تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد اسی قصبے میں آباد تھے۔ اس خاندان کی ملکیت 3600 بیگھے زمین تھی اس لئے یہ اس گاؤں کا بہت امیر کبیر خاندان تھا۔ آپ کا اسم گرامی غلام رسول ہے، آپ کے والد ماجد قطب زماں حضرت پیر نبی بخش المعروف بابا چُور بہت نیک متقی اور پرہیزگار شخص تھے۔ وہ پابند صوم وصلوٰۃ، تہجد گزار اور قرآن حکیم کی باقاعدہ تلاوت کرنے والے، رحم دل اور خدا ترس انسان تھے۔ غریبوں، مسکینوں، بیواؤں اور یتیموں کا خاص خیال رکھتے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار مشہور بزرگ حضرت الٰہی بخش چشتی خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت الٰہی بخش چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر نبی بخش رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی بخش اللہ تعالیٰ تجھے ایک ایسا بیٹا عطا فرمائے گا جو اپنے زمانے کا شیخ العلماء اور ولی اللہ ہوگا تمہارے کسی کام کا نہ ہوگا۔

یہ پیش گوئی حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی پیدائش سے بہت پہلے کی گئی تھی۔ پھر ایک دفعہ آپ کے والد بزرگوار حضرت پیر نبی بخش اپنے پیر و مرشد حضرت پیر الٰہی بخش کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ سے دعا کی استدعا کی۔ دعا کرنے کے بعد حضرت پیر و مرشد نے فرمایا اللہ تعالیٰ دو بیٹے عطا فرمائے گا ان میں سے ایک میرا ہوگا مگر ہوگا قادری۔ یہ بات حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی پیدائش سے چند سال پہلے کی ہے۔ آخر وہ وقت بھی آپہنچا جب حضرت پیر نبی بخش رحمۃ اللہ کے آنگن میں بہار اتر آئی۔ وہ پھول جس کی اپنی خوشبو اور اپنا رنگ ہے۔

والدین نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ جب آپ چھ برس کے ہوئے تو آپ کی پھوپھی صاحبہ آپ کو لے

گئیں اور مسجد خیرالدین میں قائم مدرسہ نعمانیہ میں داخل کروا دیا۔ آپ دین کے مدارج طے کرتے رہے اس کے بعد آپ برصغیر کے مرکز تدریس حق بریلی شریف تشریف لے گئے اور مفتی اعظم ہند جانشین اعلیٰ حضرت مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ سے دورہ حدیث کی تعلیم اور خرقہ خلافت سے فیض یاب ہوئے۔

کوئی شخص اس وقت تک ولی اللہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ شریعت کا سنت نبویؐ کے مطابق اتباع نہ کرے۔ یہ اس کی سب سے بڑی کرامت ہے اور حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے بچپن سے لے کر آخر تک شریعت اور سنت نبویؐ کے مطابق اپنی زندگی گزاری۔ اپنی زندگی میں کوئی نماز کوئی تہجد قضا نہیں فرمائی۔ ایک دن حضور محدث کبیر پاکستا نقبلہ شیخ الحدیثؒ اپنے استاد محترم سے درس نظامی کی کتاب ہدایہ پڑھ رہے تھے استاد محترم ہدایہ پڑھاتے پڑھاتے اچانک خاموش ہو گئے۔ حضور محدث کبیر پاکستا نقبلہ شیخ الحدیثؒ نے استاد سے اس اچانک خاموشی کی وجہ دریافت کی۔ استاد محترم نے جواب دیا کہ ایک نقطے پر مجھے کچھ شبہ ہو گیا ہے یہ اشتباہ دور کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اس بات کو استاد محترم کی علمی خامی سمجھا اور اپنا یہ حال اپنے ہم عصر جماعت دوست العلماء علامہ عجیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ پر ظاہر کیا۔ انہوں نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ سے کہا کہ بغیر سوچے سمجھے استاد کی علمی قابلیت پر شک نہیں کرنا چاہئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے کہا کہ آئندہ اپنے استاد کا نام بھی نہیں سننا چاہتے۔ آپ کے ہم جماعت علامہ عجیب اللہ کو حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی باتیں سن کر بہت دکھ ہوا مگر انہوں نے اسے ظاہر نہ ہونے دیا ہاں البتہ اتنا ضرور کہا کہ طالب علم کو اپنی ذہانت پر اتنا گھمنڈ نہیں ہونا چاہئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے جواب دیا کہ اگر تم ان کا نام لو گے تو میں تمہیں بھی رد کر دوں گا اور ان کی مخالفت کروں گا۔ علامہ عجیب اللہ نے دلبرداشتہ ہو کر کہا اگر تم انہیں رد کرو گے، ان کی مخالفت کرو گے تو اس سے ان کا مرتبہ کم نہ ہو گا وہ وہیں رہیں گے جو کچھ وہ ہیں تم اپنی

نظروں سے خود ہی گر جاؤ گے۔ مولانا عجیب اللہ نے کہا اگر تم ہمارے محترم سے مطمئن نہیں ہو تو میرے پیر و مرشد مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاںؒ سے چل کر اس کی وضاحت حاصل کر لو۔ یہ دونوں دوست مفتی اعظم ہند حضرت قبلہ مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ کی خدمت میں پہنچ گئے وہاں پہنچ کر دونوں دوست سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاںؒ نے پوچھا تم دونوں کہاں رہتے ہو۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے جواب دیا کہ اچھرہ لاہور میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ہدایہ پڑھ رہے ہیں مگر یہاں اشتباہ ہے۔ مفتی اعظم ہند نے فرمایا چلو یہ اشتباہ دور کئے دیتا ہوں۔ پھر ایک پُر اثر اور مدلل تقریر فرمائی کہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہا۔ دونوں دوست مرعوب ہو کر پیچھے بیٹھ گئے اور مؤدب بیٹھ گئے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے کہا کیا سلطان المشائخ قبلہ مفتی اعظم ہندؒ مجھے اپنی مریدی کا شرف بخشیں گے۔ آپ کے دوست عجیب اللہ نے جواب دیا میں ابھی درخواست کرتا ہوں۔ عجیب اللہ نے عرض کیا یا پیر و مرشد غلام رسول مریدی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حضور مفتی اعظمؒ نے شاید عجیب اللہ خان کی بات سنی نہیں کچھ توقف کے بعد پوچھا کہ تم نے مجھ سے کچھ کہا ہے۔ عجیب اللہ نے پھر حضور مفتی اعظمؒ سے مرید کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضور مفتی اعظم ہندؒ نے کہا اتنی بھی کیا جلدی ہے۔ جب پھر کبھی آئیں گے تو ان کی یہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور عجیب اللہ کے کان میں کہا کہ اگر مجھے اسی وقت مرید نہ کیا گیا تو میں اپنی جان دے دوں گا۔ حضور مفتی اعظم ہندؒ نے کہا غلام رسول کان میں کیا کہہ رہے ہیں؟ عجیب اللہ نے کہا حضرت یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر انہیں اسی وقت مرید نہ کیا گیا تو یہ اپنی جان دے دیں گے۔ حضور مفتی اعظم ہندؒ نے مسکرا کر کہا کہ غلام رسول کی جان بڑی قیمتی ہے اس لئے میں انہیں ابھی مرید کئے دیتا ہوں اور آپ نے اسی وقت غلام رسول کو مرید کر لیا۔

ایک عقیدت مند نے حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ سے سوال کیا حضور چوری ڈاکے یا رشوت وغیرہ سمیت کسی بھی دوسرے حرام ذریعے سے دوسروں کا مال چھین

کرا سے ثواب کی نیت سے غریبوں میں بانٹنا کس زمرے میں آتا ہے۔ آپ نے فرمایا حرام خنزیر ہے اور آگے کچھ کہتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں یہ ثواب کیسے ہو سکتا ہے اسے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ مذاق فرمایا گیا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کسی محفل میں لوگوں کو راہِ حق بتا رہے تھے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا حضرت! ہم نے سنا ہے گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک کو گناہِ صغیرہ اور دوسرے کو گناہِ کبیرہ کہتے ہیں۔ کیا آپ مہربانی کر کے اس کی وضاحت فرمائیں گے۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے تمام اہل مجلس کو اجتماعی طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: مجھ سے جس گناہ کے بارے میں پوچھا گیا اس کی تقریباً اٹھارہ اقسام ہیں۔ پھر فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کے مطابق گناہِ کبیرہ کی تعداد اٹھارہ ہے اور ان میں سے چار کا تعلق قلب سے ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، دوم یہ کہ گناہوں پر اصرار کرنا، سوئم رحمت خداوندی سے مایوس اور چہارم اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدابیر سے بے خوفی۔ ایک شخص نے سوال کیا حضرت چار کے بارے میں تو آپ نے بتا دیا اب ہم یہ بھی جاننا چاہیں گے کہ باقی چودہ گناہِ کبیرہ کون کون سے ہیں؟ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے اس کے جواب میں فرمایا: پہلا گناہ یہ ہے کہ کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دی جائے، دوسرا گناہ کسی باعصمت عورت یا مرد پر تہمت لگائی جائے، تیسرا گناہ حق کو باطل ثابت کرنے کے لئے یا کسی کا مال ہڑپ کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھائی جائے جو کوئی بھی کسی طرح کی جھوٹی قسم کھائے گا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کی آگ میں جلائے گا۔ پھر کسی نے کہا پیرومرشد چوتھا گناہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: چوتھا گناہ جادو ٹونہ ہے اگرچہ یہ ایک علم ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے ایسا کرنے والا کافروں میں شمار ہو گا۔ اسی طرح حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ نے باقی گناہوں کے بارے میں حاضرین محفل کو تفصیلی جواب دے دیا۔

علماء کرام اور عوام الناس دور دراز سے دعائیں کرانے اور حدیث پاک پڑھنے کے

ے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ علامہ مولانا عنایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ
سانگلہ ہل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ
یہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا میری موجودگی میں ہی ایک خاتون جس کا نام نصیبہ بی بی تھا
آپ کے پاس آئی اور عرض کیا میں اب تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں، میرے حق میں
دعا کریں۔ حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ چند لمحے خاموش رہے ایسا لگتا تھا وہ
کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے ہیں اور پھر انہوں نے نصیبہ بی بی کو فرمایا: اللہ تعالیٰ
اسے اولاد کی نعمت سے ضرور سرفراز فرمائے گا مگر ایک سال بعد۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے
ایک سال بعد چاند سا بیٹا عطا فرمایا۔

حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس صرف عام آدمی ہی
نہیں بلکہ بڑے عالم فاضل لوگ بھی مشورے لینے اور پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے آیا
کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں اور مریدوں کی تعداد اَن گنت ہے اور آپ کے فیوض و
برکات اور کرامات کے اَن گنت واقعات زبان زد عام ہیں۔

فیصل آباد شہر سے تقریباً پانچ کلومیٹر شمال مغرب میں اعظم آباد واقع ہے۔ وہاں حضور
محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک موجود ہے۔ دربار پر ایسی
میناکاری کی گئی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ فیصل آباد اعظم آباد میں حضور محدث کبیر
پاکستان قبلہ شیخ الحدیث کا مزار پُرانوار مرجع خلائق ہے۔ یہ بھی وہاں مدفون شیخ العلماء سند
المحدثین حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیث علامہ مولانا غلام رسول قادری رضویؒ
مصنف تفہیم البخاری کی کرامت ہی ہے کہ وہاں اس قدر سکون قلب حاصل ہوتا ہے کہ وہاں
سے واپس آنے کو دل نہیں چاہتا۔ جہاں سکون ملے وہاں سے کون جانا چاہے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضور محدث کبیر پاکستان قبلہ شیخ الحدیثؒ کی تعلیمات
پر سچے دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت میں ایسی ہستیوں کے ساتھ
رکھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اپنی زندگیوں کو بسر کیا۔ آمین

منقبت حضور محدث کبیرؒ پاکستان

عاشق مصطفیٰ غلام رسولؒ
زاہد و پارسا غلام رسولؒ
دلبر و دل رُبا غلام رسولؒ
میرے دل کی ضیا غلام رسولؒ

تم محدث کبیر یا مرشد
ہے مریدوں نے کہا غلام رسولؒ
مجھ کو اپنا بناؤ دیوانہ
بحر غوث الوریٰ غلام رسولؒ

چشمِ رحمت بہ سوئے من مرشد
بحر احمد رضا غلام رسولؒ
ایسا کر دے کرم رہیں یارب
مجھ سے راضی سدا غلام رسولؒ

ایک مدت سے آنکھ پیاسی ہے
اپنا جلوہ دِکھا غلام رسولؒ
کیسے بھٹکے گا فضل حق تیرا
رہبر و رہنما غلام رسولؒ

ایسا عاشق نظر نہ آیا کہیں
عاشقوں نے کہا غلام رسولؒ
باعث فخر فضل حق ہے یہ
ہوں مرید آپ کا غلام رسولؒ

منقبت

عاشقوں کے دل میں ہے عزت محدث کبیرؒ کی
آج بھی ممنون ہے عزت محدث کبیرؒ کی

آپ علامہ و مفتی اور تھے شیخ الحدیث
آج بھی دل جان میں ہے عظمت محدث کبیرؒ کی

صرف عالم ہی کہاں تھے بلکہ عالم گر تھے آپ
مرحبا تھی خوب علمیت محدث کبیرؒ کی

ان شاء اللہ ایک دن کام آئے گی مجھے روزِ جزا
قدردانی علم کی الفت محدث کبیرؒ کی

وہ مجسم عاجزی تھے اور سراپا سادگی
اس لئے تو دل میں ہے ہیبت محدث کبیرؒ کی

لاتعداد علماء نے زانوئے تلمذ تہہ کیے
کیا بیاں ہو شانِ علمیت محدث کبیرؒ کی

خندہ پیشانی تبسم ریز میٹھی گفتگو
یاد آتی ہے ہمیں صحبت محدث کبیرؒ کی

ان کو سینے سے لگایا مصطفیٰ ﷺ نے خواب میں
قابلِ صد رشک ہے قسمت محدث کبیرؒ کی

اس کے فضلِ حق سے شاہد بھی فیض یاب
اس پہ کچھ زیادہ ہی تھی شفقت محدث کبیرؒ کی

منقبت

میری آرزو ہے محدث کبیرؒ
میری جستجو ہے محدث کبیرؒ

مجھے قادری عرفاں ہے تو لبوں پر
تیری گفتگو ہے محدث کبیرؒ

یہ فیضان غوث الوریٰ کا مجھ پر
میرے روبرو ہے محدث کبیرؒ

میرے فضل حق کو دیکھو ادب سے
ارے ہوبہو ہے محدث کبیرؒ

میرے پیشوا تیرے صدقے میں جاؤں
میری آبرو ہے محدث کبیرؒ

اگر عشق ہے پیشوا کا دلوں میں
تو پھر چارسُو ہے محدث کبیرؒ

میرے دل میں ایسے شاہد وہ آئے
میرے کوبکو ہے محدث کبیرؒ

منقبت

میرے پیر محدث کبیر دے دربار دیاں کیا باتاں نیں
اس شاناں والے سنیاں دے سردار دیاں کیا باتاں نیں

اس ساقی دے مے خانے چو جس پیتی ے محبت دی
اس شاناں والے خوش قسمت مے خوار دیاں کیا باتاں نیں

جنے پاک نبی دیاں شاناں دی بخشی اے روشنی دنیا نوں
اس پاک نبی دے عاشق دے انوار دیاں کیا باتاں نیں

جو پیار سی کردا سنیاں نوں نفرت سی کردا منکراں نوں
اوہدے عشق دیاں کیا شاناں نیں اوہدے پیار دیاں کیا باتاں نیں

جہندا بولنا چلنا پھرنا سب سنت سی کملی والے دی
اس پاک محدث کبیر دے معیار دیاں کیا باتاں نیں

جو باطل طاقت دے اگے کدیں شبیر جھکیا چھپیا نئیں
ذیشان محدث کبیر دے کردار دیاں کیا باتاں نیں

منقبت

ایہہ دنیا والے کی جانن کی شان محدث کبیر دا
تھاں تھاں تے ڈنکا وجدا اے ذیشان محدث کبیر دا

اوہدے فیض دیاں کیا شاناں نیں اوہدے کرم دیاں کیا باتاں نیں
تھاں تھاں پھیلیا ہویا اے فیضان محدث کبیر دا

جہیدے اندر مہک دے رہندے نے فیضان کرم دے پھل کلیاں
ہے روضہ پیارا پیارا ای بستان محدث کبیر دا

بے ادباں تے گستاخاں تھیں کئی وار مناظرے ہوئے نیں
کے تھاں لرزیا ڈولیا نہیں ایمان محدث کبیر دا

جہنے مان ہے رکھیا پیراں دا جہنے شان ودھائی سنیاں دی
ایہہ سنی کدی نئیں بھل سکدے احسان محدث کبیر دا

اوہدی فکر عبادت شبیر دی اوہدا ذکر وظیفہ شبیر دا
رہندا اے نام لباں اتے ہر آن محدث کبیر دا

العلم نور

میں رسولِ پاک کا بن کر رہوں ہردم غلام
غلام رسول پیشوا و مقتدی کے واسطے

صرف عالم ہی کہاں تھے بلکہ عالم گر تھے آپ
مرحبا تھی خوب علمیت محدث کبیرؒ کی

ان کو سینے سے لگایا مصطفیٰ ﷺ نے خواب میں
قابل صد رشک ہے قسمت محدث کبیرؒ کی

اس کے فضل حق سے شاہدؔ بھی ہے فیض یاب
اس پہ کچھ زیادہ ہی تھی شفقت محدث کبیرؒ کی

چمنستانِ حضور محدثِ کبیر پاکستان

دربار شریف روڈ اعظم آباد فیصل آباد پاکستان